

# درود و اذکار اسلام



مؤلف

حضرت علامہ

نعیمی نقذ

محمد بشیر احمد

صدر المدرسین

الجامعہ الغاشیہ شاہی جامع مسجد

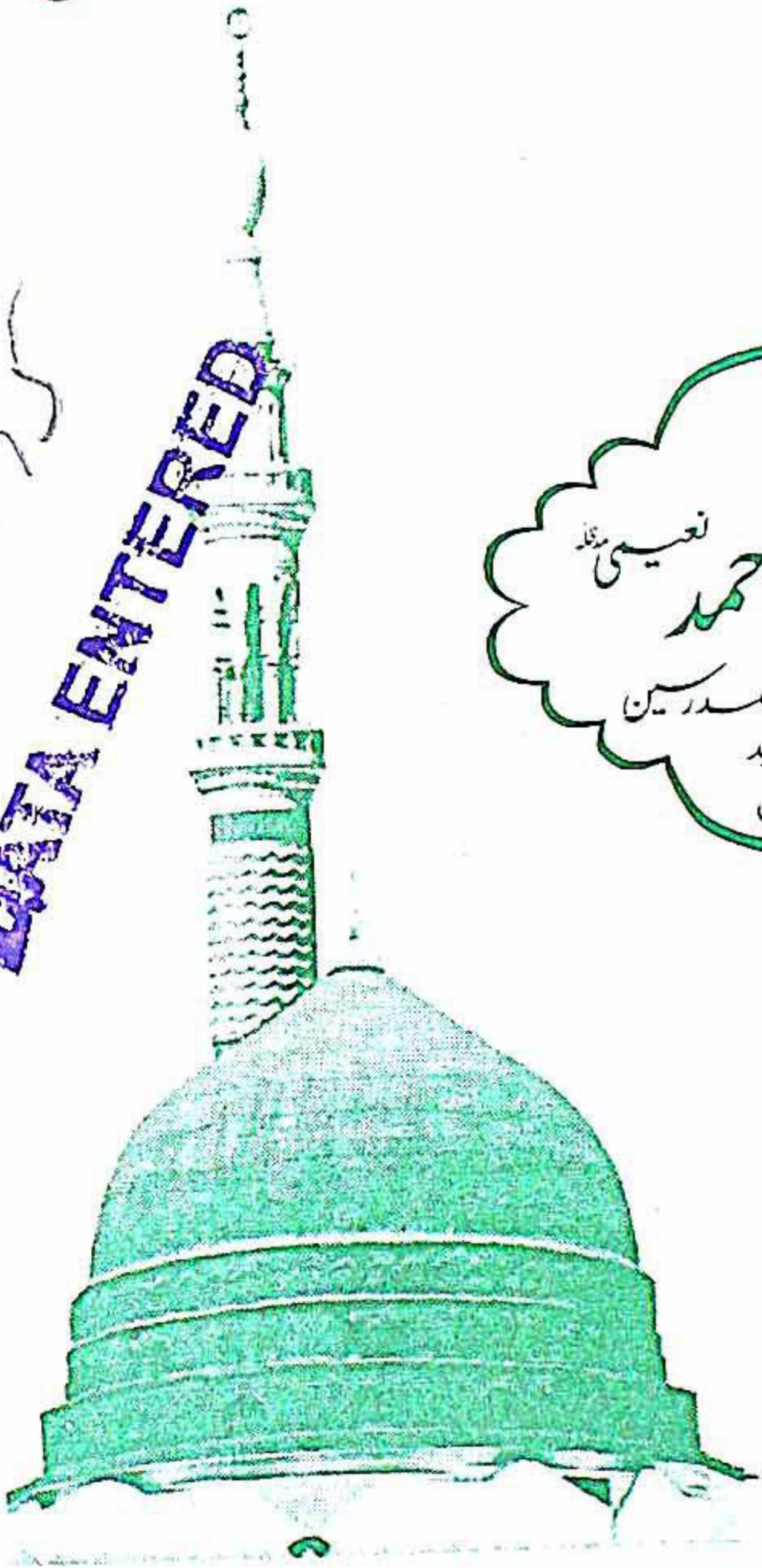
در بار مارگ کاٹھمنڈو، نیپال

مکتبہ شرفیہ بازار مسجد مہاجرین مرید کے ضلع شیخوپورہ



# درود و الوارح السلام

22333  
DATA ENTERED



مؤلف  
حضرت علامہ  
محمد شہیر احمد  
نعمانی  
صدر المدرسین  
الجامعہ القاشیہ شاہی جامع مسجد  
در بار مارگ کاشمیر، نیپال

مکتبہ شرفیہ  
بازار مسجد مہاجرین مرید کے ضلع شیخوپورہ

۲۹۷۶۵۲  
۵۷

2

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۲۷۸۶۱

انوار درود و سلام

نام کتاب:

حضرت علامہ مولانا محمد بشیر احمد نعیمی صاحب مدظلہ، نیپال

مؤلف:

محترم المقام جناب نور محمد انصاری سابق E.D.O شیخوپورہ

خصوصی معاون:

ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول مریدکے

مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری۔ لاہور پاکستان

باہتمام:

0345-4680027

بائیڈنگ و پرنٹنگ: جناب عبدالوحید ہادی: فون نمبر 0301-4735853

۲۰۱۴/۱۴۳۵ھ

باراؤل:

ملنے کے پتے

- ☆ شبیر برادرز: اردو بازار لاہور
- ☆ نفیس قرآن کمپنی۔ مکہ سینٹر اردو بازار لاہور
- ☆ نعیمہ بکسٹال۔ مکہ سینٹر اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ اہل سنت۔ مکہ سینٹر اردو بازار لاہور
- ☆ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور
- ☆ مکتبہ الفرقان۔ جام پور ضلع راجن پور
- ☆ دکان نمبر ۱۱ مکہ سینٹر اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ۔ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ نشان منزل۔ نزدستا ہوٹل داتا دربار لاہور
- ☆ مکتبہ نبویہ۔ داتا دربار روڈ لاہور
- ☆ ادارہ صراط مستقیم۔ داتا دربار (روڈ) لاہور
- ☆ نظامیہ کتاب گھر۔ زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ فضل حق۔ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ والضحیٰ۔ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ کرمانوالہ۔ دربار مارکیٹ لاہور

# الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

3

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”درود و سلام“ کے موضوع پر ان گنت، حدود سے ماورائی، اس کثرت سے کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں جن کا شمار کسی انسان کے بس کی بات نہیں، جیسے اللہ رب العزت جل و علیٰ کی ہر مخلوق اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف ہے ویسے ہی نبی کریم، روف رحیم، رحمۃ للعلمین، خاتم الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں اپنی اپنی کیفیت میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی آرہی ہے۔

یہ وہ سکون بخش، راحت افزاء، آرام دہ، وظیفہ ہے جس کی مثال کسی بھی نقلی عبادت سے نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے کہ ہر عبادت مخلوق سے متعلق ہے جبکہ یہ وظیفہ، یہ پاکیزہ ذکر خود خالق کریم اپنی شان کی مطابق اپنے حبیب ﷺ کے لئے ادا فرمانے کے ساتھ ساتھ اعلانیہ فرما رہا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ، یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں اس خاص (غیب دان) نبی پر، اے ایمان والو تم بھی ہمیشہ ہمیشہ ان پر خوب صلوٰۃ و سلام پیش کرتے رہو۔  
پیش نظر کتاب مستطاب ”انوار درود و سلام“ حضرت علامہ مولانا محمد بشیر احمد نعیمی دامت برکاتہم نے انتہائی محبت عشق سے تالیف فرمائی جو ملک نیپال کے دارالحکومت کٹھمنڈو میں، شب و روز خدمت لوح و قلم میں مصروف ہیں، موصوف جامعہ نعیمہ مراد آباد (بھارت) کے عظیم فضلاء میں شمار ہوتے ہیں اور الجامعۃ الغیاثیہ، شاہی مسجد کٹھمنڈو کے صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہیں، آپ نے ایک عرصہ قبل اپنی اس تالیف منیف کو راقم السطور کی طرف اشاعت کے لئے بھیجا مگر کُلُّ اَمْرِ مَرُّهُ وَاَوْقَاتِهِ، ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے بقول امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ہے۔

اے! رضا ہر کام کا اک وقت ہے

چنانچہ راقم السطور، کو اس سال رجب المرجب ۱۴۳۵ھ / مئی ۲۰۱۴ء کو حرمین شریفین زادہما اللہ شرماً و تعظیماً میں عمرہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی، میرے رفقاء میں، میرے ہی

شہر کی ایک علمی شخصیت، محسن ملک و ملت الحاج نور محمد انصاری صاحب زید مجدہ سابق E.D.O شیخوپورہ ریٹائرڈ پرنسپل ہائر سکندری سکول مرید کے بھی تھے ہم نے جملہ معمولات کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کی کوشش کی، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ ہم اکٹھے قیام پذیر تھے مدینہ طیبہ سے عمرہ کی دوبارہ نعمت عطا ہوئی، مکہ مکرمہ میں ایک شب راقم نے موصوف سے اس کتاب مستطاب کے متعلق بتایا تو پاکستان واپسی سے چند ساعت قبل موصوف نے اس کتاب کی اشاعت کا انتظام کر دیا، یوں ایک طویل عرصہ بعد یہ کتاب اہل محبت کی نذر کی جا رہی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ جل و علی مولانا محمد بشیر احمد نعیمی مدظلہ کی اس کاوش کو منظور فرمائے اور محترم جناب انصاری صاحب زید مجدہ کو دین و دنیا اور آخرت میں کامرانی، کامیابی سے بہرہ مند فرمائے، ناچیز کو اپنی رحمت اپنے کرم اور اپنی خصوصی عنایات سے نوازے، حضور پر نور، شافع یوم النشور کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوں۔

یہ نظریں آپ کے دیدار کی طالب میں مدت سے  
رخ پر نور سے پر وہ اٹھا دو یا رسول اللہ  
رحیم بیکساں تم ہو، حکیم درد منداں ہو  
طیب مرض عصیاں ہو دوا دو یا رسول اللہ  
میرا مسکن مدینہ ہو، میرا مدفن مدینہ ہو  
میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یا رسول اللہ  
یہی ہے آروزے زندگی تابش قصوری کی  
دمِ آخر رخ زیبا دکھا دو یا رسول اللہ

محتاج نگاہ کرم:

محمد منشا تابش قصوری مرید کے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ، ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء

شبِ معراج

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
1	تقریظ قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (علیہ الرحمۃ کراچی)
2	شرف انتساب
3	امام احمد رضا کا بارگاہ ختم المرسلین ﷺ میں خراج عقیدت
4	ابتدائیہ ①
9	درود و سلام کے آداب ②
10	درود شریف میں سیدنا و مولانا کا اضافہ
12	ایک شبہ کا ازالہ
16	ایک اور شبہ کا ازالہ
	باب اول:
20	فضائل درود و سلام قرآن حکیم کی روشنی میں ④
21	درود و سلام کی اہمیت ③
22	درود و سلام افضل عبادت ہے ④
23	ایک قابل غور پہلو
24	قابل غور امر
25	شبہ کاراز
26	امت مسلمہ کا درود و سلام تقرب الی اللہ کیلئے ہے
27	معصوم فرشتے درود کیوں بھتے ہیں؟ ⑤
27	درود پاک کی ابتدا کب ہوئی؟

28	ملائکہ کے درود کی ابتداء (1)
29	مومنین کو درود و سلام پڑھنے کا حکم کب ملا؟
29	امت مسلمہ کی اعزاز کی خصوصیت
30	رَبِّ کریم کی خاص بندہ نوازی
30	اللَّهُمَّ صَلِّ پڑھنے کی وجہ
32	صلوٰۃ کے معنی
33	اشکال اور اس کا جواب
39	انبیاء کے حق میں رحم کی دعا کرنا مکروہ ہے
37	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طفیل باران رحمت کا نزول
39	ایک اشکال کا ازالہ
41	سلام کے معنی (2)
41	صلوٰۃ کی طرح سلام بھی واجب ہے
42	درود میں ابرہیم علیہ السلام اور ان کی آل کی شمولیت؟
46	درود ابراہیمی پر مشہور سوال اور اس کا جواب
	باب دوم:
49	فضائل درود و سلام احادیث کی روشنی میں (۱۵)
49	بشارتِ عظمیٰ
51	بیکراں رحمت الہی کا نزول
53	گستاخِ رسول ﷺ کی ذلت و خواری
54	ایک اشکال کا جواب



55	شافع محشر کا وعدہ شفاعت
58	ایک شبہ کا ازالہ
58	حدیث البطاقہ
59	کثرتِ درود جملہ مشکلات و مہمات کا حل ہے
62	درود و سلام لکھنے پر اجر بے پایاں (۵)
63	کتابتِ درود سے متعلق ایک خواب
66	درود و سلام پڑھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے (6)
67	غریب کو نوید مسرت
69	قلب و نظر کی ٹھنڈک
69	درودِ پاک اور دیگر اعمال خیر کے عظیم فوائد
71	صادق و مصدوق <small>علیہ السلام</small> کا وعدہ شفاعت
72	وسیلہ کی تحقیق
73	وسیلہ کا فائدہ
74	شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت افروز واقعہ
75	مقام محمود
75	دہم کا ازالہ
76	سید الايام جمعہ کے دن حضور سید الانام <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> پر درود بھیجنے کی فضیلت (۷)
79	اسی (۸۰) سالہ گناہ کی معافی
80	دنیا و آخرت کی سو ضروریات کی تکمیل
81	صحابہ کرام کا شبہ

82	عام اجسام و ارواح کے حالات
82	روح کی پانچ حالتیں
83	عالم کی کل تعداد
84	روح کا تعلق کس عالم سے ہے
84	شہدا کی برزخی زندگی پر قرآن کی شہادت
84	مؤمنین کی حیات برزخی پر قرآن کی شہادت
85	کفار کی حیات برزخی پر قرآن کی شہادت
86	حیات برزخی پر احادیث کی شہادت
88	روح کی حیات برزخی پر آئمہ مفسرین کے اقوال
88	روح کی حیات برزخی اور علامہ رازی
90	ایک اشکال کا جواب
91	عالم برزخ میں روح کا قیام
92	ایک شبہ کا ازالہ
93	عالم برزخ میں روح کی قوت اور ادراک
93	روح کے علم سے متعلق شاہ عبدالرحیم کادچھپ واقعہ
95	انسان جس مٹی سے بنایا گیا اسی میں مدقون ہوتا ہے
96	سید اللوین کے جسد اطہر کی تخلیق کس مٹی سے ہوئی؟
96	ایک اشکال کا حل
97	روضہ انور کعبہ و عرش اعظم سے زیادہ افضل ہے
98	جنت الفردوس افضل ہے یا روضہ انور؟

99	روح محمدی کے پر نور جلوے
101	ایک وہم کا ازالہ
105	مشہور اعتراض کا جواب
106	انبیاء کی حیات و وفات کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ
106	حیاتِ برزخی میں انبیاء علیہم السلام کی امتیازی شان
107	انبیائے کرام کی حیاتِ برزخی پر قرآن کی شہادت
107	انبیائے کرام کی حیاتِ برزخی احادیث کی روشنی میں
110	عالمِ برزخ میں سیدالمحبوبین کا علم بیکراں
111	بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود پیش ہونے کے طریقے
116	درود و سلام جہاں سے بھی پڑھا جائے سرکارِ اعظم ﷺ سماعت فرماتے ہیں
118	شبہ کا ازالہ
120	ایک سوال کا جواب
121	دور و نزدیک سے درود و سلام سننے کے بارے میں
124	دور سے درود و سلام سننے پر عقلی ثبوت
	باب سوم:
125	فوائد درود و سلام اقوالِ ائمہ کی روشنی میں
127	درود و سلام کے مخصوص فضائل و فوائد
129	درودِ ابراہیمی ⑤
129	ایک غلط فہمی کا ازالہ
131	اس درودِ پاک کا ثواب بہت بڑے پیمانے میں ناپا جائے گا

131	اسی (۸۰) سالہ گناہ معاف ہو جائیں گے
133	ظالموں اور راہزنوں سے تحفظ
134	مال میں خیر و برکت
134	شیطان کے شر سے تحفظ
135	دنیا و آخرت کی سرخروئی
135	درودِ ہزاری
137	طاعون سے مامون
138	مغفرت کا پیمانہ
138	حل مشکلات کیلئے (صلوٰۃ تنجیناً)
139	جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج
140	نسیان کا علاج
140	درودِ غوثیہ
140	درودِ چشتیہ
140	درودِ نقشبندیہ
141	گرفتارِ بلا کیلئے نسخہِ کیمیا
141	چھ (۶) لاکھ بار درود پڑھنے کا ثواب ملے گا
142	درودِ فتح
144	تسلیماتِ سبہ
145	درودِ کاملہ
146	شفیع المذنبین کی شفاعت ضرور حاصل ہوگی

147	درود تاج
148	خواب میں دیدار پر انوار میسر ہوگا
149	زیارت پر نور کیلئے سیدنا خضر علیہ السلام کا بیان فرمودہ عمل
150	خواب میں زیارت پر نور کی نعمت عظمیٰ
151	بیداری کی حالت میں دیدار اقدس
153	خلاصہ کلام
153	دو (۲) تہیں
	باب چہارم:
155	درود و سلام نہ پڑھنے والوں کی حسرت ناک بدبختیاں
158	سید الملائکہ اور دعائے بد
160	اس مجلس کی کیفیت جس میں درود و سلام نہ ہو
161	درود و سلام کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی
163	درود و سلام کے بغیر دعا کیوں قبول نہیں؟
164	بارگاہ ختم المرسلین ﷺ میں حاضری
169	درود و سلام کا جواب
171	مقامات درود و سلام
	باب پنجم:
176	فضائل درود و سلام واقعات کی روشنی میں

# دُرُودِ تَاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
 اے اللہ! اے ربِّ کریم! دُود بھیج ہمارے آقا و مولا (حضرت)

مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالسِّفَرِاجِ

وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ  
 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو تیری عظیم مملکت کے تاجدار ہیں اور مولانا (قرب فاض) سے مراد ہیں  
 بران جن کی سولہ (یعنی) اور جو تیری وحدانیت اور تیری شانِ رحمت کے علمبردار ہیں (میرے دُود)

وَالْقَحْطِ وَالسَّرِضِ وَالْاَكْرَامِ

مَكْتُوبِ مَرْفُوعِ مَشْفُوعِ مَنقُوشِ

ہم نامی تو اس عظیم پر کیا گیا بن گیا ہے (اپنے اہم پاک کی رفعت شان آپ کے) مثلاً مثلاً

فِي السَّوْحِ وَالْقَلْبِ سَيِّدِ الْعَرَبِ

اے نبی پر شاہد ہے اہم پھر اہم مبارک تو تیری لوح محفوظ اور تیرے قلم (قدرت) پر

وَالْعَجُوبُ جِسْمُهُ مُقَدَّسٌ مُعْظَرٌ

کذاں ہے اگر آپ ہی درجہ تخلیق کائنات ہیں ابا شہرہ سرور کائنات ہی (عرب و جسم) یعنی نکل

مَطْهَرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ

انایت (کے سرور) میں آپ کے جسم مقدس کی پاکیزگی و شہادت سے عالم پاک رہے (آپ کے تعلقات

شَمْسِ الصُّحْحَى بِدْرِ الدُّجَى

پرت) کے سرور و نور سے (خود) کو اور چہرہ پاک سرور میں (نور) ایسا کیونکہ ہر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ

صَدْرِ الْعُلَى نُورِ الْهُدَى

آفتاب پریت میں جو اپنے عروج کا زمانہ رواں دواں ہے (نور و ہدایت) یعنی جو نور و خلقت کو دہ

كَهْفِ الْوَرَى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ

کزواں ہے ایسے سے بعد اپنے پیارے محبوب پر نور و بیخ (جو رفتوں کے عہد میں نور پریت کے نور و مخلوق

جَمِيلِ الشَّيْءِ شَفِيحِ الْأَمْرِ

کی جملے پناہ اندھروں کے چراغ، مٹتی منہم کے حال بخدا آنتوں کے شفاقت فرمانے والے

صَاحِبِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ

اور بہت کمال عطا و بخشش سے موصوف ہیں

وَاللَّهُ عَاصِمُهُ وَجِبْرِيلُ خَادِمُهُ

نور اللہ تعالیٰ ہی اُن کا مجیب ان ہے اور جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم

وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهُ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهُ

یہ اور براق آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری ہے اور معراج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سفر

وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ وَقَابُ

اور سدرۃ المنتہیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقام اور (قرب خدای) قاب

قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ

قوسین کا ترسیب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مطلوب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مل

وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

یعنی ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام خاص ہے جہاں قریب الہی سے سزا ہوگی

خَالِي النَّبِيِّنَ شَفِيعِ الْمَذْنِبِينَ أَنْبِيَاءِ

اور (اب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتوں کو غم کرنے والے ہیں (راہ سلوک کے) مسافروں

الْفَرِيِّبِينَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

کے غم خیز تمام جہانوں کے لئے رحمت

رَاحَةِ الْعَاشِقِينَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِينَ

عاشقوں (کے غم خیز تلوں) کے لئے راحت مشتاق نگاہوں

شَمْسِ الْعَارِفِينَ سِرَاجِ السَّالِكِينَ

اور (یہ دنیا) کیلئے منظر حق خورشید راہنما سوں کیلئے آفتاب راہ حق کے متلاشیوں کیلئے چراغ



مَصْبَاحِ الْمُتَّقِبِينَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ

ہدایت، مقربوں کے لئے رہنما، غریبوں، فقیروں اور

وَالْفُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِينِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ

مسکینوں سے محبت فرماتے والے، جن و انس کے سرکار

نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ

دونوں حرموں (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کے نبی اور دونوں قبلوں

وَسَيِّدِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابِ

ابیت المقدس اور بیت الشد کے امام اور دنیا و آخرت میں ہم سب کیلئے وسیلہ نجات

قَوْسَيْنِ مَحْبُوبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ

ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مشرقوں اور مغربوں کے محبوب (دونوں جہان کے

رَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

رب کے رسول اور محبوب ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (شہیدانِ راہِ حق سیدنا امام)

مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ أَبِي الْقَاسِمِ

حسن اور اسیدنا امام حسینؑ کے جدِ امجد ہیں آپ ہی ہمارے اور تمام جن و انس کے آبا ہیں آپ

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورٍ مِّنْ نُورِ اللَّهِ

(حضرت) قاسم کے والد عبد اللہ کے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہیں (جس سے جملہ کائنات ظہور

يَا أَيُّهَا الْمَشَاقِقُونَ بُسُورِ جَمَالِهِمْ

میں آئی) اے نورِ جمالِ محمدی کے مشاققو! (آدم بھی اپنے مطلوب و مقصود کو پا جاؤ) آپ پر

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحَابِهِ

آپ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر خوب (رود بھیجو) اور خوب سلام بھیجو

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

سدا علیہ وآلہ و صحبہ وسلم

بَلِّغِ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفِ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ نِصَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

ہے مجھ کو جان سے پیارا مدینہ یا رسول اللہ ﷺ  
ملے آپ کی محبت کا خرمینہ یا رسول اللہ ﷺ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر! روزِ محشر عذر ہائے من پذیر!  
گر تو ہی بیسی حسابم ناگزیر! از نگاہِ مصطفیٰ نہاں بگیز!

## تقریظ

قائد اہلسنت وجماعت حضرت علامہ شاہ احمد  
نورانی صدیقی صاحب قبلہ عمّت فیوضہم النورانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَاٰلِهٖٓ اَعَزَّ عَزِیْمٌ  
حضرت مولانا محمد بشیر احمد نعیمی مدظلہ نے درود شریف کی فضیلت پر  
رسالہ تحریر فرما کر دربار گہر بار حضور پر نور ﷺ میں اپنے اخلاص و  
محبت کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ یہ گلدستہ عقیدت دلائل سے سجا ہوا ہے  
مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب طالب و مطلوب ﷺ کے لئے اس کو قبول  
فرما کر رفع درجات کا سبب بنائے اور حضور پر نور ﷺ کی شفاعت  
سے بہرہ ور فرمائے۔

(آمین)

فقیر شاہ احمد نورانی غفرلہ

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

## شرف انتساب

حضور مقصودِ کائنات ختم المرسلین رحمة للعالمین  
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک  
ناکارہ امتی کا نذرانہ ”خلوص و عقیدت“

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آورده ام  
ہمچو کاہے عاجزم کوہ گناہ آورده ام

امیدوار شفاعت

محمد بشیر احمد نعیمی

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا

بارگاہِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں

## خراج عقیدت

- مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ❖ شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام  
 شہریارِ ارم تاجدارِ حرم ❖ نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام  
 عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں ❖ اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام  
 دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان ❖ کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام  
 جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا ❖ اس حبیبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام  
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا ❖ اس نگاہِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا ❖ چشمہٴ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام  
 پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں ❖ ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام  
 جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں ❖ اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام  
 کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا ❖ اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام  
 جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں ❖ ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام  
 پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود ❖ یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ أَحْمَدَنِ الْمُجْتَبَى وَحَبِيبِهِ  
 مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفَى الَّذِي هُوَ أَكْمَلُ النَّبِيِّنَ شَرِيعَةً وَأَفْضَلُهُمْ  
 ذَاتًا وَإِسْمًا وَأَجْمَلَهُمْ خَلْقًا وَخُلُقًا اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ  
 دَائِمًا سَرْمَدًا صَلَوةً تَعَادِلُ جَمِيعَ مَا صَلَّيْتُ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ جَمِيعُ  
 خَلْقِكَ كَالْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ  
 وَالصَّالِحِينَ الَّذِينَ هُمْ نُجُومُ الْإِهْتِدَاءِ

### ابتدائیہ

دروود و سلام کے فضائل و محامد پر اکابر علماء کرام اور سلف صالحین نے بے شمار کتابیں  
 تصنیف فرمائی ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک یہ مبارک سلسلہ جاری رہے گا۔ میرے رب کے  
 جل شانہ کا لامحدود شکر و احسان ہے کہ اس نے محض اپنی نوازشات بیکراں سے مجھ جیسے ناکار  
 خلاق بے عمل اور علمی سرمایہ سے مفلس کو اپنے محبوب مکرم حبیب معظم ﷺ کی بارگاہِ رحمت  
 میں درود و سلام کے مقدس عنوان پر یہ چند اوراق لکھنے کی سعادت نصیب فرمائی:

فالحمد لله على احسانه

(دروود و سلام کی اہمیت اور اس کے محامد کثیرہ و محاسن جمیلہ کا اندازہ صرف اس بات  
 سے لگایا جا سکتا ہے کہ جتنی عبادتیں اور تسبیحات و اذکار ہیں وہ سب کے سب حضور رسول  
 معصوم ﷺ کی سنت مبارکہ ہیں اور درود شریف خداوند عالم کی سنت مقدسہ ہے۔ پس جو  
 نسبت رب جلیل کو نبی کریم ﷺ سے ہے وہی نسبت خدا کی سنت کو رسول کی سنت سے ہوگی  
 اس سے ظاہر ہے کہ درود شریف تمامی تسبیحات و اذکار سے افضل و بہتر ہے) چنانچہ صاحب

اروح البیان حضرت سہل بن عبداللہ کے واسطے سے رقم طراز ہیں کہ:  
 (نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا تمام عبادات سے افضل ہے کیونکہ یہ اللہ  
 تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا محبوب و پسندیدہ فعل ہے اور دوسری  
 عبادات ایسی نہیں ہیں کہ ان کے کرنے میں باری تعالیٰ مومنین کے  
 ساتھ شریک ہو۔) (روح البیان ج ۷ ص ۲۲۲)

الحاصل کتاب و سنت اور ارشاد آئمہ کی روشنی میں یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ  
 درود و سلام تمامی اذکار و تسبیحات سے افضل و اعلیٰ ہے اور اس کا کثرت سے ورد کرنا دونوں  
 جہاں میں سرفرازی و بخت آوری کی بھرپور ضمانت ہے جبکہ اس کا ترک کرنا دونوں عالم میں  
 افسوس ناک بدبختی و نامرادی ہے۔ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ درود و سلام کے بھیجنے اور لکھنے میں جو  
 لمحات اور ساعتیں گزر جائیں وہ حاصل حیات ہیں۔

بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے لیل و نہار کے اکثر اوقات میں درود و سلام  
 سے رطب اللسان رہتے ہیں۔ اے میرے رحمن و رحیم مولا محض اپنی عنایات بے پایاں سے  
 مجھ ناکارہ خلایق سیاہ کار بے عمل بندہ حقیر کی حیات کے لیل و نہار کو ایسے لمحات سے بھر دے  
 جس میں تیرا ذکر ہو اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پر خلوص درود و سلام ہو۔

اے میرے بندہ نواز مولیٰ ہم سراپا جرم و خطا اور معصیت کے خوگر انسانوں کی  
 گناہ آلودہ ان اس لائق کہاں جو تیرے محبوب حضور سید الطاہرین ﷺ کی شان کے لائق  
 درود و سلام پیش کر سکیں لہذا تو محض اپنے لطف عمیم سے مجھ بندہ حقیر اور ساری امت مسلمہ کی  
 جانب سے بے شمار درود اور لامحدود سلام نازل فرما۔

❖ اس پیکرِ نوری پر جو باعث تخلیق کائنات ہے۔

❖ اس ابرِ کرم پر جس کی بارانِ رحمت سے ظلم و تشدد سے کراہتا ہوا ماحول امن و سکون کا  
 گہوارہ بن گیا۔

❖ اس ماہِ تاباں پر جس کی ضیاءِ باریوں نے ساری خدائی کو بقعہ نور بنا دیا۔

❖ اس رحمۃ اللعالمین پر جس نے خونی اور ستم گروں کو لا تشریب علیکم الیوم کا مژدہ  
 جانفزا سنایا۔

❖ اس پیغمبرِ اعظم پر جو خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ منظمی ہے۔

❖ اس رسول ہاشمی پر جس کی ولادت باسعادت پر خوشی منانے کے طفیل ابولہب جیسا کافر بھی تشنہ کام نہ رہا۔

❖ اس سید الظاہرین پر جس نے روح و جسم کو طہارت اور قلب و نظر کو پاکیزگی عطا فرمائی۔

❖ اس تاجدار دو عالم پر جن کی سلامی کے لئے صبح و شام لاکھوں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

❖ اس حبیب معظم پر جس پر خود رب العالمین درود بھیجتا ہے۔

❖ اس سلطان دو جہاں پر جس کے زمینی وزیر ابو بکر و عمرؓ ہیں اور آسمانی وزیر جبریل و میکائیل علیہ السلام ہیں۔

❖ اس مختار دو عالم پر جس کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں سونپ دی گئی ہیں۔

❖ اس جامع کمالات رسول پر جس میں انابت آدم، استقامت نوح خلت ابراہیم، عبرت عزیز، لطافت ہود، حسن یوسف، صبر ایوب، امامت ہارون، دم عیسیٰ، ید بیضا وغیرہ تمام اوصاف حمیدہ موجود تھے۔ (علیہم السلام)

❖ اس رسول مصطفیٰ پر جس کی بارگاہ مصطفوی سے تمام اہل محشر کو قیامت کی ہولناکی سے نجات حاصل ہوگی۔

❖ اس شفیع عاصیاں پر جو میزان و پل صراط پر گناہ گاروں کی فریاد کو پہنچے گا اور رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ کی صدا لگائے گا۔

❖ اس رسول مجتبیٰ پر جس کے رخ تاباں کی تفسیر وَالضُّحٰی اور زلف معتبر کی تفسیر وَاللَّیْلِ ہے۔

❖ اس رسول خدا پر جو عدل و انصاف کا پیکر، جود و سخا کا شہنشاہ، شجاعت و جوان مردی، تواضع و انکساری، شرم و حیاء، شفقت و محبت، عفو و کرم غرض یہ کہ تمام اخلاق کریمہ کا بحرنا پیدا کنار ہے۔

❖ اس برہان الہی پر جس کے لئے کتاب مبین میں قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَبِّكُمْ فرمایا گیا۔

❖ اس سراج منیر پر جس نے اپنی نورانی شعاعوں سے کفر و شرک، ظلم و جہل کی تاریکیوں کو دور کر کے دلوں کو نور ایمان سے جگمگا دیا۔

❖ اس مقصود کائنات پر جس کے روئے تاباں کو دکھنا اتنی بڑی عبادت ہے کہ مومن اگر ایک

۱۲۸۶۱



❖ اس شاہِ مرسلوں پر جس پر درود و سلام بھیجنا قبولیتِ دعا کے لئے اکسیرِ اعظم ہے۔  
 ❖ اس امی پر جو مرکزی ارواحِ کائنات ہے اور جس کے بحرِ علوم و معارف کے سامنے سارے دانشوروں کی عقلیں ایک قطرہ کے مانند ہیں۔  
 ❖ اس دریائے خلقِ عظیم پر جس نے قاتلوں اور جگر خوروں کو بخشش و مغفرت کا پروانہ دلایا۔  
 ❖ اس محسنِ انسانیت پر جس نے مظلوموں کی فریاد پر لبیک کہا اور ان کو عزت و آبرو کی معراج عطا فرمائی۔

❖ اس سیدِ المعصومین پر جس پر درود بھیجنا فرشتوں کے دلوں کا چین ہے۔  
 ❖ اس ہادیِ اعظم پر جس نے تھوڑی مدت میں اسلام کی روشنی کو سارہ خدائی میں پھیلا دیا۔  
 ❖ اس صاحبِ قاب و قوسین پر جس نے اپنے رب کو اس شان سے دیکھا کہ دکھانے والے نے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى کہا۔  
 ❖ اس معدنِ علوم و معارف پر جس کے علم و ادراک کی گہرائی کا سراغ فکرِ انسانی کی دسترس سے باہر ہے۔

❖ اس محبوبِ کبریا پر جس کی رضا مندی کے لئے خالقِ دو جہاں نے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى فرمایا۔

❖ اس رسولِ معصوم پر جس کی تقدسِ مآبی پر قدسیوں کو رشک آتا ہے۔  
 ❖ اس مختارِ دو عالم پر جس کی انگلی کے اشارے پر چاند و سورج گردش کرتے رہے ہیں۔  
 ❖ اس شہنشاہِ کونین پر جس کی ڈیوڑھی پر چرند و پرند بھی فریاد کناں رہے ہیں۔  
 ❖ اس جانِ مسیحا پر جس کے مبارک پاؤں کا دھوون زلالِ آبِ حیات ہے۔  
 ❖ اس محبوبِ مکرم پر جن کی شانِ محبوبی دکھانے کے لئے بزمِ محشر قائم ہوگی۔  
 ❖ اس شاہِ کارِ قدرت پر جس کی رفعت و عظمت کو قرآنِ عظیم میں وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرمایا۔

❖ اس مہمانِ خدا پر جس کے سواری کی لگام سید الملائکہ کے نورانی ہاتھوں نے تھامی۔  
 ❖ اس سید المرسلین پر جن کے نورانی ہاتھوں میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس کے سایہ تلے تمام انبیاء و مرسلین ہوں گے۔

❖ اس ذاتِ اقدس پر جس کے وجودِ مسعود سے بزمِ ہستی کو گرمی حیات ملی۔

بار بھی دیکھ لے تو صحابیت کے مقام بلند کو پا جائے۔

❖ اس نبی آخر الزماں پر جس کی نبوت و رسالت پر خداوند عالم نے روزِ الست تمام انبیاء و مرسلین سے عہد و پیمان لیا۔

❖ اس تاجدارِ حسن و جمال پر جس کے لئے ناموس اکبر نے کہا:

”بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری“

پر خلوص شکر یہ:

میں اپنے ان احباب و مخلصین کا پر خلوص شکر یہ ادا کرنا اپنا اولین قرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف و تکمیل میں میری اعانت فرمائی خاص طور سے برادرِ مکرم نیک دل شخصیت جناب نور محمد زکریا عرف نوری بھائی صاحب زید کرمہ صاحبزادہ عالی جناب مشفق کریم الحاج محمد الیاس زکریا صاحب زید مجددہ کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ اس کتاب کی اولیں طباعت و اشاعت انہیں کی مرہون منت ہے۔ دعا گو ہوں مولائے کریم جل شانہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کے طفیل موصوف کو اس مخلصانہ کارِ خیر پر اجر جزیل عطا فرمائے اور دونوں جہان کی برکتوں سے سرفراز فرمائے۔

بارگاہِ کبریا میں التجا:

آخر میں یہ بے نوا بندہ حقیر اپنے پالنہار مولیٰ کی بارگاہِ صدیت میں بے شمار ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتے ہوئے بصدِ عجز و نیاز مستدعی ہے کہ اے خطا کاروں اور مجرموں پر عفو و کرم کے دریا بہانے والے ستار و غفار مولیٰ اپنے حبیب معظم ﷺ کے صدقے میں بغیر کسی استحقاق کے محض اپنی نوازشاتِ خسروانہ سے اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نواز دے اور مجھ گناہ گار کے لئے اور میرے والدین و اساتذہ کے لئے زادِ آخرت و سامانِ مغفرت بنا دے۔

رَبِّ أَوْزَعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى

وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي

إِنِّي تَبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

بندہ ناچیز

محمد بشیر احمد نعیمی

## دُرود و سلام کے آداب

دُرود و سلام پڑھنے والے کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے بدن، لباس اور مکان کو پاک و صاف رکھے اور مسواک کر کے خوب اچھی طرح وضو کر لے اور اگر کوئی شرعی عذر ہو تو تیمم کر لے پھر انتہائی ادب و احترام کے ساتھ حضور حبیب اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں دُرود و سلام کا نذرانہ پیش کرے۔ بغیر کامل طہارت کے دُرود شریف پڑھنا اور آپ ﷺ کا اسم مبارک لینا ادب کے خلاف ہے۔ تفسیر روح البیان میں حضرت سلطان محمود غزنویؒ کا ایک بڑا ایمان افروز واقعہ مذکور ہے علامہ اسماعیل حقیؒ (المتوفی 1137ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی کے چہیتے خادم ایاز کے ایک لڑکے کا نام محمد تھا جو شہی خدمت کے لئے مامور تھا۔ ایک دن سلطان محمود نے طہارت خانہ میں تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا:

پسر ایاز را بگوئید تا آب طہارت بیارد

ترجمہ: ایاز کے بیٹے سے کہو وضو کے لئے پانی لائے۔

شاہانہ مزاج شناس ایاز یہ بات سن کر فکر میں ڈوب گیا اور یہ خیال کیا کہ شاید میرے بیٹے نے کچھ خطا کی ہے جس کی وجہ سے سلطان عالی جاہ اس سے ناخوش ہیں اور اسی لئے آج حسب معمول اس کا نام لے کر یاد نہیں فرمایا۔ ایاز اسی فکر میں مجسمہ غم بنے ہوئے کھڑے تھے کہ سلطان محمود وضو سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور ایاز کو غمزدہ پا کر پوچھا کہ تمہاری پیشانی پر حزن و ملال کے آثار کیوں ہیں؟ ایاز نے عرض کیا عالم پناہ نے آج غلام زادہ کو نام کے ساتھ یاد نہیں فرمایا اسی سبب سے غلام مضطرب ہے کہ شاید اس سے کوئی بے ادبی سرزد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے عالی جاہ ناخوش ہو گئے۔ سلطان محمود نے مسکرا کر فرمایا ایاز مطمئن رہو نہ صاحبزادے سے کوئی فرو گذاشت ہوئی ہے اور نہ ہی میں اس سے ناخوش ہوں۔ آج صاحبزادے سلمیہ کو نام لے کر نہ بلانے کی وجہ یہ ہے کہ:

”وضو ندا شتم و او نام محمد داشت مرا شرم آمد لفظ محمد بر زبان من گزرد

وقتے۔ کہ بے وضو باشتم“

ترجمہ: میں بے وضو تھا اور صاحبزادے کا نام محمد ہے مجھے شرم آئی

ہے کہ بے وضو میری زبان سے سید الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ادا ہو۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب  
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست  
یعنی میں اگر ہزاروں مرتبہ مشک و گلاب سے کلی کر کے اپنا  
منہ صاف و ستھرا کر لوں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی زبان پر لانا  
کمال بے ادبی ہے۔

کسی خوش عقیدہ شاعر نے اس شعر کی تفسیر یوں کی ہے:

کروں کروڑ معطر دہن بمشک و گلاب  
بساؤں لاکھ طرح پر دہن بمشک و گلاب  
غرارے سو کروں وقت سخن بمشک و گلاب  
ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب  
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی

درود و سلام پڑھنے والے کا ظاہر و باطن ایک ہونا چاہئے یعنی جس طرح اپنی زبان  
سے درود و سلام پڑھے اسی طرح اپنے دل و دماغ کو بھی حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار رکھے اور  
درود و سلام پڑھتے وقت دل میں یہ سمجھے کہ وہ خود سرکارِ دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ  
اقدس میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر درود و سلام کا ہدیہ عقیدت پیش کر رہا ہے اور  
سرکارِ بنفس نفیس بلا واسطہ اس کا درود و سلام سن رہے ہیں اور اگر اس مرتبہ میں نہ ہو تو کم از کم یہ  
ضرور سمجھے کہ حضور روح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درود و سلام کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور  
بلا واسطہ یا بلا واسطہ اس کا درود و سلام بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہو رہا ہے۔

درود و شریف میں سیدنا و مولانا کا اضافہ:

جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان سے نکلے گا تو اس کے ساتھ یہ پہلا اضافہ  
سیدنا کہنا چاہئے، اسی طرح لکھتے وقت لفظ سیدنا اسم مبارک سے قبل تحریر کرنا بہتر ہے اور  
موجب ثواب ہے۔

(حضرت عبداللہ ابن مسعود ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے انہوں نے فرمایا

کہ جب تم حضور پر نور ﷺ پر درود بھیجا کرو تو اسے سنوار لیا کرو میں امید کرتا ہوں کہ وہ ویسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے (ابن ماجہ شریف)

ہم اپنے کسی بزرگ کا ذکر کریں تو کبھی ان کے نام سے نہیں کرتے ”بھائی جان نے یہ کہا“ اور قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے تھے ”کہتے ہیں، پھر یہ کیسے مناسب ہے کہ دو جہاں کے مالک و مختار و مطاع ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ احترام و تکریم کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔

۱ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا، میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا (ترمذی شریف، بخاری شریف)

ملا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سید کے معنی میں لکھا ہے سید وہ ہے جس کی بارگاہ میں لوگ اپنی حاجتیں پیش کریں۔ (شرح شفا بحوالہ نیسین کانپوری، صلوٰۃ و سلام نمبر ۳۹)

علامہ خفاجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور سید العالمین ﷺ کی سیادت دنیا و آخرت میں تمام لوگوں کے لئے ہے، بلکہ سازی مخلوقات کے لئے ہے۔

(نسیم الریاض ص ۳۲۰ ج ۲)

اسی طرح بقول پروفیسر ابو بکر غزالی، حضور ﷺ کو ”مولانا“ کہنا عین حسب ادب ہے۔ (۱۱ و ۱۲ سلام ماہنامہ نعت الہیہ، حصہ دوم ص ۴۰ نومبر ۱۹۸۹)

سیدنا کے معنی ہمارے سردار، در مختار میں ہے کہ لفظ سیدنا کی زیادتی افضل اور مستحب ہے اس لئے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقعہ میں ہو وہ عین ادب ہے اور درود شریف کے بیان میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔

وندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک الادب  
فہوا فضل من ترکہ، انتہی (در مختار ص ۲۷۹ ج ۱)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے درود شریف کا جو صیغہ تعلیم فرمایا ان کے الفاظ میں:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ مُحَمَّدٍ ۝ ہے۔

قیامت کے دن کی رفعت و عظمت اور سیادت و کرامت کا ظہور سب سے زیادہ ہوگا۔ اور اس دن آپ کی شان محبوبی ساری مخلوق سے انوکھی ہوگی (سیادت کبریٰ اور شفاعت عظمیٰ کا تاج آپ ہی کے سر اقدس پر ہوگا۔) ہر کار اس سیادت عظمیٰ میں تمام لوگوں سے ممتاز ہوں گے یہاں تک کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی ممتاز و منفرد ہوں گے۔ لوگوں کی جائے پناہ ہونے میں کوئی آپ کا شریک و نظیر نہ ہوگا اور نہ کوئی اس کا اڈا کر سکے گا۔ پس جس طرح اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ نے دنیا و آخرت اپنی ازلی وابدی ملکیت ہونے کے باوجود یہ ارشاد فرمایا: وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے) مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (اللہ روز جزا کا مالک ہے) الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ اس دن سچی بادشاہی رحمن کی ہے اور قیامت کے دن مالک و مولیٰ ارشاد فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمِ آج کس کی بادشاہت ہے۔ یہ سن کر سب اہل محشر خاموش رہیں گے۔ پھر خود ہی ارشاد فرمائے گا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اللہ واحد و قہار کی بادشاہت ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ دنیا و آخرت میں ازلی وابدی بادشاہت خدا ہی کی ہے۔ پھر خاص طور سے اس کو قیامت کے دن کے لئے بیان فرمانا اسی لئے ہے کہ آخرت میں دنیاوی بادشاہوں کے وہ دعوے ختم ہو جائیں گے جس کا ادعا دنیا میں باعتبار ظاہر وہ کرتے تھے اور ان پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ إِنَّهُمْ عِبِيدٌ عَاجِزُونَ لَيْسَ لَهُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ وہ سب عاجز بندے ہیں انہیں کچھ اختیار نہیں۔ ایسے ہی قیامت کے دن تمام اولین و آخرین حضور اقدس سید عالم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ آپ کی شفاعت عظمیٰ اور آپ کی پناہ چاہیں گے اور آپ آخرت میں بلا شرکت غیرے ساری خدائی کی جائے پناہ اور سید ہوں گے۔ اسی لئے سرکار نے باوجود دنیا و آخرت میں سید المخلوقات ہونے کے بالخصوص قیامت کے دن کے لئے اپنا سَيِّدٌ وَوَلَدِ آدَمَ ہونا بیان فرمایا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

بعض ناہموار ذہنوں کو سنن ابوداؤد کی مندرجہ ذیل روایت سے یہ شبہ لاحق ہوتا ہے کہ حضور انور ﷺ کو سید کہنا جائز نہیں ہے۔ سنن ابوداؤد میں ہے۔

حضرت ابو مطرف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں باریاب ہوا اور عرض کیا انت سیدنا آپ ہمارے سردار ہیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا السید اللہ سردار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے..... اس حدیث کی آڑ لے کر منکرین عدم جواز کا حکم کرتے ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث سے منکرین کا یہ استدلال کرنا کہ سید کا اطلاق حضور اکرم ﷺ کے لئے ممنوع ہے محض باطل ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور میں سید سے مراد حقیقی اور مکمل سیادت ہے۔ اگر یہاں سید سے ذاتی و حقیقی سیادت نہ مراد لی جائے تو اس حدیث کا دیگر احادیث صحیحہ سے تعارض لازم آئے گا۔ آپ پچھلے صفحات میں حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد مبارک اَنَا سَيِّدٌ وَلَدَ آدَمَ وَلَا فَخْرَ اور اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ کو ملاحظہ فرما چکے ذیل میں غیر اللہ کے لئے لفظ سید کے اطلاق پر مزید احادیث ملاحظہ کیجئے:

1- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت امام حسنؑ آپ کے پہلو میں تھے حضور ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر کرم فرماتے اور ایک مرتبہ اس شہزادہ جمیل کی طرف نگاہ شفقت فرماتے میں نے سنا سرکار نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَضْلَحَ بِهِ فِئْتَيْنِ عَظْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ: میرا یہ فرزند سید اور اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کی

دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۹)

2- حضرت سیدنا ابوسعیدؓ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے امام حسن و حسینؑ کے لئے ارشاد فرمایا:

| الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ |

۱۔ مشکوٰۃ کے فاضل محشی مرقاۃ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں انہم سید اہل الجنة سوى

الانبياء والخلفاء الراشدين یعنی حسین کریمین انبیاء کرام اور خلفاء راشدین (علیہم السلام ورضی اللہ عنہم) کے علاوہ وہ تمام اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

۲۔ حاشیہ مشکوٰۃ پر ہے واذا كانا سيد الكهول فالولى ان يكون سيدا الشبان اور جب

حضرت ابو بکر و عمر تمام سن رسیدہ لوگوں کے سردار ہوں گے تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ جوانوں کے بھی سردار ہوں گے۔

(ترجمہ: امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما تمام جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے)

-3 ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے سرکار نے سیدہ خاتون جنت سے ارشاد فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ الْآتُرُضِينَ أَنْ تَكُونِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
ترجمہ: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

-4 حضرت انسؓ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا أَكْهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ  
وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيَّ وَالْمُرْسَلِينَ (مشکوٰۃ ص ۵۶۰)  
ترجمہ: حضرات ابو بکر و عمر انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام اولین و آخرین کے سردار ہوں گے۔

-5 حضرت غاند بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے (ابوسفیانؓ) کے لئے جب وہ حالت کفر میں تھے یہ ارشاد فرمایا:

هَذَا الشَّيْخُ قُرَيْشٍ وَسَيِّدُهُمْ  
ترجمہ: ابوسفیان قریش کے شیخ اوزان کے سردار ہیں۔ حضرات محدثین نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ کا یہ ارشاد فرمانا ایمان کی ترغیب کے لئے تھا۔

-6 صحیح بخاری میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے آپ فرما کرتے تھے:

أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلَالًا  
(مشکوٰۃ بحوالہ ص ۵۸۰)

ترجمہ: ہمارے سردار ابو بکر نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا۔

-7 بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص اپنے آقا کو اطعم رِبَّكَ وَضَى رِبَّكَ نہ کہے (یعنی ا۔



آقا کو لفظ رب کے ساتھ نہ بلائے) وَلِيَقُلَّ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ بَلْكَه چاہئے کہ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ یعنی میرا سردار اور میرا آقا کہے۔

8- قرآن کریم میں بھی لفظ سَيِّد کو غیر اللہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا:

سَيِّدًا وَحُضُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ (سورہ آل عمران)

اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین کے ان براہین قاطعہ اور دلائل واضحہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ غیر اللہ کے لئے سَيِّد بولنا جائز ہے بلکہ خود آقائے دو جہاں ﷺ نے آقا کو سیدی و مولائی کہنے کا صریحاً حکم صادر فرمایا ہے۔

اب رشد و ہدایت کے روشن ستاروں کے مبارک معمولات میں بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ وہ مقدس حضرات حضور سرور عالم ﷺ کی روشن ستاروں کے مبارک معمولات میں بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ وہ مقدس حضرات حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ عالی میں سید المرسلین اور سیدی کہہ کر اپنا معروضہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عمل الیوم والليلة میں یہ نقل فرمایا ہے کہ حضرت بہل بن حنیفؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ سرکار کو یا سیدی کہہ کر شرفِ مخاطب حاصل کرتے تھے)

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو سابقین اولین میں سے بدری صحابی ہیں اور جن کا شمار جماعت صحابہ کے علماء کبار میں ہوتا ہے اور جن پر حضور اقدس ﷺ کو اس درجہ اعتماد تھا کہ سرکار نے ارشاد فرمایا جس چیز کو تمہارے لئے عبداللہ بن مسعود پسند کریں میں بھی تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں۔ (مستدرک ج ۳ ص ۳۱۹))

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِاسْتِنْبَاطِ فُرُوعِهِ عِنْدَ اللَّهِ بِنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ یعنی کتاب و سنت سے مسائل فرعیہ کا استنباط سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کیا (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹)

تفقہ فی الدین کی اس عظیم المرتبت شخصیت نے حضور سید الانبیاء ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اس طرح درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

مشہور محدث علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ عمری (المتوفی ۷۳۷ھ) نے اپنی مشہور کتاب المشکوٰۃ المصابیح میں حضور اکرم ﷺ کے فضائل کے بیان میں جو باب باندھا ہے اس کا نام ہی فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ رکھا ہے۔

الحاصل سرکارِ دو عالم کے نام اقدس سے پہلے سیدنا کا اضافہ کرنا نہ صرف جائز و مستحب ہے بلکہ اولیٰ و افضل ہے اور خیر القرون سے آج تک معمولات ابرار یہی رہا ہے کہ نام اقدس سے پہلے وہ لوگ لفظ سیدنا وغیرہ کا اضافہ کرتے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں دلائل الخیرات شریف میں ایک بڑا عبرت ناک واقعہ مذکور ہے۔

حضرت شیخ الدلائل سید علی حریری مدنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ترکی مسلمان حضور اقدس ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ لفظ سیدنا نہیں پڑھتا تھا۔ بار بار اس کو سمجھایا گیا لیکن وہ باز نہیں آیا۔ ایک دن اس نے خواب میں سیدنا فاروق اعظمؓ کو دیکھا کہ وہ ایک چہرہ اس کے پیٹ پر رکھ کر بڑے جاہ و جلال میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تو سرکار کے نام اقدس سے پہلے سیدنا کیوں نہیں کہتا؟ وہ تو سید العالمین ہیں (ﷺ)۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد اس پر شدید خوف طاری ہوا اور اس کی آنکھ کھل گئی۔ اور پھر اس نے خلوص دل سے توبہ و استغفار کیا اور نام اقدس سے پہلے سیدنا کہنے کا سختی سے پابند ہو گیا۔ سیدنا کی طرح مولانا کا لفظ بھی نام اقدس سے پہلے بڑھا دینا افضل ہے۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات والی دو جہاں ﷺ کے نام اقدس سے پہلے لفظ مولانا کا اضافہ بھی ممنوع قرار دیتے ہیں۔ مانعین کو مَسَالِكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ وغیرہ آیات اور اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَىٰ لَكُمْ وغیرہ احادیث سے یہ شبہ لاحق ہوتا ہے کہ مولیٰ کا اطلاق غیر اللہ کے لئے ناجائز ہے حالانکہ ان کا یہ شبہ بھی بالکل باطل ہے۔ آیات و احادیث میں جہاں بھی مولیٰ کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے وہاں مولیٰ رب اور کمال ولایت کے معنی میں مستعمل ہے اور جہاں پر مولیٰ کا اطلاق غیر اللہ کے لئے کیا گیا ہے وہاں مولیٰ سے مراد آقا اور سردار وغیرہ کے ہیں۔ آپ بخاری شریف کے حوالہ سے حضور انور ﷺ کا ارشاد پاک وَ لَيْقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ذیل میں غیر اللہ کے لئے مولیٰ کے اطلاق پر

مزید دلائل ملاحظہ کیجئے:

1- عمران بن حصینؓ سے مروی ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ عَلِيًّا مِّنِيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وِلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ (مشکوٰۃ ص ۵۶۴) بلاشبہ علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کے ولی (مددگار) ہیں۔

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ فاروق اعظمؓ نے سرکار کے ارشاد عالی کو سننے کے بعد مولیٰ علیؓ سے کہا هٰنِيْا يَا اِبْنَ اَبِي طَالِبٍ اَهْجَتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ اے علیؓ مرتضیٰ آپ کے لئے مبارک ہو آپ نے ہر مومن اور ہر مومنہ کے لئے مولیٰ (مددگار) ہو کر صبح و شام کی (مشکوٰۃ)

2- علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رباحؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت مولیٰ علیؓ کی خدمت میں باریاب ہوئی اور اس نے یوں سلام عرض کیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا اے ہمارے آقا آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا میں تم لوگوں کا مولیٰ کیسے ہو سکتا ہوں تم عرب ہو۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یعنی جس کا مولیٰ میں ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔ حضرت رباحؓ فرماتے ہیں کہ جب وہ جماعت جانے لگی تو میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ انصار کی جماعت ہے اور اسی جماعت میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی ہیں۔

حضرت علامہ ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مذکور کی تشریح میں نہایہ کے حوالہ سے مولیٰ کے چند معانی تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱- رَبٌّ پالنہار ۲- مَالِكٌ آقا

۳- سَيِّدٌ سردار ۴- مُنْعِمٌ احسان کرنے والا

۵- مُعْتَقٌ غلام آزاد کرنے والا ۶- نَاصِرٌ مدد کرنے والا

۷- مُحِبٌّ چاہنے والا (حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاة ص ۵۶۴)

اس تشریح سے ظاہر ہے کہ معانی کے اعتبار سے مولیٰ کا اطلاق عام ہے پس جس

جگہ جو معنی مناسب ہوگا وہ مراد لیا جائے گا لہذا جب مولیٰ سردار وغیرہ کے معنی میں مستعمل ہوتو اس کا اطلاق نہ صرف اولیاء و انبیاء کی ذات بابرکات کے لئے محمود و مرغوب ہوگا بلکہ ان کے غلاموں کے لئے بھی مستحب و مستحسن ہوگا۔

اب غور فرمائیے جب مولیٰ کو سید و آقا کے معنی میں مقربانِ بارگاہِ الہی کے علاوہ دنیاوی آقاؤں کے لئے بھی بولنا جائز ہے تو بھلا اس محبوبِ معظم کے لئے کیسے ممنوع ہوگا جو خلاصہ کائنات، ہادی کونین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، یتیموں کے بچا، غریبوں کے ماویٰ، اشرفِ اصفیاء، سرورِ انبیاء اور وائی کائنات ہیں ﷺ۔ حق تو یہ ہے کہ آپ کی ذات حق نما کے لئے نہ صرف یہ کہ سیدنا و مولانا وغیرہ کا استعمال کرنا بہتر و افضل ہے بلکہ آپ کے اوصاف حمیدہ و کمالات حسنہ کے پورے خدو خال کو ظاہر کرنے کے لئے انسانی لغات میں کوئی لفظ نہیں ہے۔ اسی لئے دنیائے فصاحت و بلاغت کے عظیم شہسواروں کو یہ کہنا پڑا۔

دَعُ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِي نَبِيِّهِمْ

وَاحْكُم بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِم

ترجمہ: | نصاریٰ اپنے نبی کے بارے میں جو باطل اور غلط دعوے کرتے تھے ان کو چھوڑ کر جتنا چاہو خواہش کے مطابق سرکار کی تعریف کرو۔

فَانْسُبْ اِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسُبْ اِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

ترجمہ: آپ کی ذاتِ اقدس کی طرف جس قدر چاہو شرف و بزرگی کو منسوب کرو اور آپ کے مرتبہ و وقار کی جانب جتنی بڑائی چاہو منسوب کرو (علامہ شرف الدین بوسبری علیہ الرحمۃ)

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا

خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(امام احمد رضا فاضل بریلوی)

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ

لَا يَمِغُنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حُقُّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

| اے حسن و جمال کے مالک اور اے نوع انسانی کے سردار، آپ کے روئے منیر سے چاند بھی نور کی بھیک مانگتا ہے۔

| آپ کی مدح و ثنا کا حقہ تو ممکن ہی نہیں ہے بس مختصر بات یہ ہے کہ خدا کے بعد سب سے زیادہ مرتبہ اور عظمت و کرامت آپ ہی کے لئے ہے۔

یہ انمول جواہر پارے ان عظیم شخصیتوں کی زبان حق ترجمان سے بکھرے ہیں جو صدیق اکبر کی وارثی، فاروق اعظم کے جاہ و جلال، عثمان غنی کے جو دو نوال اور مولیٰ علی کے علم و حکمت کے سچے وارث تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

| درود و سلام پڑھنے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خداوند عالم کی خوشنودی و اطاعت اور حضور شفیق عاصیاں ﷺ کی رضامندی و شفاعت مطلوب و مقصود ہو۔

(جب بھی حضور سید عالم ﷺ کا پاک نام لے یا لکھے تو پورا درود ﷺ لکھے اور پڑھے ہرگز ہرگز تسابلی و کابلی سے صرف صلعم وغیرہ سے اشارہ نہ کرے۔) اس سلسلہ میں مفصل بیان حدیث من صلی علی فی کتاب الخ کے ضمن میں ملاحظہ کیجئے۔

## فضائل درود و سلام قرآن حکیم کی روشنی میں

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا      عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
 صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط

(من یقنت ۲۲، سورہ احزاب)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجو۔  
 خداوند عالم نے اس آیت کریمہ میں اپنے محبوب معظم ﷺ پر درود بھیجنے کی ابتداء اپنے مبارک نام سے فرمائی پھر پاک و معصوم ملائکہ کے پیہم درود بھیجنے کا ذکر فرمایا تاکہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کی رفعت و عظمت اور سیادت و کرامت کو ظاہر فرمائے اور امت رسول عربی کو یہ ترغیب دے کر وہ اپنے رسول رحمت ﷺ پر درود و سلام بھیج کر رب کریم کی عنایات خاصہ کو حاصل کریں۔ چنانچہ جب بھی اہل ایمان آیت مذکورہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے معانی پر غور کرتے ہیں تو وہ لازماً یہ محسوس کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ پر معصوم فرشتے مسلسل درود بھیجتے ہیں اور خود رب العالمین جل شانہ ہر شے سے مستغنی ہونے کے باوجود ان پر درودِ دائمی نازل فرماتا ہے تو امت مسلمہ پر کیا لازم و ضروری نہ ہوگا کہ وہ رسول رحمت ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں بے شمار درود و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کر کے رحمتِ خدا اور شفاعتِ مصطفیٰ کا حقدار بنے کیونکہ یہ تو سراپا محتاج اور عصیاں شعار ہے اور اس کو عذابِ خدا سے نجات پانے کے لئے صرف حضور شفیع عاصیاں ﷺ کی شفاعت ہی کا آسرا و سہارا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی "ارشاد فرماتے ہیں:

وَأِنَّمَا بَدَأَ تَعَالَىٰ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ بِنَفْسِهِ إِظْهَارًا لِشَرَفِهِ وَمَنْزِلَتِهِ  
وَتَرْغِيبًا لِأُمَّةٍ فَإِنَّهُ تَعَالَىٰ مَعَ اسْتِغْنَائِهِ إِذَا كَانَ مُصَلِّيًّا عَلَيْهِ  
كَانَ الْأُمَّةُ أَوْلَىٰ بِهِ لِاحْتِيَاجِهِمْ إِلَىٰ شَفَاعَتِهِ

(روح البیان ج ۷ ص ۲۲۳)

ترجمہ: یعنی اللہ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے شرف و منزلت کو  
ظاہر فرمانے کے لئے امت مسلمہ کو ان پر درود بھیجنے کی ترغیب دینے  
کے لئے بذات خود ان پر درود بھیجنے کی ابتداء فرمائی۔ پس جب باری  
تعالیٰ ہر شے سے مستغنی ہونے کے باوجود اپنے رسول مجتبیٰ ﷺ پر  
درود بھیجتا ہے تو امت مسلمہ جو رسول کریم ﷺ کی شفاعت کی محتاج  
و حاجت مند ہے وہ درود و سلام بھیجنے کی زیادہ حق دار ہے۔

زید سب فرمود حق صَلُّوا عَلَيْهِ کہ محمد بود محتاج الیہ  
درود و سلام کی اہمیت:

۱ درود و سلام کی اہمیت اس بات سے بھی بخوبی واضح ہے کہ رب قدیر نے اس آیت  
مبارکہ کو لفظ اِنَّ سے شروع فرمایا اور اپنے اور ملائکہ کے درود بھیجنے کو صیغہ مضارع سے ذکر  
فرمایا۔ عربی زبان سے واقفیت رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ اِنَّ جملہ تاکید کے لئے  
آتا ہے اور فعل مضارع استمرار و دوام کو بتلاتا ہے جس کا مفاد یہ ہوا کہ خداوند قدوس اور اس  
کے ملائکہ نبی آخر الزماں ﷺ پر ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں چنانچہ علامہ شامی ارشاد  
فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کو لفظ مضارع  
سے بیان فرمایا جو استمرار و دوام کا فائدہ دیتا ہے اور کلام کو جملہ اسمیہ سے شروع فرمایا جو تاکید  
کا فائدہ دیتا ہے۔ مزید برآں اس کی ابتداء لفظ اِنَّ سے فرمائی جو مزید تاکید پر دلیل ہے۔

وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَىٰ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَزَالُ مُصَلِّيًّا عَلَىٰ رَسُولِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: اور یہ اس امر پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیارے  
رسول ﷺ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔

(رد المحتار جلد اول ص ۵۲۰)

نیز درود و سلام کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہوتی ہے کہ مالکِ ارض و سماء نے قرآن حکیم میں نماز، روزہ اور دیگر فرائض کے احکامات کو بیان فرمایا اور ان پر عمل کرنے کی مومنین کو سخت تاکید بھی فرمائی لیکن ان میں سے کسی بھی عمل میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ اپنی شرکت کو ذکر نہیں فرمایا مثلاً اللہ تعالیٰ نے تمام فرائض میں سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ الْوَسْطٰی نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً نماز عصر کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرضِ موکد کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نماز پڑھتے ہیں لہذا تم بھی نماز پڑھو۔ اسی طرح دوسرے فرائض زکوٰۃ وغیرہ کو بھی صرف مومنین کے لئے مخصوص کیا اور اس میں اپنی شمولیت کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ یہ تمام احکام صرف بندوں کے لئے مخصوص ہیں اور خالق کائنات جل شانہ کی شانِ الوہیت کے خلاف ہیں۔ لیکن اپنے محبوب صاحبِ لولاک ﷺ پر درود بھیجنے کے مبارک عمل کو یہ اعزاز و اکرام عطا فرمایا کہ پہلے خود اپنے پھر اپنی معصوم مخلوق فرشتوں کے متواتر درود بھیجنے کو بیان فرمایا اور پھر اس کے بعد مومنین کے لئے یہ تاکید حکم جاری فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یعنی اے ایمان والو تم بھی پیارے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں خوب درود و سلام بھیجو۔

۱ درود و سلام افضل عبادات ہے:

یہی وجہ ہے کہ درود و سلام تمام عبادتوں سے افضل و اشرف ہے۔ چنانچہ حضرت سہل بن عبد اللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

الصلوة على (سيدنا) محمد صلى الله عليه وسلم افضل  
العبادات لان الله تولاؤه هو وملائكته ثم امر بسائر  
العبادات ولم يفعله بنفسه

ترجمہ: نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا تمامی عبادات سے افضل ہے کیونکہ درود بھیجنا خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا پسندیدہ فعل ہے اور دوسری عبادات ایسی نہیں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تمامی عبادات کے کرنے کا حکم صادر فرمایا لیکن اس نے بذاتِ خود ان میں سے کسی کو نہیں کیا۔



اب غور فرمائیے کہ جب سارے جہاں کے خالق ہی نے رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کو اپنا پسندیدہ اور محبوب فعل قرار دے دیا تو بھلا درود و سلام بھیجنے کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟  
ایک قابل غور پہلو:

یہاں یہ پہلو قابل غور ہے کہ جب خالق کائنات جل شانہ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کے فضل و شرف حرمت و بزرگی کو ظاہر فرمانے کے لئے تمام فرشتوں سے ان کا سجدہ تعظیمی کرایا۔ گروہ ملائکہ سے ارشاد فرمایا:

أَسْجُدُوا لِآدَمَ، آدَمَ (علیہ السلام) کو سجدہ کرو فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدہ میں گر گئے۔ إِلَّا ابْلِيسَ ابْنِ آدَمَ الَّذِي كَفَرَ بِمَا كُنَّ تَعْبُدُونَ سِوَايَ اللَّهِ تَعَالَى اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سجدہ تعظیمی کروا کر حضرت آدم علیہ السلام کو بہت بڑا اعزاز عطا فرمایا لیکن ان سے بھی بڑا اعزاز حضور سید المرسلین ﷺ کو خود ان پر درود بھیج کر عطا فرمایا۔

سیدی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَهَذَا لِتَشْرِيفِ الَّذِي شَرَّفَ اللَّهُ بِهِ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ  
أَفْضَلُ مِنْ تَشْرِيفِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَمْرِ الْمَلَائِكَةِ  
بِالسُّجُودِ لَهُ لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ  
الْمَلَائِكَةِ فِي التَّشْرِيفِ وَقَدْ أَخْبَرَ تَعَالَى عَنْ نَفْسِهِ  
بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ عَنِ الْمَلَائِكَةِ

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج کر جو عظمت و کرامت عطا فرمائی وہ سیدنا آدم علیہ السلام کے اس شرف و بزرگی سے جو ان کو فرشتوں سے سجدہ کروا کر عطا فرمائی زیادہ کامل ہے اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں اللہ تعالیٰ ملائکہ کے ساتھ شامل نہیں رہا کیونکہ یہ فعل شان الوہیت کے منافی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ پر پہلے خود درود بھیجا پھر فرشتوں کو درود بھیجنے کا حکم جاری فرمایا۔

صاحب روح البیان کے اس ایمان افروز بیان کے علاوہ یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ تعظیمی صرف ایک بار کرایا پھر دوبارہ کبھی نہیں کرایا لیکن خیر الانبیاء ﷺ پر درود بھیجنا نہ صرف ملائکہ کا بلکہ اپنا بھی دائمی اور محبوب مشغلہ بیان فرمایا جیسا کہ آیت مذکورہ میں لفظ یصلون (جن میں استمرار پایا جاتا ہے) سے ظاہر ہے مزید برآں تمام اہل ایمان کے لئے دائمی و استمراری طریقے پر درود و سلام بھیجتے رہنے کا تاکید حکم صادر فرمایا۔  
قابل توجہ نکتہ:

یہاں یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ وہ حکم (سجدہ تعظیمی) جس میں صرف ملائکہ شامل تھے اور جو صرف ایک بار کے لئے تھا اس حکم کے نہ ماننے والے اور نہ کرنے والے پر رحمان و رحیم مولیٰ نے اپنی رحمت و غفران کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اور اس کے گلے میں لعنتی طوق ڈال کر مردود بارگاہ کر دیا حالانکہ وہ زاہدوں اور عابدوں کا سردار اور معصوم متعلموں کا معلم تھا۔ اس ازلی بد بخت پر خدائی قہر و غضب ان الفاظ میں نازل ہوا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ  
الْبَدِئِينَ.

ترجمہ: تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک تجھ پر  
قیامت تک لعنت ہے۔

غور کیجئے جب صرف فرشتوں کو دیئے گئے حکم (سجدہ تعظیمی) کی نافرمانی کرنے والے بہت بڑے موحد اور زاہد سے ہمیشہ کے لئے رحمت پروردگار روٹھ گئی۔ اور لعنت و پھٹکار ہمیشہ کے لئے اس کا مقدر بن گئی حالانکہ اس نے خود سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کیا تھا لیکن در سروں کو اس کے کرنے سے منع نہیں کیا تھا تو اس حکم یعنی درود و سلام کے بھیجنے سے انکار کرنے والے اور اس سے لوگوں کو روکنے والے خدائی مار سے کیسے بچ سکتے ہیں جبکہ درود بھیجنے میں جن وانس اور ملائکہ کے ساتھ خود باری تعالیٰ عزا سمہ بھی اپنی شان کبریائی کے ساتھ شامل ہے:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ  
تو عبرت پکڑو اے عقل والو

شبہ کاراز:

ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ شبہ وارد ہو کہ جب اللہ سبحانہ تعالیٰ اور اس کے معصوم فرشتے نبی کریم ﷺ پر کروڑہا کروڑ بار مسلسل درود پاک بھیجتے ہیں تو ہم معصیت شعاروں کے درود و سلام بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ہم سیاہ کاروں کا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا سرکارِ دو عالم ﷺ کی ضرورت کی بناء پر نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے اظہار کے لئے ہے۔ اگر ضرورت کی وجہ سے درود و سلام پیش کیا جاتا پھر تو فرشتوں کے درود کی بھی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ مالکِ ارض و سماء اپنی علو شان کے مطابق خود ہی اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس ذاتِ بے ہمتا کا ایک ہی بار درود بھیجنا ساری خدائی کے کروڑہا بار درود و سلام بھیجنے سے کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ جس طرح اس کی ذات پاک وحدہ لا شریک اور لامحدود ہے اسی طرح اس کے افعال و صفات بھی مقدور اور محدود کے دائرہ سے باہر ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ درود پاک پڑھنے کی غرض و غایت کو ان الفاظ میں بیان

فرماتے ہیں: ۷

الصَّلَاةُ عَلَيْهِ لَيْسَ لِحَاجَتِهِ إِلَيْهَا وَإِلَّا فَلَا حَاجَةَ إِلَى صَلَاةِ  
الْمَلَائِكَةِ مَعَ صَلَاةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّمَا هُوَ لِأَظْهَارِ تَعْظِيمِهِ  
كَمَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْجَبَ عَلَيْنَا ذِكْرَ نَفْسِهِ وَلَا حَاجَةَ لَهُ  
إِلَيْهِ وَإِنَّمَا هُوَ لِأَظْهَارِ تَعْظِيمِهِ مِنَّا وَشَفَقَةً عَلَيْنَا لِيُثَبِّتَنَا  
عَلَيْهِ وَلِهَذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ عَشْرَ مَرَّةٍ

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۸۹)

ترجمہ: یعنی حضور انور ﷺ پر درود بھیجنا حضور کی ضرورت کی بناء پر نہیں ہے ورنہ اللہ جل شانہ کے درود کی موجودگی میں فرشتوں کے

درود کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ اللہ جل شانہ کے درود کی موجودگی میں بلاشبہ ہمارا درود بھیجنا آپ کی تعظیم کے اظہار کے لئے ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کا ذکر کرنا ہم پر ضروری ٹھہرایا حالانکہ اس کو ہمارے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا ذکر الہی کرنا محض اللہ کی تعظیم کے اظہار کے لئے ہے اور یہ اس کی ہم پر عین شفقت ہے کہ وہ ہمیں اس پر ثواب عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ سبحانہ

تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

امت مسلمہ کا درود و سلام تقرب الی اللہ کے لئے ہے:

چنانچہ ائمہ دین ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور فخر کائنات ﷺ پر امت مسلمہ کا درود و سلام بھیجنا اپنے فائدہ اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے ہے۔  
ردالمحتار میں ہے:

إِنَّ نَفْعَ الصَّلَاةِ غَيْرُ عَائِدٍ لَهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ  
لِلْمُصَلِّي فَقَطُ إِنَّ الْمَقْصُودَ بِهَا التَّقَرُّبُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لَا  
كُنْسَائِرِ الْأَدْعِيَةِ الَّتِي يُقْصَدُ بِهَا نَفْعُ الْمَدْعُولِ

ترجمہ: یعنی درود پاک کا فائدہ سرکار کی ذات اقدس کی طرف راجع نہیں ہے بلکہ اس کا نفع بلاشبہ صرف درود و خواں کی طرف ہے اور یقیناً درود پڑھنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مقرب بننا ہے۔ دوسری دعاؤں کی طرح مدعولہ (جس کے لئے دعا کی جائے) کو فائدہ پہنچانا نہیں ہے۔

علامہ شامی کے اس بصیرت افروز کلام سے خوب ظاہر ہے کہ ہم سیہ کاروں کا سرکار اعظم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں صلوة و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرنا اپنے لئے سامان مغفرت اور توشہ آخرت جمع کرنا ہے اور دنیا و آخرت میں رب کریم کی رحمت و غفران کا مستحق بننا اور سرمایہ نجات حاصل کرنا ہے۔

معصوم فرشتے درود کیوں بھیجتے ہیں؟

واضح رہے کہ درود پاک کا ورد کرنا صرف خطا و نسیان کے خوگر انسانوں کے دل کا قرار و سکون اور سرمایہ نجات نہیں ہے بلکہ خداوند عالم کی معصوم و نوری مخلوق کے دل کا سکھ و چین اور سامانِ راحت بھی حضور رحمتِ عالم ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔ یہ معصوم مخلوق بھی قضاء و قدر کے نوازل سے ہمہ وقت خوف زدہ رہتی ہے اور شب و روز شیطانِ لعین پر لعنت و پھٹکار کی مار اور ہاروت و ماروت پر عذابِ نار جیسے واقعات سے خدا کی پناہ مانگتی ہے اور اپنے دل مضطرب کو اطمینان و سکون دینے کے لئے ہر وقت حضور رحمتہ للعالمین ﷺ پر درود پاک بھیجتی رہتی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے:

خَائِفُونَ كَبِي آدَمَ مِنْ نَوَازِلِ الْقَضَاءِ وَمُسْتَعِذُونَ مِنْ  
مِثْلِ وَاقِعَةِ إِبْلِيسَ وَهَارُوتَ وَمَارُوتَ فَاحْتَا جُوا إِلَى  
الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَحْضُلَ بِهِمْ جَمْعَةٌ  
الْخَاطِرِ وَالْحِفْظُ مِنَ الْمَخْنِ وَالْبَلِيَّاتِ بِرُكَّةِ الصَّلَاةِ  
ترجمہ: یعنی انسانوں کی طرح فرشتے بھی قضاء و قدر کے حوادث  
سے ڈرتے ہیں اور شیطانِ لعین اور ہاروت و ماروت کے جیسے  
واقعات کے ظاہر ہونے سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ فرشتے بھی حضور  
اقدس ﷺ پر درود بھیجنے کے لئے ضرورت مند ہیں تاکہ انہیں درود  
شریف کی برکت سے رنج و بلیات سے تحفظ اور دل جمعی رہے۔

اس بصیرت افروز بیان سے معلوم ہوا کہ مصائب و آلام، بلیات و حوادث سے محفوظ رہنے کے لئے درود پاک کا پڑھنا۔ وہ نسخہ کیمیا ہے جس کو خدا کی معصوم مخلوق انسانوں کی پیدائش سے بہت پہلے سے اپنا حرز جاں بنائے ہوئے ہے اور اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ مستفیض ہوتی رہے گی۔ آئیے اب یہ دیکھیں کہ درود پاک بھیجنے کی ابتداء کب ہوئی؟

درود پاک کی ابتداء کب ہوئی؟

یہ تو مسلم ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے نورِ مصطفیٰ ﷺ کو ساری کائنات سے پہلے پیدا فرمایا اگرچہ اس دنیا میں آپ ﷺ کی بعثت طیبہ تمام انبیاء و مرسلین

علیہم السلام کے بعد ہوئی آپ ﷺ کا نور پاک اس دنیا میں جلوہ افروز ہونے سے کروڑوں سال پہلے عالم غیب میں ایک تابناک ستارہ کی شکل میں جگمگاتا رہا۔ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ كَمْ عُمرِكَ مِنَ السِّنِينَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ أَعْلَمُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمًا يَطْلُعُ فِي كُلِّ سَبْعِينَ أَلْفَ سِنَةٍ مَرَّةً رَأَيْتُهُ اثْنَيْ وَسَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا جِبْرِيلُ وَعِزَّةُ رَبِّي أَنَا ذَالِكَ الْكُوكَبُ

حضور مقصود کائنات ﷺ نے جبریل امین سے پوچھا اے جبریل بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی عمر معلوم نہیں ہے ہاں یہ معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک تارا تھا جو ستر ہزار (۷۰۰۰۰) برس میں ایک بار چمکا کرتا تھا اس تارے کو میں نے بہتر ہزار (۷۲۰۰۰) مرتبہ چمکتے دیکھا ہے۔ گویا جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ معروضہ پیش کیا کہ میری عمر بہت لمبی ہے۔ اس وقت میری عمر پانچ ارب چار کروڑ (۵۰۴۰۰۰۰۰۰۰) سال سے بھی زیادہ ہے حضور روح کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جبریل میرے رب کی عزت و جلال کی قسم میں وہی تارا ہوں۔

الحاصل نورِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری کائنات سے پہلے پیدا فرمانے کے بعد سب سے پہلے خود ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے محبوب کے نور پاک پر درود کا تحفہ بھیجا جس کی ابتداء کا علم صرف اسی ذاتِ لم یزل کو ہے۔ ملائکہ کے درود کی ابتداء:

البتہ فرشتوں کے درود بھیجنے کی ابتداء اس وقت ہوئی جب نورِ محمدی ﷺ پیشانیِ آدم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا۔ سیدی علامہ اسماعیل حقیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

لَمَّا خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأَوْا نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى جَبِينِهِ فَصَلُّوا عَلَيْهِ وَقَتَّيْدُ فَلَمَّا تَشَرَّفَ بِخَلْقَةِ الْوَجُودِ قِيلَ لَهُمْ هَذَا هُوَ الَّذِي كُنْتُمْ تُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَهُوَ

نُورٌ فِي جَبِينِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلُّوا وَهُوَ مَوْجُودٌ  
بِالْفِعْلِ فِي الْعَالَمِ

ترجمہ: جب خداوند عالم نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا  
فرشتوں نے پیشانی آدم علیہ السلام میں نور مصطفیٰ ﷺ کو جلوہ نماز  
دیکھا اسی وقت فرشتوں نے حضور سرور کائنات ﷺ پر درود بھیجا۔  
پھر جب آپ خلعت وجود سے مشرف فرمائے گئے تو فرشتوں سے کہا  
گیا کہ یہ وہی نور مبین ہے جس پر تم اس وقت درود بھیجتے تھے جب وہ  
پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ افروز تھا اور اب وہی نور خدا بشکل  
مصطفیٰ (ﷺ) دنیا میں جلوہ افروز ہے۔ ان پر درود بھیجو۔ یہ ہے  
بارگاہ عالی نبوی میں ملائکہ کے درود بھیجنے کی تاریخ اور اب مومنین کے  
درود و سلام بھیجنے کی ابتداء بھی معلوم کر لیجئے۔

مومنین کو درود و سلام پڑھنے کا حکم کب ملا؟

بارگاہ اقدس میں مومنین کے درود و سلام بھیجنے کی ابتداء کے بارے میں علماء کا  
اختلاف ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حضرت ابو ذرؓ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ حضور  
سرور انبیاء ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی ابتداء ہجرت کے پانچویں سال مدینہ منورہ میں ہوئی  
اور بعض علماء نے فرمایا کہ درود و سلام پڑھنے کی ابتداء مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ کیونکہ درود پڑھنے کا  
بیان معمرانؓ ابی حدیث میں آیا ہے۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۲۳)

اور علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں ارشاد فرمایا ہے کہ ماہ شعبان ۶ھ یا شب  
معراج حضور انور ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم صادر ہوا ہے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۵)

امت مسلمہ کی اعزاز کی خصوصیت:

جس طرح تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام میں صرف حضور اشرف انبیاء ﷺ کو یہ  
خصوصیت عطا فرمائی گئی کہ آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح تمام  
امتوں میں صرف امت رسول عربی ﷺ کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ وہ اپنے رسول کریم ﷺ  
کی بارگاہ رحمت میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کر کے سعادت دارین حاصل کرے اور یہ اعزاز  
اس شان کریمی کے ساتھ عطا فرمایا گیا کہ خود اعزاز دینے والا رب العالمین جل جلالہ بھی

اپنے فرشتوں کے ساتھ اس میں شامل ہے۔ صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں:

وَهَذَا مِمَّا خُصَّ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ الْأَنْبِيَاءِ  
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كُلِّهِمْ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْرَعْ ذَلِكَ لِأَمَمِهِمْ وَإِنْ  
كَانَتْ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِمْ مَشْرُوعَةً

ترجمہ: تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں صرف حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی گئی ہے کہ آپ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم  
دیا گیا ہے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر درود بھیجنا اگرچہ مشروع  
ہے لیکن ان کی امتوں کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

رب کریم کی خاص بندہ نوازی:

درود و سلام بھیجنے کے سلسلے میں رب کریم کی امت مسلمہ پر خاص نوازش خسروانہ  
یہ بھی ہے کہ درود و سلام پڑھنے کے لئے کسی حالت و ہیئت کو مخصوص نہیں فرمایا۔ یعنی درود و  
سلام پڑھنے کے لئے یہ قید نہیں لگائی گئی کہ بیٹھ کر پڑھو یا لیٹ کر پڑھو یا کھڑے ہو کر پڑھو بلکہ  
مطلقاً تمام بندوں کو درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا چاہے وہ تندرست ہوں یا بیمار، صحیح الاعضاء  
ہوں یا مفلوج، سیدھی کروالے ہوں یا کوزہ پشت جیسے بھی ہوں اور جس حالت میں بھی ہوں  
انہیں اپنے حبیب مکرم کی بارگاہ اقدس میں صلوة و سلام پڑھنے اور اس کے عوض اپنی رحمت  
کاملہ کے فیضان عام سے مالا مال ہونے کا پورا پورا موقعہ عطا فرمایا اب اگر کوئی حرماں نصیب  
بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر معترض ہو یا منع کرے تو وہ رب کریم کے لطف عمیم  
اور کلام اللہ کے حکم مطلق کو مشروط و مقید کرنے کی جرأت کر رہا ہے اور اپنی جانب سے کتاب  
اللہ میں زیادتی کر کے عذاب نار کا مستحق بن رہا ہے۔

فَاتَّقُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

اے اہل نظر خوف کرو

اللَّهُمَّ صَلِّ پڑھنے کی وجہ:

آیت مذکورہ میں درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے لیکن اس کے پڑھنے کا طریق مذکور  
نہیں ہے۔ حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ الْخَ  
نَازِلٌ هُوَئِذَا سَبَّحْتُمْ يَسْمَعُ سُبْحَانَكُمْ وَإِذَا خَلَا بِكُمْ فِي السَّمَاءِ إِذِ اتَّخَذَ السَّمَاوَاتِ الْوُجُوهُنَّ يَنْزِي السَّمَاءَ وَيَخْفَىٰ فِيهَا وَلَهُ حَقُّ عَذَابِ النَّارِ نازل ہوئی تو ہم سب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:



أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ ہمیں معلوم ہے کیونکہ التحیات میں ہم آپ پر سلام بھیجتے ہیں لیکن آپ پر درود بھیجنے کا اندازہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ سرکارِ نبوی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قُولُوا لِلَّهِمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ النَّخِ كَمَا هُوَ اللَّهُ تَو  
درود نازل فرما محمد (مصطفیٰ ﷺ) پر اور درود نازل فرما محمد (مصطفیٰ ﷺ) کی آل پر۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۰۸)

اس حدیث پاک میں حضور پر نور ﷺ نے صحابہ کرام کو درود پڑھنے کا جو طریقہ بتلایا اس میں مومنین نُصَلِّي عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ (ہم درود بھیجتے ہیں اپنے آقا حضرت محمد ﷺ پر) کے بجائے اَللَّهُمَّ صَلَّى عَلَى (سیدنا) مُحَمَّدِ النَّخِ پڑھتے ہیں جس کا حاصل یہ ہوا کہ مومنین بجائے خود درود و سلام بھیجنے کے پھر اللہ تعالیٰ ہی سے التجا کرتے ہیں کہ اے بندہ نواز تو خود ہی اپنے محبوب پر صواۃ کو نازل فرما۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ جل شانہ کے حکم کی اطاعت میں درود و سلام پڑھنے کے بجائے اس باری تعالیٰ عز اسمہ سے یہ التجا ہی کرتے ہیں کہ اے بندہ نواز تو خود ہی اپنے محبوب پر درود نازل فرما۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم سر اپنا معصیت شعار ہیں۔ ہماری گناہ آلودہ زبان اس لائق بھی نہیں ہے کہ ہم اس سے حضور سید الطاہرین ﷺ کا مقدس نام لے سکیں چہ جائیکہ اس سے آپ کی ارفع و اعلیٰ شان کے لائق درود و سلام پیش کر سکیں۔ اسی لئے ہم مالکِ ارض و سماء کی بارگاہ مقدس میں عرض کرتے ہیں کہ اے رب قدر تو تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے تیری ذات ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے اور تیری ذات ازلی وابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی لہذا تیرا درود بھیجنا بھی کامل اور دائمی ہوگا۔ تو ہی حضور پیغمبر اعظم و آخر ﷺ پر ان کی شایانِ شان درود کو نازل فرماتا کہ نبی رحمت پر نزولِ رحمت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

لَآنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَاهِرٌ لَا عَيْبَ فِيهِ وَنَحْنُ فِيْنَا

الْمَعَائِبُ وَالنَّقَائِصُ فَكَيْفَ مَنْ فِيهِ مَعَائِبٌ عَلَى طَاهِرٍ  
فَنَسَأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ لِتَكُونَ الصَّلَاةُ عَنْ رَبِّ  
طَاهِرٍ عَلَى نَبِيِّ طَاهِرٍ (المقول البدیع ص ۶۵)

ترجمہ: حضور طاهر و مطہر ﷺ ہر نقص و عیب سے پاک و مبرا اور طیب و طاہر ہیں اور ہم  
عیوب و نقائص کے مجسمے ہیں۔ ہم عیب و گناہ سے آلودہ انسان حضور اقدس ﷺ کی پاک  
بارگاہ کے لائق درود و سلام نہیں بھیج سکتے اس لئے خداوند قدوس کی بارگاہ مقدس میں درود  
نازل فرمانے کی التجا پیش کرتے ہیں تاکہ رب طاهر کی جانب سے نبی طاهر پر ان  
کی شایان شان درود نازل ہو۔

سَلَامٌ مِنَ الرَّحْمَنِ نَحْوَ جَنَابِهِ  
لَا نَسْلَامِي لَا يَلِيْقُ بِجَانِبِهِ  
صلوٰۃ کے معنی:

آیۃ مذکورہ میں لفظ صلوٰۃ کو تین جانب منسوب کیا گیا ہے: اول اللہ جل شانہ کی  
طرف، دوئم: فرشتوں کی جانب، سوئم: مومنین کی طرف۔

لغوی و شرعی معنی کے لحاظ سے صلوٰۃ کی نسبت اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف کرنی درست  
نہیں ہے کیونکہ لغت میں صلوٰۃ کے معنی دعا کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں صلوٰۃ  
عبادت مقصودہ (نماز) کے معنی میں بولی جاتی ہے۔ اگرچہ صلوٰۃ کے لئے لغوی و شرعی اصطلاح  
الگ الگ ہے لیکن مال دونوں کا ایک ہی ہے یعنی رب کی بارگاہ میں دعا کرنا اور ان دونوں  
معنی کے اعتبار سے صلوٰۃ کی نسبت خدائے پاک کی جانب کرنی درست نہیں ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

الصَّلَاةُ الدُّعَا دِيْقَالُ فِي اللُّغَةِ صَلَّى عَلَيْهِ اَيُّ دَعَا وَهَذَا  
الْمَعْنَى غَيْرُ مَعْقُولٍ فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالَى فَاِنَّهُ لَا يَدْعُوْهُ لِاَنَّ  
الدُّعَا لِلْغَيْرِ طَلَبُ نَفْعِهِ مِنْ ثَالِثٍ

ترجمہ: صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں لغت میں صَلَّى عَلَيْهِ کو  
دعائے (اس کے لئے دعا کی) کے معنی میں بولا جاتا ہے اور یہ معنی  
حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں ہوئے۔ اس لئے بلاشبہ یہ کہا جاسکتا  
ہے کہ خدائے پاک کسی نبی کے لئے دعا نہیں فرماتا کیونکہ دعا کہتے ہیں

اپنے غیر کے لئے تیسرے سے نفع چاہنا۔

امام رازی کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ صلوٰۃ کی اپنے معنی لغوی (دعا) کے لحاظ سے خدائے ذوالجلال کی ذات پاک کی جانب نسبت نہیں ہو سکتی۔ رہا معنی شرعی کے اعتبار سے اس کے منسوب ہونے کا سوال؟ تو یہ بدابہت باطل ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ اصطلاح شرعی میں عبادت مقصودہ کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت کرنی معبود کی صفت نہیں بلکہ عابد کی صفت ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ آیت مذکورہ میں صلوٰۃ کے لغوی و شرعی دونوں معانی مراد نہیں ہیں تو اب لازماً اس کے معنی مجازی مراد لئے جائیں گے۔ چنانچہ صاحب تفسیر خازن وغیرہ ارشاد فرماتے ہیں:

الصَّلَاةُ مِنَ اللَّهِ الرَّحْمَةِ . وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ الْاِسْتِغْفَارُ وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْمَدْحُ وَالشَّاءُ

ترجمہ: یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے صلوٰۃ سے مراد رحمت نازل کرنا اور ملائکہ کی صلوٰۃ سے مراد مغفرت چاہنا اور مومنین کی صلوٰۃ سے مراد مدح و ثنا کرنا ہے۔ اس تفسیر کی روشنی میں آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے محبوب سرورِ اصفیاء ﷺ پر مسلسل اپنی رحمت و برکت کا نزول فرماتا ہے اور تمام فرشتے سید الابرار علیہ السلام کے لئے مغفرت و بخشش چاہتے ہیں اور امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ نبی رحمت ﷺ کی خوب ثناء و تعریف کرے اور نعت و توصیف کو بیان کرے۔

اشکال اور اس کا جواب:

اس تشریحی بیان پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب یہ مسلم ہے کہ حضور اشرف الانبیاء ﷺ کو رب العالمین جل جلالہ نے رحمت و غفران کی سب سے اعلیٰ منزل پر فائز فرمایا ہے اور آپ کو کسی کی دعا کا محتاج نہیں رکھا ہے بلکہ ساری کائنات کو آپ کی دعا اور آپ کی رحمت و شفاعت کا محتاج بنایا ہے۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی "رقطراز ہیں:

وَأَمَّا النَّبِيُّ فَمَمْرُ حُومٍ بِأَعْلَاءِ أَنْوَاعِ الرَّحْمَةِ فَهُوَ غَيْرُ مُحْتَاجٍ لِأَنَّهُ يُدْعَى لَهُ بِهَا

ترجمہ: یعنی نبی کریم ﷺ رحمت کے اعلیٰ درجہ اور مقام پر فائز ہیں۔ وہ اس کے محتاج نہیں ہیں کہ ان کے لئے رحمت و مغفرت طلب کی جائے۔

الحاصل اللہ تعالیٰ نے حضور سید الابرار ﷺ کو نہ صرف معصوم بلکہ سید المعصومین بنایا اور نہ صرف رحمت بلکہ رحمت للعالمین بنایا۔ پھر آپ کے لئے فرشتوں کی دعا یعنی طلب مغفرت کے کیا معنی ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے لئے ملائکہ کے استغفار اور طلب رحمت کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کے لئے نہیں بلکہ آپ کی امت کے لئے رحم و کرم، عفو و درگزر اور مغفرت و بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔ صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں کہ: اِرْحَمْ مُحَمَّدًا (ﷺ) کو الترحم لامتہ والالہ کے معنی میں بولنا جائز ہے یعنی ارحم محمدا کہہ کر یہ مراد لیا جائے کہ اے رب کریم تو امت رسول عربی ﷺ پر اور ان کی آل پر رحم فرمایا جیسے کسی نوجوان مجرم کی سزایابی کے وقت جبکہ اس کا بوڑھا باپ موجود ہو تو سزا دینے والوں سے کہا جاتا ہے کہ اس بوڑھے پر رحم کرو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس بوڑھے کے بیٹے پر رحم کرو۔

انبیاء کے حق میں رحم کی دعا کرنا مکروہ ہے:

علماء کرام نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں رحم کی دعائیں مانگنے کو مکروہ لکھا ہے۔

نسیم الریاض میں فتاویٰ الصوفیہ کے حوالہ سے منقول ہے:

لَوْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِرْحَمْ مُحَمَّدًا كَمَا رَحِمْتَ اَوْ تَرَحَّمْتَ عَلٰى

اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ مَكْرُوۡةٌ فِى حَقِّ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

ترجمہ: یعنی اگر کسی شخص نے کہا اے اللہ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

پر رحم فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر رحم فرمایا تو ایسا کہنا حضرت

انبیاء و مرسلین کے حق میں مکروہ ہے۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۴۴)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے رحم طلب کرنے سے ان سے تقصیر سرزد ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے۔ اس لئے ارحم محمدًا وغیرہ

کہنا مکروہ ہے۔ امام موصوف مزید ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَمَرْنَا بِتَعْظِيمِ الْأَنْبِيَاءِ وَتَوْقِيرِهِمْ فَإِذَا ذَكَرَ النَّبِيَّ لَا يُقَالُ رَحْمَةُ اللَّهِ بَلْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَا يُقَالُ لِلصَّحَابَةِ رَحْمَةُ اللَّهِ بَلْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ترجمہ: یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ پس جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک کرنے کو رحمتہ اللہ نہ کہے بلکہ ﷺ کہے۔ صحابہ کرام کو بھی رحمہ اللہ نہ کہے بلکہ رضی اللہ عنہ کہے۔ یہی قول صاحب محیط وغیرہ کا ہے۔ اور علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: ولا يقول في الصلوة وارحم محمد افانه يوهم التقصير۔ یعنی اس طرح دعا نہیں مانگنی چاہئے کہ اے اللہ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحم فرما کیونکہ اس سے حضور ﷺ سے کسی تقصیر کے صدور کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

علامہ شرف الدین الطیبی نے اسی کو صحیح کہا ہے:

وَقَالَ فِي الدَّرِّ الصَّحِيحِ إِنَّهُ مَكْرُوهٌ

صحیح یہ ہے کہ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کے لئے رحم کی دعا کرنا مکروہ ہے۔

(روح البیان سورہ احزاب ج ۷ ص ۲۲۲)

علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

تشہد کے بعد ترجم کی دعا کرنی احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہے البتہ

تشہد کے غیر میں جائز ہے پس ترجم کی دعا کا جواز فی نفسہ ثابت ہے۔

(ردالمحتار)

صاحب روح البیان نے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک جواز ہی کا بیان کیا ہے۔

اور اہل علم جانتے ہیں کہ کسی امر کا جواز اس کی کراہت کے منافی نہیں ہے۔ بعض مفسرین نے

فرمایا کہ صَلَوَةُ اللَّهِ عَلَى النَّبِيِّ سے مراد عظمت و رفعت کا بلند کرنا اور صَلَوَةُ الْمَلَائِكَةِ

نکھ سے مراد کرامت و بزرگی کا چرچا کرنا اور صَلَوَةُ الْأُمَّةِ سے مراد شفاعت کا چاہنا ہے۔

اس تفسیری بیان کے مطابق آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو بلند فرماتا ہے اور اس کے فرشتے رسولِ مجتبیٰ ﷺ کی عظمت و بزرگی کا خوف چرچا کرتے ہیں اے ایمان والو تم نبی رحمت ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ کی خوب طلب گاری کرو۔ چنانچہ نسیم الریاض میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے حق میں فرشتے اس طرح دعا مانگتے ہیں:

اللَّهُمَّ عَظِمْ شَانَهُ . وَتَمِّمْ بُرْهَانَهُ . وَاکْثِرْ أُمَّتَهُ . وَأَظْهَرْ مِلَّتَهُ . وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ

ترجمہ: اے اللہ رسولِ کریم ﷺ کی شان کو عظیم فرما، اور ان کے برہان کو پورا فرما، اور ان کی امت کو زیادہ فرما، اور ان کی ملت کو غالب فرما اور ان کے درجہ کو بلند فرما۔

اس تفصیل سے صلوة الملائکہ علی النبی کا مفہوم واضح ہو گیا اور یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ حضور سید المعصومین ﷺ کے لئے رحم و مغفرت کی دعا مانگنی مکروہ ہے۔

مالکِ ارض و سماء نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو ساری کائنات کے لئے محسنِ اعظم بنایا اور پوری خدائی کو آپ کا احسان مندر کھا چنانچہ آپ پچھلے اوراق میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ تمام جن و انس اور ملائکہ کا درود و سلام بھیجنا بھی دراصل اپنے لئے سامانِ مغفرت اور توشہِ آخرت جمع کرنا اور رنج و بلیات سے تحفظ حاصل کرنا ہے لیکن چونکہ آیت مذکورہ سے بظاہر امت کا احسان سرکارِ اقدس ﷺ پر معلوم ہوتا ہے لہذا رب کریم نے امت کے اس احسان کا بدلہ آیت مبارکہ وَصَلِ عَلَيْهِمْ أَنْ صَلَوَاتِكَ سَكُنْ لَهُمْ کو نازل فرما کر اتا دیا۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

لَمْ يُشْرِكِ اللَّهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتِ مِنْةِ أُمَّةٍ بِالصَّلَاةِ حَتَّى عَوْضَهُمْ مِنْهُ بِأَمْرِهِ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْأُمَّةِ حَيْثُ قَالَ وَصَلِ عَلَيْهِمْ إِنْ صَلَوَاتِكَ سَكُنْ لَهُمْ

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۹۰)

ترجمہ: یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

امت کے درود بھیجنے کا احسان مند نہیں رکھا بلکہ ان کے درود و سلام کے بدلے میں نبی رحمت ﷺ سے امت کے لئے نزولِ رحمت کی دعا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ اے محبوب ان (امت) کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ بے شک آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

صدقہ اکیبر رضی اللہ عنہ کے طفیل بارانِ رحمت کا نزول:

علامہ غزاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کشاف کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ الْخَ نازل ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے عرض کیا مَا خَصَّكَ اللّٰهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِشَرَفٍ اِلَّا وَقَدْ اَشْرَكْنَا فِيْهِ فَنَزَلَتْ (القول البدیع ص ۲۷) یا رسول اللہ ﷺ آپ کو جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی شرف و بزرگی سے نوازا تو آپ کے طفیل ہم نیاز مندوں کو بھی اس میں شامل فرمایا۔ اس پر آیت مبارکہ:

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا نازل فرمائی گئی۔

ترجمہ: وہی اللہ جو کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

خداوند عالم نے اپنے محبوبِ معظم کی امت پر نزولِ رحمت کا ذکر دوسری جگہ یوں فرمایا ہے: اُولَئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولَئِکَ هُمُ الْمُہْتَدُوْنَ (سیقول) یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔

ان دونوں آیات میں صلوة اللہ عام مومنین کے لئے استعمال ہوئی ہے آپہ ما سبق میں پڑھ چکے ہیں کہ صلوة چند معانی میں استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ جب صلوة اللہ مومنین کے لئے استعمال ہوتی ہے تو رحم و کرم اور بخشش و مغفرت کی طلب کے معنی میں ہوتی ہے۔ صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں:

الصَّلَاةُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لِمَنْ دُونَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَى لِمَنْ مَنَزَلَتْهُ دُونَ مَنَزَلَتِهِ مِنَ الْأُمَّةِ رَحْمَةً أَى  
طَلَبُ أَنْ يَرْحَمَهُ اللَّهُ

ترجمہ: یعنی امت مسلمہ کے لئے صلوة اللہ سے مراد خدا سے رحم کا  
طلب کرنا ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں کہ اگرچہ امت کے لئے صلوة  
دوسرے معنی میں بولی جاتی ہے۔ پھر بھی اس کا غیر نبی کے لئے مستقلاً  
استعمال کرنا مکروہ ہے۔

حضرت ثقیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

يُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(القول البدیع ص ۵۵)

ترجمہ: غیر نبی کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم کہنا مکروہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے گورنروں کے نام یہ ہدایت جاری فرمائی تھی:  
فَمَرُّهُمْ أَنْ تَكُونَ صَلَوَتِهِمْ عَلَى النَّبِيِّ خَاصَّةً وَدُعَاهُمْ  
لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً

ترجمہ: مسلمانوں کو حکم دو کہ صلوة کو صرف انبیاء کرام کے لئے  
استعمال کریں اور عام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگیں۔

(القول البدیع ص ۵۵)

علامہ سخاویؒ نے امام مالکؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

أَكْرَهُ الصَّلَاةَ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَمَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَعَدَى  
مَا أَمَرْنَا بِهِ

ترجمہ: میں غیر انبیاء کے لئے صلوة کا استعمال مکروہ جانتا ہوں،

اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم مامور یہ سے تجاوز کریں۔

قاضی عیاضؒ نے محققین، متکلمین اور فقہاء کرام کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ مستقلاً صلوة

کا استعمال غیر نبی کے لئے اہم معروف نہیں ہے۔

سراج ملت حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مستقلاً صلوة کا



استعمال غیر نبی کے لئے جائز نہیں ہے۔ القول البدیع میں ہے:

وَلَا يَجُوزُ اسْتِقْلَالًا وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَجَمَاعَةٍ

امام یافعی فرماتے ہیں:

فَالصَّلَاةُ مَخْصُوصَةٌ عَلَى مَذْهَبِ الصَّحِيحِ بِالْأَنْبِيَاءِ

وَالْمَلَائِكَةِ وَالتَّرْضِيِّ مَخْصُوصٌ بِالصَّحَابَةِ وَالْأَوْلِيَاءِ

وَالْعُلَمَاءِ وَالتَّرْحُمِ لِمَنْ دُونِهِمْ وَالْعَفْوُ لِلْمُذْنِبِينَ

ترجمہ: یعنی مذہب مختار یہ ہے کہ صلوٰۃ (ﷺ) انبیاء کرام اور

ملائکہ کے لئے مخصوص ہے اور ترضی (رضی اللہ عنہ) صحابہ اولیاء اور

علماء کے لئے مخصوص ہے اور عام مومنین کے لئے ترحم (رحمۃ اللہ علیہ)

اور گناہ گاروں کے لئے عفو (عفی اللہ عنہ) مخصوص ہے۔

الحاصل اگرچہ معنی کے اعتبار سے صلوٰۃ کا اطلاق غیر نبی پر درست ہے لیکن جس

طرح معنادرست ہونے کے باوجود قَالَ مُحَمَّدٌ عَزَّوَجَلَّ نہیں کہا جاسکتا اسی طرح

قَالَ أَبُو بَكْرٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہنا بھی ممنوع ہے۔

رب جلیل جل شانہ نے عام لوگوں کی طرح سے حضور پیغمبر اعظم (ﷺ) کے لئے

ندا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ

كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا رَسُولَ كَيْ يَكَارُنَ كَوَأْسٍ فِي أَيْسَانِهِ تَهْرُجُ الْجِوَارِحُ فِيهَا

دوسرے کو پکارتے ہو اس آیت مبارکہ میں بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) امتیازی شان کو ملحوظ

رکھنے کے لئے حکم صریح موجود ہے۔ لہذا جب صلی اللہ علیہ وسلم بطور شعار حضور جانِ

رحمت (ﷺ) اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے مستعمل ہے تو غیروں کے لئے اس کا

استعمال کرنا ممنوع ہوگا۔

ایک اشکال کا ازالہ:

اب رہا یہ اشکال کہ کتاب و سنت میں صلوٰۃ کو عام مومنین کے لئے استعمال فرمایا

گیا ہے کتاب اللہ میں صلوٰۃ کو غیر نبی کے لئے مستعمل ہونے کی مثل آیت کریمہ وَصَلِّ

عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَغَيْرِهِ فِي آيَاتٍ كَثِيرَةٍ مِمَّا نَسُوا لِأَنَّ سَلَاةَ رَبِّكَ كَالْجِبَالِ سَوْدَاءٍ

احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

1- حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میرے باپ بارگاہِ نبوت میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو سرکارِ ﷺ نے یوں دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبِيْ اَوْفٰی (بخاری و مسلم)

2- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے دستِ انور اٹھا کر یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوٰتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی آلِ سَعْدِ

(القول البدیع ص ۵۶)

3- صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: اِنَّ السَّمَلٰئِكَةَ تَقُوْلُ لِرُوْحِ الْمُؤْمِنِ صَلَّى اللهُ عَلَیْكَ وَعَلٰی جَسَدِكَ۔

ان آیات و احادیث میں صراحتاً صلوة کو غیر نبی کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کی تخصیص انبیاء کرام کے لئے نہیں ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ ان آیات و احادیث میں صراحتاً صلوة کو غیر نبی کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے لیکن اس کے استعمال کرنے کا حق اور اختیار اللہ اور رسول کے لئے خاص ہے۔ اور امت مسلمہ کے لئے وہی امور مشروع و محمود ہیں جن کے کرنے کا حکم اللہ اور رسول نے صادر فرمایا ہے۔

علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

بَانَ ذٰلِكَ صَدَرَ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلَهُمَا اَنْ يَخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ لِاَحَدٍ غَيْرِهِمَا اِلَّا بِاِذْنِهِمَا  
وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُمَا اِذْنٌ فِیْ ذٰلِكَ

ترجمہ: یعنی کتاب و سنت میں رب مدبر الامور جل شانہ اور سرکار صاحب قرآن روجی فداہ ﷺ نے صلوة کو عام مومنین کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ اور یہ انہیں کے لئے مخصوص ہے کہ جس کسی کے لئے جو چاہیں استعمال فرمائیں۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے غیر مامور یہ استعمال کرنا ممنوع ہے اور کتاب و سنت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اللہ اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) نے امت

مسلمہ کو غیر انبیاء کے لئے صلوٰۃ کو استعمال کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہو۔

سلام کے معنی:

صلوٰۃ کی طرح سلام بھی چند معانی میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے بعض مندرجہ

ذیل ہیں:

- 1- انقیاد پیروی کرنا یعنی بغیر مخالفت کے پورے شرح صدر کے ساتھ فیصلہ کو مان لینا۔
- 2- السَّلَامَةُ مِنَ الْإِيذَاءِ یعنی تکلیف سے بچنا
- 3- تحیۃ یعنی سلامتی کے لئے دعا کرنا۔
- 4- سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم مبارک ہے۔ جس کے معنی ذوالسلامۃ کے ہیں یعنی وہ ہر ایسی چیز سے پاک و منزہ ہے جو شان الوہیت کے لائق نہیں ہے۔

ظاہر ہے دعا اور پیروی کرنا وغیرہ کے معنی میں سلام کی نسبت خداوند قدوس کی جانب کرنا درست نہیں ہے کیونکہ انقیاد و اتباع اور غیر سے طلب کرنا اس کے حق میں متصور ہی نہیں لہذا اللہم سلم علی (سیدنا) محمد کا معنی و مطلب یہ ہوگا کہ اے میرے معبود ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوت اور امت اور ذکر مبارک کو ہر نقص و فساد سے سلامتی عطا فرمایا اور ان کی عزت و حرمت کو ہر لمحہ زیادہ فرماتا کہ دن بدن ان کی دعوت حق عام ہو۔ ان کی امت زیادہ ہو۔ ان کا ذکر بلند ہو اور سب لوگ ان کی پیروی کریں۔

(پہلکھا از قول بدیع و نسیم الریاض)

(صلوٰۃ کی طرح سلام بھی واجب ہے)

جس طرح حضور سید عالم ﷺ پر درود بھیجنا لازم ہے اسی طرح آپ پر سلام پڑھنا بھی واجب ہے۔ سید المفسرین حضرت ابن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں: فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّنَا وَنُسَلِّمَ تَسْلِيمًا (نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۴۷)

یعنی ہم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرض ہے کہ اپنے نبی پر خوب صلوٰۃ و سلام پڑھیں۔ اس ارشاد عالی سے صاف ظاہر ہے کہ مومنین کو صلوٰۃ اور سلام دونوں پڑھنے کا حکم یکساں طور پر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت مذکورہ میں سلام کو موکد استعمال فرمایا گیا ہے۔

مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ آیت میں صلوة صورتہ و معنی موکد استعمال ہوئی ہے۔ صورتہ موکد ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ اس کی نسبت اللہ۔ رب العزت اور ملائکہ کی جانب ہوئی ہے جبکہ اسلام کی نسبت صرف مومنین کی جانب ہوئی ہے اور مومنین کے لئے بھی صلوة ہی کا حکم مقدم ہے۔ ان ساری باتوں سے صلوة کی زیادہ اہمیت ظاہر ہوتی تھی۔ اس لئے سلام پڑھنے کو بھی تسلیم سے موکد فرمایا گیا تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ سلام کی اہمیت کم ہے۔ |

## ۱ (درود میں ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کی شمولیت؟)

گزشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ خداوند قدوس نے جب درود و سلام پڑھنے کا حکم صادر فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر درود پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا تو سرکار نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم دیا۔

درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کو خصوصیت سے شامل فرمانے کے سلسلے میں ائمہ دین و ملت نے چند وجوہ اسباب کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر مکمل فرمانے کے بعد تمام تاج کرام کے لئے رحمت کی دعا فرمائی تھی چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعائے رحمت فرمانا حضور اقدس ﷺ اور آپ کی امت پر ایک احسان تھا اس لئے سرکار نے اس احسان کے شکر یہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کو درود میں شامل فرمایا: هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۔

2- حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ذریت اسماعیل علیہ السلام میں نبی مبعوث ہونے کی یہ دعا فرمائی تھی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ  
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝  
ترجمہ: اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول۔ انہی میں  
سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور

پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی ہے غالب  
حکمت والا۔

اس دعائے خلیل کو رب جلیل نے شرف قبولیت سے نوازا اور حضور سید المرسلین ﷺ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل پاک میں مبعوث فرمایا۔ چنانچہ سرکار نے خود ارشاد فرمایا:  
انا دعوة ابی ابراہیم

ترجمہ: میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

(روح البیان ج ۷ ص ۲۲۶)

چونکہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کے طفیل امت مسلمہ کو جان ایمان  
خلاصہ کائنات حضور اقدس ﷺ ملے۔ اس لئے احسان مندی کے طور پر ابراہیم علیہ السلام  
اور ان کی آل کو درود و شریف میں شامل فرمایا گیا۔

3- جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خواب میں جنت کو ملاحظہ فرمایا تو  
دیکھا کہ جنتی درختوں کے پتوں پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ)  
لکھا ہوا ہے۔ آپ نے جبریل امین علیہ السلام سے سرکار محمد عربی ﷺ کے  
بارے میں سوال فرمایا۔ انہوں نے حضور شاہ مرسلاں ﷺ کی شانِ محبوبی کو  
بیان کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی:

يَا رَبِّ اجْرِ عَلَيَّ لِسَانَ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ذِكْرِي فَاسْتَجَابَ اللَّهُ دُعَاءَهُ وَضَمَّ فِي الصَّلَاةِ مَعَ سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(القول البدیع ص ۸۵) (روح البیان ج ۷ ص ۲۲۶)

ترجمہ: یعنی اے میرے رب کریم میرے ذکر کو حضرت محمد ﷺ کی  
امت کی زبان پر جاری فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے دعائے خلیل کو شرف  
قبولیت سے نوازا اور حضور اقدس ﷺ کے ساتھ پر درود بھیجا امت  
مسلمہ کی زبان پر جاری فرمایا۔

4- چونکہ ہمارا قبیلہ اور ہمارے مناسک وہی ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہیں  
وہی کعبہ کے معمار اول ہیں اور انہیں کی ملت تمام ملتوں کے لئے باعثِ تقلید و

اتباع ہے اس وجہ سے امت رسول عربی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف و تکریم واجب قرار دی گئی اور رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر درود پڑھنے کا حکم جاری کیا گیا۔

-5 درود پاک میں ابراہیم علیہ السلام کو شامل فرمانے کی وجہ یہ بھی منقول ہے کہ شب معراج سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

بَلِّغْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ

یعنی میری جانب سے اپنی امت کو سلام پہنچا دیجئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں اپنی امت کو حکم فرمایا کہ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں۔

-6 حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں یہ دعا مانگی تھی: وَجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ اے اللہ! آنے والی نسلوں میں میرا ذکر سچائی کے ساتھ جاری رکھ۔ (القول البدیع ص ۸۵)

رب کریم نے اس دعائے ابراہیمی کو قبول فرمایا اور ان کے ذکر خیر کو اس طرح جاری رکھا کہ امت مسلمہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر اور ان کے آل پر بھی درود کا نذرانہ عقیدت قیامت تک پیش کرتی رہے گی۔

-7 خداوند عالم اپنی شانِ کریمی سے اپنے محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو گنی رحمت نازل فرمانا چاہتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ نام اقدس لے کر آپ پر درود بھیجا جاتا ہے اور دوسری مرتبہ آل ابراہیم علیہ السلام کے ضمن میں آپ پر درود بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ سرکار حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت پاک سے ہیں۔

-8 حضور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی رفعت و عظمت کو ظاہر فرمانے کے لئے بالخصوص ان کا ذکر درود پاک میں کیا گیا کیونکہ حضور خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں ابراہیم علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی رقمطراز ہیں۔ وَلِرَفْعَةِ شَانِهِ فِي الرُّسُلِ وَ كَوْنِهِ أَفْضَلَ بَقِيَّةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى الرَّاجِحِ یعنی قول راجح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سرکار

پیغمبر اعظم و آخر علیہ السلام کے علاوہ تمام نبیوں سے افضل ہیں اور ان کی شان تمام رسولوں سے بلند ہے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۴)

9- اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلت کا تاج پہنایا۔ ارشادِ خداوندی ہے: **وَ اتَّخَذَ اللَّهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا** اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم السلام کو خلیل بنایا۔ یہ ظاہر ہے کہ خلیل اللہ پر جو درود نازل ہوا وہ محبت و رافت کی قبیل سے ہوا اسی لئے حضور اقدس **صلی اللہ علیہ وسلم** نے اپنی امت کو یہ حکم دیا کہ مجھ پر اور میری آل پر بارگاہ کبریا میں اسی طرح درود نازل فرمانے کی التجا کرو جس طرح کہ رب کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل ہے۔ چنانچہ فضلِ خداوندی نے سید عالم **صلی اللہ علیہ وسلم** کو درجہ خلت عطا فرمایا۔ صحیحین میں ہے۔

**وَلٰكِنْ صٰحِبٰكُمْ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ** لیکن تمہارے صاحب (رسول مجتبیٰ **صلی اللہ علیہ وسلم**) رحمن کے خلیل ہیں۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۴)

10- جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی:

**اَللّٰهُمَّ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ شُبُوْحِ اُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْهُ مِنِّيْ وَمَنْ اَهْلِيْ بَيْتِيْ**

ترجمہ: اے اللہ امت محمد **صلی اللہ علیہ وسلم** میں سے جو سن رسیدہ شخص اس گھر کا حج کرے اس کو میری جانب سے اور میری اولاد کی جانب سے اپنی رحمت کو ہبہ فرمادے۔

اسی طرح ادھیڑ عمر والوں کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اور نو جوانوں کے لئے حضرت اسحاق علیہ السلام نے اور آزاد عورتوں کے حضرت سارہؑ نے اور باندی عورتوں کے لئے حضرت ہاجرہؑ نے دعا کی۔

بلاشبہ یہ پوری امت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آلِ پاک کا احسانِ عظیم تھا۔ اس لئے حضور حسن کائنات **صلی اللہ علیہ وسلم** نے درود پاک میں بالخصوص سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آلِ پاک کو شامل فرمایا۔ (القول البدیع ص ۸۵)

**تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ**

## درود ابراہیمی پر مشہور سوال اور اس کا جواب

علماء متقدمین و متاخرین کے درمیان درود ابراہیمی پر یہ سوال بہت مشہور ہے کہ جب کسی چیز کو کسی سے تشبیہ دی جاتی ہے تو مشبہ بہ مشبہ سے زیادہ کامل اور فاضل ہوتا ہے۔ مثلاً جب یوں کہا جاتا ہے کہ زید شیر کی طرح بہادر ہے تو شجاعت و بہادری میں شیر کا زیادہ ہونا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مانا ہوا قاعدہ ہے کہ: **أَنَّ الْمَشْبَهَ بِهِ فِي الْغَالِبِ يَكُونُ أَعْلَى مِنَ الْمُمَشَبِ فِي وَجْهِ الشَّبْهِ** یعنی اکثر مشبہ بہ وجہ شبہ میں مشبہ سے اعلیٰ و اکمل ہوتا ہے اس صورت میں درود ابراہیمی کا حضور سید عالم **ﷺ** کے درود سے افضل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ درود ابراہیمی میں حضور کا دور مشبہ ہے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا درود مشبہ بہ ہے یعنی حضور اقدس **ﷺ** کے درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ دی گئی ہے حالانکہ جس طرح حضور سید العالمین **ﷺ** کی سیادت و فضیلت ساری دنیا پر مسلم ہے اسی طرح ان کے درود کا بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہونا متفق علیہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

إِنَّ الْقُدْرَ الْحَاصِلَ مِنَ الصَّلَاةِ وَالْبُرْكَاةِ لِنَبِينَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ الْحَاصِلِ لِأَبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِدَلَالَةِ رَوَايَةِ النِّسَائِيِّ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرَةَ دَرَجَاتٍ وَلَمْ يَرِدْ فِي حَقِّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ غَيْرِهِ مِثْلُ ذَلِكَ

(ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۴)

یعنی ہمارے نبی کرام **ﷺ** اور آپ کی آل پر برکت اور درود بھیجنے سے جو قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجنے سے اعلیٰ ہے۔ اس قول پر امام نسائی کی یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ سرکار نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے دس گنا ہوں کو مٹاتا ہے۔ اور اس کے دس درجات کو بلند فرماتا ہے اور یہ شرف و بزرگی حضرت



ابراہیم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے والے کے حق میں وارد نہیں ہوئی ہے۔

اس بیان سے بالکل عیاں ہے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ پر درود بھیجنا سب سے افضل ہے پھر درود ابراہیمی میں حضور اقدس ﷺ کے درود پاک کو مشبہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود کو مشبہ بہ قرار دینا کیسے درست ہوگا کیونکہ مشبہ درجہ یہ مشبہ بہ سے کم ہوتا ہے۔

جواب: علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح شفاء شریف میں اس سوال کے متعدد جوابات تحریر فرمائے ہیں اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اس کے دس جوابات دیئے ہیں ناچیز راقم السطور کے نزدیک ان تمام جوابات میں سب سے آسان اور عام فہم جواب یہ ہے کہ اکثریت کے اعتبار سے قاعدہ تو وہی ہے جو مذکور ہوا لیکن وہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر جگہ مشبہ بہ کا مرتبہ مشبہ سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات مشبہ بہ مشبہ کے مساوی ہوتا ہے بلکہ اس سے ادنیٰ بھی ہوتا ہے ہاں مشبہ بہ کا مشبہ سے زیادہ واضح اور مشہور و معروف ہونا ضروری ہے۔ رد المحتار میں ہے:

فَإِنَّ الْمَشْبَهَ بِهِ قَدْ يَكُونُ مُسَاوِيًا لِلْمُشَبَّهِ أَوْ أَدْنَىٰ مِنْهُ  
لَكِنَّهُ يَكُونُ أَوْضَحَ لِكُونِهِ حَسًّا مُشَاهِدًا أَوْ لِكُونِهِ  
مَشْهُورًا فِي وَجْهِ الشَّبَهِ

ترجمہ: یعنی مشبہ بہ کبھی مشبہ کے مساوی ہوتا ہے یا اس سے کم ہوتا ہے البتہ وہ مشاہدہ حسی میں مشبہ سے زیادہ واضح ہوتا ہے یا وجہ شبہ میں زیادہ مشہور ہوتا ہے۔ مشبہ بے کے ادنیٰ ہونے کی مثل اس آیت کریمہ میں ہے۔ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ (الآیۃ) اس کے نور کی مثال اس طاق سی ہے جس میں چراغ ہو۔ یہاں نور الہی مشبہ اور مشکوٰۃ مشبہ بہ ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ چراغ کی روشنی کو نور الہی سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

چنانچہ علماء نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ درود ابراہیمی میں حضور سید الانبیاء ﷺ کے درود پاک کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود پاک سے جو تشبیہ دی گئی ہے وہ وجہ شبہ میں

زیادہ مشہور ہونے کی تشبیہ دی گئی ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود نازل فرمایا تھا جس کی وجہ سے ان کی تعظیم و تکریم تمام امتوں اور ملتوں میں بہت زیادہ مشہور و معروف تھی۔ ردالمحتار میں ہے:

فَإِنَّ تَعْظِيمَ إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ وَاصْخَاحَ بَيْنَ أَهْلِ  
الْمَلَلِ

اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود کو مشبہ بہ قرار دے کر مشبہ یعنی حضور سید المرسلین ﷺ کے درود پاک کو سمجھتے اور جاننے میں سہولت پیدا کی گئی ہے۔ اس وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ درود ابراہیمی میں غیر مشہور کو مشہور سے تشبیہ دی گئی ہے نہ کہ ادنیٰ کو اعلیٰ سے یا ناقص کو کامل سے۔ سرکار کے درود پاک کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ دینے کی ایک دوسری وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ تشبیہ اصل صلوة یعنی نفس درود میں دی گئی ہے جیسا کہ آیت کریمہ ”إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ“ یا ”كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ فِي نَفْسٍ وَحَىٰ أَوْ نَفْسٍ صَوْمٍ فِي دِيَارِكُمْ“ میں ہے نہ کہ قدر و منزلت میں۔ علامہ شامی نے تشبیہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ چونکہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حضور سرور کائنات ﷺ کے آباء میں سے ہیں اور التَّشْبِيهُ فِي الْفَضَائِلِ بِالْآبَاءِ مَرْغُوبٌ فِيهِ ہے یعنی فضائل و مناقب میں آباء سے تشبیہ دینا بہت مرغوب اور محمود ہوتا ہے اس لئے حضور اقدس ﷺ کے درود کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۴)

## فضائل درود و سلام احادیث کی روشنی میں

گزشتہ اوراق میں درود و سلام پڑھنے کی اہمیت و افضلیت پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ اور اس پر کچھ تفسیری فوائد پیش کئے گئے۔ اب ذیل میں درود و سلام کے محامد اور اس کے پڑھنے کے عظیم فوائد کے بارے میں بعض احادیث کریمہ حصول سعادت کے لئے پیش خدمت ہیں:

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا      عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم ص ۸۶)

بشارتِ عظمیٰ:

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی اور نسائی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہوا تو میں نے دیکھا آپ کا چہرہ پر نور ایسا پر مسرت تھا کہ ویسا پر مسرت میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے سرکار اقدس ﷺ سے اس سرور و انبساط کی وجہ دریافت کی تو حضور نے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَمْنَعُنِي وَقَدْ خَرَجَ جِبْرِيْلُ اِنْفَا فَاْتَانِي بِبَشَارَةٍ مِنْ رَبِّي

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي اِلَيْكَ اُبَشْرُكَ اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ

يُصَلِّي عَلَيْكَ اِلَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَوَمَلَا يُكْتَبُ بِهَا عَشْرًا

ترجمہ: اور مجھے اس مسرت میں کیا چیز مزاحم ہو سکتی ہے ابھی

میرے پاس سے جبریل امیں گئے ہیں وہ میرے رب کی جانب سے

یہ خوش خبری لائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے کہ میں آپ کو خوش خبری سناؤں کہ آپ کا جو بھی امتی آپ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔

اسی طرح کی ایک دوسری حدیث حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک دن اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے چہرہ انور سے مسرت کا اظہار ہوتا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا فداک ابی و امی یارسول اللہ آج آپ کے رخ انور پر سرور و انبساط کے نمایاں ہونے کی وجہ کیا ہے؟ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو یہ بات مسرت نہیں پہنچاتی کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کا جو بھی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار سلام بھیجتا ہے۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۹۰)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار مصطفیٰ ﷺ کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے حاضر ہو گیا۔ حضور انور ﷺ نے وہاں نماز ادا فرمائی اور اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کی روح پاک پرواز کر گئی ہے۔ میں اس خیال سے رونے لگا اور قریب جا کر دیکھا۔ سرکار ﷺ نے سجدہ سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ خدا نخواستہ آپ کی روح پر نور پرواز تو نہیں کر گئی۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَاءَنِي جِبْرِيلُ وَاخْبَرَنِي بِأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِي مَنْ سَلَّمَ  
عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ .  
فَسَجَدْتُ شُكْرًا لِلَّهِ

(القول البدیع ص ۱۰۴ نسیم الریاض ج ۳)

میرے پاس جبریل امیں آئے اور مجھے یہ خوشخبری دی اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا اور جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر

رحمت نازل کروں گا۔ پس میں نے اس کے شکرانے میں اتنا طویل سجدہ کیا۔ امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ حضور سرور اصفیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا خداوند قدوس اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گنا ہوں کو معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔

القول البدیع میں طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدائے تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو (۱۰۰) مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ تحریر فرمادیتا ہے یعنی یہ شخص نفاق اور جہنم سے بری ہے۔ وَاسْكَنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَاءِ اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ فرمائے گا۔ حضرت ابن عقبہ بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے جس امتی نے خلوص دل سے مجھ پر ایک بار درود بھیجا خداوند قدوس اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے لئے دس حسنت تحریر فرماتا ہے اور اس کے دس گنا ہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ (القول البدیع ص ۱۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر (۷۰) مرتبہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔

بیکراں رحمت الہی کا نزول:

درود و سلام کی محبوبیت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ خود رب کائنات جل شانہ درود و سلام پڑھنے والے پر اپنی بے شمار رحمتوں کا نزول فرماتا ہے حالانکہ اس کی ایک ہی رحمت ساری خطاؤں کی بخشش کے لئے کافی ہے۔

لغت میں رحمت کے معنی مہربانی کے ہیں اور مہربانی کہتے ہیں طے شدہ اجرت سے زیادہ دینے کو۔ مثلاً ایک مزدور کے دن بھر کی مزدوری دس روپیہ ہے تو مزدور سے پورا دن کام لینے کے بعد اس کو دس روپیہ دینا مہربانی نہیں ہے۔ بلکہ انصاف ہے کیونکہ مذکورہ رقم کا پانا اس کا اپنا حق محنت ہے مہربانی تو یہ ہوگی کہ مزدور کو حق محنت سے زیادہ دیا جائے۔ کتنا زیادہ

دیا جائے اس کے لئے کوئی عدد و پیمانہ معین نہیں ہے۔ یہ کرم کرنے والے کے کرم پر منحصر ہے جتنا چاہے عطا کرے۔ ظاہر ہے جتنا بڑا مہربان ہوگا اتنی ہی بڑی اس کی مہربانی ہوگی۔ اب غور فرمائیے جو رحم الراحمین ہے یعنی سب مہربانوں سے بڑا مہربان بلکہ سب مہربانوں کی مہربانیاں اسی کی عطیہ ہیں پھر بھلا اس کی مہربانی کی عظمت کا اندازہ ہماری کوتاہ عقل کیوں کر لگا سکتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی رحمت بیکراں کا احاطہ الفاظ کے دائرے سے باہر ہے۔ اس کی ایک ہی رحمت ایک ہی مہربانی پوری کائنات کے لئے کافی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب خدا کی ایک ہی رحمت کی وسعت و عظمت کو اعداد و شمار اور معین و مقدار کی حد سے محدود نہیں کیا جاسکتا تو اس کی سینکڑوں رحمتوں کی وسعت و عظمت کو حد و حساب کے دائرے کیسے چھو سکتے ہیں۔ آپ اسی سے درود و سلام پڑھنے والے کی عظیم خوش بختی کا اندازہ لگا لیجئے مزید برآں اس کی خوش بختی یہ ہے کہ خدا کے فرشتے مسلسل اس کے لئے طلب رحمت اور دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا اللَّهُ سُبْحَانَهُ تَعَالَى وَهِيَ هِيَ جَوْكَرِ رَحْمَتِ نَازِلٍ فَرَمَاتَا هِيَ تَمَّ بِرِ  
وہ اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ  
صَلْوَةً صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ فَلْيُقِلِّلْ مِنْ  
ذَلِكَ عَبْدًا أَوْلِيكَ كَثِيرًا

میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے اس وقت تک مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ پس بندہ مومن کو اختیار ہے جتنا چاہے کم بھیجے یا جتنا چاہے زیادہ بھیجے۔  
خوش نصیبی کی معراج:

اس ارشاد پاک سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ بندہ مومن درود شریف کی جتنی کثرت کرے گا اتنا ہی زیادہ اس پر رب کریم کا فیضان و کرم ہوگا اور اتنا ہی زیادہ خدائے

تعالیٰ کی نوری مخلوق اس کے لئے استغفار کرتی رہے گی۔ واضح ہو کہ درود و سلام پڑھنے والے کی فیروز بختی یہیں پر تمام نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی خوش نصیبی کی معراج یہ ہے کہ اس کے لئے خود خالق ارض و سماء اپنے محبوب حضور اکرم شفیع اعظم ﷺ سے دعائے خیر کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(يعتذرون (۱۱) توبہ)

ترجمہ: اور اے محبوب تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔ اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔ بلاشبہ ساری خدائی میں سب سے بڑا خوش نصیب انسان وہی ہے جس کو محبوب خدا ﷺ کی دعائے رحمت کی پشت پناہی حاصل ہو۔

جس سے وہ رُوٹھیں وہ برگشتہ دنیا ہو جائے

اور جس کو وہ چاہیں وہ قطرہ ہو تو دریا ہو جائے

گستاخ رسول کی ذلت و خواری:

واضح رہے کہ جس طرح بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایک بار صلوة و سلام کا نذرانہ پیش کرنے والے پر دس بار خداوند قدوس کی رحمت و مغفرت کا نزول ہوتا ہے بلکہ اس کو بے حساب فضل خداوندی سے حصہ نصیب ہوتا ہے۔ اور وہ رحمت الہی کے سایہ میں دنیا و آخرت میں عزت و وقار کے ساتھ رہتا ہے۔ اسی طرح محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک گستاخی کرنے والے پر خداوند قہار و جبار جل جلالہ کی دس مرتبہ لعنت و پھٹکار پڑتی ہے اور وہ گستاخ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار رہتا ہے۔ بارگاہ رسالت کے مشہور گستاخ ولید بن مغیرہ (ملعون) نے جب حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں بکواس کی اور آپ کو (معاذ اللہ) مجنون کہا تو اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تَطْعُ كُلَّ حَلَاظٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَاعٍ لِلْخَيْرِ

مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتِلٍ مَّ بَعْدَ ذَاكَ زَنِيمٌ ط (سورہ القلم)

ترجمہ: اور اے محبوب ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا

ذلیل، بہت طعنہ دینے والا، بہت ادھر ادھر کی لگاتا پھرنے والا بھلائی

سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گناہ گار درشت خواہ اس پر طرہ  
یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں گستاخِ بارگاہِ رسول کے دس عیوب بیان کئے گئے ہیں۔ جب یہ  
آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے کہا کہ میرے لئے محمد (ﷺ) نے دس باتیں  
بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے نو (۹) کے لئے میں خود جانتا ہوں کہ وہ درحقیقت مجھ میں پائی  
جاتی ہیں۔ البتہ یہ بات کہ میں حرامی بچہ ہوں، اس کے بارے میں صحیح بات تو ہی بتا سکتی ہے۔  
ولید کی ماں نے کہا ہاں یہ بات بھی صحیح ہے تیرا باپ نامرد تھا تو میں نے ایک چرواہے سے منہ  
کالا کر لیا جس کا تو نطفہ ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ (تفسیر خزائن العرفان)

ترجمہ: تو عبرت پکڑو اے عقل والو۔

ایک اشکال کا جواب:

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں درود شریف کے زیادہ ثواب پر  
اس اشکال کا جواب تحریر کیا ہے کہ جب قانونِ الہی مِنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ  
أَمْثَالِهَا کے مطابق ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ملتا ہے پھر اگر درود شریف پڑھنے پر بھی دس ہی  
نیکیاں ملیں تو اس میں درود شریف کی کیا خصوصیت ہے؟ علامہ موصوف اس کے جواب میں  
فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کا ایک ہی بار رحمت نازل فرمانا ایک نیکی پر دس گنا ثواب سے  
ہزار ہا ہزار درجہ زائد ہے بلکہ رب کریم کا اپنے بندے کا ذکر فرمانا ہی چند در چند حسنات سے  
عظیم تر ہے۔ وَذَكَرُ اللَّهُ لِلْعَبِيدِ أَكْثَرَ مِنَ الْحَسَنَةِ مُضَاعَفَةً

اس کے علاوہ دس درجوں کا بلند ہونا۔ دس گنا ہوں کا معاف ہونا۔ دس نیکیوں کا  
اس کے نامہ اعمال میں لکھا جانا اور دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب پانا اس پر مزید  
ہے۔

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا



## شافعِ محشر کا وعدہ شفاعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مِائَةً وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ أَلْفًا وَمَنْ زَادَ صَبَابَةً وَشَوْقًا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ سبحانہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو شخص مجھ پر سو بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار بار رحمت نازل فرمائے گا اور جو شخص محبت و شوق میں اس پر زیادتی کرے گا میں اس کے لئے قیامت کے دن شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (القول البدیع ص ۱۰۳)

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَوَاتٍ  
ترجمہ: یعنی یقیناً قیامت کے دن سب لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہے۔

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض احادیث میں وارد ہے۔ لِيَسْرَدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ لَا أَعْرِفُهُمْ إِلَّا بِكثرةِ صَلَوَاتِهِمْ عَلَيَّ یعنی قیامت کے دن مجھ پر ایک قوم پیش ہوگی جسے میں زیادہ درود و سلام پڑھنے کی وجہ سے پہچان لوں گا۔ اس ارشاد اقدس کا مطلب یہ ہے کہ درود و سلام پڑھنے کی برکت سے ان کی پیشانیاں ایسی منور و مجلیٰ ہوں گی جس سے وہ اہل محشر میں ممتاز و منفرد ہوں گے۔ ترغیب میں علامہ اصفہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَهْوَالِهَا  
وَمَوَاطِنِهَا أَكْثَرَكُمْ عَلَى صَلَاةٍ فِي دَارِ الدُّنْيَا  
ترجمہ: اے لوگو قیامت کے دن اس کی شدت اور ہولناکی سے  
جلدی نجات پانے والے وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر دنیا میں زیادہ  
درود بھیجتے ہیں۔ (القول البدیع ص ۱۲۱)

اور امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور رحمت  
عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يَصُحُّ عَشْرًا وَحِينَ يَمْسِي عَشْرًا  
أَدْرَكْتُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
ترجمہ: جو شخص صبح و شام دس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا قیامت  
کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔

دلائل الخیرات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور جان  
رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لِلْمُصَلِّيِّ عَلَى نُورٍ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ  
مِنْ أَهْلِ النُّورِ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ النَّارِ  
ترجمہ: مجھ پر درود پڑھنے والے کے لئے پل صراط پر نور ہوگا اور  
جس شخص کے پاس صراط پر نور ہوگا وہ دوزخی نہیں ہوگا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین  
شخص قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوں گے:

- 1- وہ شخص جس نے میری امت کے کرب و بے چینی کو دور کیا۔
- 2- وہ شخص جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔
- 3- وہ شخص جس نے مجھ پر درود بھیجا۔ (القول البدیع ص ۱۲۳)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے حضرت موسیٰ علیہ  
السلام کے پاس وحی بھیجی اور اس میں یہ ارشاد فرمایا: يَا مُوسَى اتَّحِبُّ أَنْ لَا يَنَالَكَ مِنْ  
عَطَشِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ إِلَى نَعَمْ قَالَ فَكَثُرَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اے موسیٰ (علیہ السلام) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمہیں پیاس نہ پہونچے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ہاں اے میرے خدا۔ باری تعالیٰ نے فرمایا پھر محمد مصطفیٰ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ (القول البدیع ص ۱۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ آلْفِ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ یعنی جو شخص مجھ پر ہر دن ہزار مرتبہ درود پڑھے گا تو وہ مرنے سے پہلے اپنا جنتی گھر دیکھ لے گا۔ (القول البدیع ص ۱۲۶)

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے گزشتہ رات دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط پر آہستہ آہستہ گھسٹتے ہوئے چل رہا ہے وہ کبھی سرین کے بل گھسٹتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے۔ پس مجھ پر بھیجا ہوا درود آیا اور اس کے ہاتھ کو کر مضبوطی سے پل صراط پر کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گزر گیا۔ (القول البدیع ص ۱۲۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سرکار نے فرمایا میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پل صراط پر اس طرح کانپتا ہے جیسا کہ گردن کی بیماری والا اونٹ کانپتا ہے۔ پس مجھ پر پڑھا ہوا درود آیا اور اس کی کپکپاہٹ دور ہو گئی۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے جس کا ما حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن سیدنا آدم علیہ السلام عرش کے سایہ میں جلوہ افروز ہوں گے اور یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ان کی اولاد میں سے کن لوگوں کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اور کن لوگوں کو جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اچانک وہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ فرشتے حضور شافع محشر ﷺ کے ایک امتی کو دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام حضور سرور کائنات ﷺ کو اس بات کی اطلاع فرمائیں گے۔ سرکار ﷺ یہ اطلاع پاتے ہی بے قرار و بے چین ہو کر تیزی سے اس امتی کے پاس تشریف لے جائیں گے اور فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے اس کے نامہ اعمال کو پھر سے وزن کرو۔ فرشتے عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں بہت کم ہیں۔ فرشتوں کی اس بات کو سن کر سرکار بارگاہ کبریا میں یہ التجا پیش

فرمائیں گے: يَا رَبِّ اَلَيْسَ قَدْ وَعَدْتَنِي اَنْ لَا تَخْزِيَنِي فِيْ اُمَّتِيْ اے میرے رب کریم کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ مجھے میری امت کے بارے میں رسوا نہیں فرمائے گا۔ حضور شفیع المذنبین ﷺ کی اس التجا پر مالک یومِ جزاء جل شانہ ارشاد فرمائے گا اے فرشتوں میرے محبوب کے حکم کی اطاعت کرو۔ چنانچہ اس بندہ عاصی کے نامہ اعمال کو دوبارہ وزن کیا جائے گا اور حضور مونس بیکساں ﷺ کاغذ کا ایک چھوٹا پرزہ اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور وہ شخص جنت کا حقدار ہو جائے گا۔ وہ گناہ گار امتی عرض کرے گا فِدَاكَ نَفْسِيْ وَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ آپ کی صورت و سیرۃ کیسی پیار ہے، مجھ سیاہ کار پر لطف و کرم کی بارش فرمانے والے آقا آپ کون ہیں اور یہ کاغذ کا پرزہ کیسا تھا۔ سرکار فرمائیں گے میں تمہارا نبی عربی ہوں ﷺ وَ هٰذِهِ صَلَاتُكَ الَّتِي كُنْتَ تُصَلِّيْهَا عَلَيَّ اور یہ تمہارا درود ہے جو تم نے مجھ پر بھیجا تھا۔ (القول البدیع ص ۱۲۳)

اسی ن کی ایک حدیث مواہب لدنیہ میں منقول ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

اس قسم کی روایات پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ ایک مرد درود شریف پڑھنے پر اس قدر کثیر ثواب کیوں کر حاصل ہوگا؟ اور ایک چھوٹا سا پرزہ میزانِ عمل کے پلہ کو کیسے جھکا دے گا۔ کیونکہ رب قدرِ جل شانہ کے خزانہ قدرت میں کوئی کمی نہیں ہے اس کی بارگاہِ صمدیت میں ذخائرِ اعمال کی نہیں بلکہ اخلاص و محبت کی قدر و منزلت ہے۔ جتنا زیادہ عمل میں خلوص ہوگا اتنا ہی زیادہ عمل کا وزن ہوگا۔ ترمذی شریف کی مندرجہ ذیل حدیث اس امر پر نص صریح ہے۔

حدیث البطاقہ:

حضرت اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے لے گا اور اس کے سامنے نازدے (۶۹) رفتہ رفتہ لکھے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ تو ان اعمال ناموں سے کسی کا انکار کرتا ہے۔ کیا میرے ان فرشتوں نے، جو اعمالِ خیر و شر لکھنے پر متعین تھے، تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے؟ (یعنی کوئی گناہ بغیر کئے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہے) وہ عرض کرے گا نہیں اے میرے رب، پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ تیرے پس ان

بد اعمالیوں کا کوئی عذر ہے۔ وہ عرض کرے گا اے رب کریم کوئی عذر نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے۔ آج تجھ پر کچھ ظلم نہیں ہے۔ پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ لکھا ہوگا۔ رب کریم ارشاد فرمائے گا کہ جا اس کو وزن کرالے۔ وہ عرض کرے گا۔ اے رب کریم اتنے عظیم دفتروں کے مقابلہ میں یہ معمولی پرزہ کیا کام دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا۔ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ فَتَوْضَعُ السِّجِلَاتُ فِي كَفَّةٍ وَ الْبَطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَاتُ وَ تَقَلَّتْ الْبَطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اللهِ شَيْءٌ (ترمذی شریف)۔

پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسری طرف وہ پرچہ ہوگا تو دفتروں والا پلڑا اس پرزہ کے وزن کے مقابلہ میں اڑنے لگے گا۔ پس اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بصراحت معلوم ہوگئی کہ خلوص و للہیت سے ایک مر پڑھے ہوئے کلمہ شہادت کا ثواب منہائے نظر تک (جہاں تک گناہ پہنچ سکے) پھیلے ہوئے بڑے بڑے دفتروں کے وزن پر غالب آجائے گا۔ غور فرمائیے جب یہ عظیم ثواب کلمہ شہادت کی بااخلاص تسبیح پر ہے جس کو صرف بندے نے کیا اور اس کے اس فعل میں نہ تو اللہ تعالیٰ شریک رہا اور نہ ہی اس کے ملائکہ شامل رہے تو پھر خلوص و محبت کے ساتھ بھیجے گئے۔ درود و سلام کے اجر عظیم اور ثواب کثیر کے بارے میں کیونکر شبہ کیا جاسکتا ہے جبکہ بندوں کے درود و سلام بھیجنے کے عمل میں خود باری تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی شامل رہتے ہیں۔

## کثرتِ درود جملہ مشکلات و مہمات کا حل ہے

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا      عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
عَنْ اَبِي بِن كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّي اَكْثَرُ الصَّلَاةَ  
عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَوَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ  
الرُّبْعُ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفُ  
قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ

مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ  
صَلَوَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا تَكْفَى هَمُّكَ وَيَغْفِرُ (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ  
میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ پر  
کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں تو اپنے لئے دعا کرنے کے مقابلے  
میں آپ کے لئے کتنی مقدار میں درود شریف پڑھنا مقرر کروں۔ سرکار  
نے فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک چوتھائی۔  
سرکار نے فرمایا جتنا چاہو۔ اگر وہ زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔  
میں نے عرض کیا آدھا۔ سرکار نے فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو  
تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی۔ حضور نے ارشاد  
فرمایا تجھے اختیار ہے جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور  
زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر تو میں اپنی تمام  
دعاؤں کے بدلے میں آپ ﷺ پر درود ہی بھیجوں گا۔ حضور اقدس  
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تب تو تیری ساری فکروں کی کفایت کی جائے  
گی۔ اور تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس ارشاد پاک میں حضور سید عالم ﷺ نے درود پڑھنے کے لئے نہ کوئی تعداد  
مقرر فرمائی اور نہ ہی رات و دن میں سے کسی وقت کا تعین فرمایا بلکہ اور ادو وظائف کے تمام  
اوقات میں درود شریف پڑھنے کو دنیا اور آخرت کی جملہ مشکلات و مہمات کو دور کرنے کے  
لئے اکسیر اعظم اور جرم و خطا کی مغفرت کے لئے وسیلہ عظمیٰ بتایا تو اس حدیث پاک کا مفاد یہ  
ہوا کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد اور اس کے علاوہ دوسرے اوقات جس میں دعائیں پڑھی  
جاتی ہیں بجائے اپنے لئے دعا مانگنے کے صرف حضور جان رحمت ﷺ پر درود و سلام کا پڑھنا  
افضل و بہتر ہے۔ پس جو شخص آپ ﷺ پر اپنی دعا کے سارے اوقات میں درود و سلام بھیجے  
گا وہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں سے مالا مال ہو جائے گا اور بغیر مانگے بارگاہ الہی سے ہر  
بھلائی کو پائے گا۔ کیونکہ درود و سلام کا پڑھنا اللہ و رسول کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب و  
مرغوب ہے لہذا اس کے ورد کرنے والے پر اس کی دعا سے کئی گناہ زیادہ انوار الہی اور

برکاتِ خداوندی کا نزول ہوگا۔ نسیم الریاض میں ہے:

فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُصَلِّي عَلَيْهِ أَضْعَافَ صَلَوَاتِهِ فَيُنَالُ كُلَّ خَيْرٍ

مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۹۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ درود پڑھنے والے پر کئی گنا زیادہ اپنی رحمت کو نازل فرماتا ہے۔ پس درود پڑھنے والا بغیر مانگے بارگاہِ الہی سے ہر بھلائی پالیتا ہے۔

علامہ سخاوی ارشاد فرماتے ہیں کہ درود شریف ذکر خدا جل جلالہ اور تعظیم

مصطفیٰ ﷺ دونوں پر مشتمل ہے تو یہ حقیقت میں اس حدیث قدسی کی طرح ہے:

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْئَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ

السَّائِلِينَ

ترجمہ: جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے دعا مانگنے میں مانع ہو میں اس کو

دعا مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔ (القول البدیع ص ۱۳۹)

یہ ہے کہ جس طرح ذکرِ الہی میں مشغول رہنے والے کو مولائے کریم اپنی

شانِ کریمی سے بغیر مانگے مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح اپنی دعا کے

بدلے میں درود شریف پڑھنے والے کو بھی بغیر طلب کے دونوں جہاں کی نعمت و عظمت عطا

فرماتا ہے۔

علماء دین تحریر فرماتے ہیں کہ بندہ مومن جب اپنی رغبت اور چاہت کو مرضی مولیٰ

پر قربان کر دیتا ہے تو رحمتِ الہی پکاراٹھتی ہے۔ مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ جو شخص اللہ تعالیٰ

کا ہو رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی کفایت فرماتا ہے۔

حضرت سیدی شاہ الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان مدارج النبوة میں

تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت فقیر (شاہ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کو حضرت شیخ الوہاب

متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کے مبارک سفر کے لئے رخصت فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ تم یاد

رکھو کہ اس سفر میں بعد ادا کے فرائض نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے سے بلند تر کوئی

عبادت نہیں ہے۔ جب حضرت شیخ الوہاب سے درود پاک پڑھنے کی تعداد دریافت کی گئی

تو ارشاد فرمایا یہاں کوئی تعداد معین ہی نہیں ہے۔ جتنا ہو سکے پڑھو اس سے رطب اللسان رہو

اور اسی کے رنگ میں رنگ جاؤ۔

حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر حاضری کے علاوہ اوقات میں حضرت شیخ موصوف فرمایا کرتے تھے کہ روزانہ ایک ہزار مر درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اگر اتنا نہ ہو سکے تو کم از کم پانچ سو مر پڑھنا چاہئے گویا ہر نماز کے بعد سو (۱۰۰) مر درود شریف پڑھنا چاہئے۔

## درود و سلام لکھنے پر اجر بے پایاں

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا      عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ  
مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ  
مَا بَقِيَ اسْمِي فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا کسی کتاب میں (یعنی کتاب میں لکھے گا) فرشتے ہمیشہ اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

۱ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی کتاب میں حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک تحریر کرنے کے بعد درود شریف ﷺ وغیرہ لکھا تو اس نے ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا اور جس کسی نے اسلام میں کوئی طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لئے حدیث شریف میں یہ خوش خبری آئی ہے:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ

عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ

ترجمہ: یعنی جس شخص نے اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کیا تو اس کو رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی ثواب ملے گا جو بعد میں اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے۔



اس حدیث کی روشنی میں مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ درود شریف لکھنے والے کو اس درود کے لکھنے کا اور اس کے تمام پڑھنے والوں کے پڑھنے کا بے شمار اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ کیونکہ اس کا لکھنا ہی ان سب کے پڑھنے کا سبب ہے۔ نسیم الریاض میں ہے:

قَلَّ أَجْرُهُ وَأَجْرُ مَنْ قَرَأَهُ أَجْرًا غَيْرَ مَقْطُوعٍ وَلَا مَمْنُونٍ

ترجمہ: یعنی اس کو درود لکھنے کا ثواب اور اس کے پڑھنے والوں کا

نہ ختم ہونے والا ثواب ملے گا۔ اسی کی صدیق اکبر رضی اللہ

سے یہ حدیث مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَتَبَ عَنِّي عِلْمًا

فَكَتَبَ مَعَهُ صَلَوَاتٍ عَلَيَّ لَمْ تَزَلْ فِي آخِرِ مَا قُورِي ذَالِكَ

الكِتَابُ (القول البدیع ص ۲۵۱)

ترجمہ: سرکار نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ سے متعلق کوئی علمی چیز

لکھے اور اس کے ساتھ درود شریف بھی تو اس کا ثواب جب تک کتاب

پڑھی جائے گی ملتا رہے گا۔

اسی طرح کی ایک دوسری حدیث حضرت سیدنا اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے

بھی مروی ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن

محدثین حاضر ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں دو اتیں ہوں گی (جن سے وہ احادیث نقل

فرماتے تھے) خداوند عالم ان سے ارشاد فرمائے گا: طَالَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُبُونَ الصَّلَاةَ

عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوا إِلَى الْجَنَّةِ (القول البدیع ص ۲۵۱)

تم سب میرے نبی پر کثرت سے درود لکھا کرتے تھے۔ جاؤ جنت میں داخل ہو

جاؤ۔ ۱

کتابتِ درود سے متعلق ایک خواب:

حضرت حسن بن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضرت امام

احمد بن حنبل رضی اللہ کی زیارت ہوئی تو مجھ سے امام صاحب نے فرمایا: لَوْرَأَيْتَ صَلَاةَ

تِنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِتَابِ كَيْفَ يَزُهْوُ بَيْنَ أَيْدِينَا كَأَشِ

یہ دیکھتا کہ نبی اکرم ﷺ پر کتابوں میں ہمارا درود لکھنا ہمارے سامنے کیسا نورانی منظر پیش کرتا ہے۔

(القول البدیع ص ۲۵۲)

حضرت ابو الحسن میمون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابو علی حسن رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا ان کے ہاتھوں کی انگلیوں کے اوپر کوئی چیز سنہرے رنگ یا زعفرانی رنگ میں لکھی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے مشفق استاد سے پوچھا آپ کی انگلیوں پر ایک خوش کن تحریر دیکھتا ہوں، وہ کیا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا یہ رسول کریم ﷺ پر درود پاک لکھنے کی برکت ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے ایک دوست کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا مولائے کریم جل شانہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے بتایا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ مولیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے ان سے پوچھا کس عمل خیر کی وجہ سے تمہیں یہ نعمت ملی۔ انہوں نے کہا:

كُنْتُ اَكْتُبُ الْحَدِيثَ فَاِذَا جَاءَ ذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَتَبْتُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: میں حدیث مبارک لکھا کرتا تھا تو جب بھی سرکار کا نام اقدس آتا تو میں اس پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیا کرتا تھا۔

(القول البدیع ص ۲۵۲)

حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور حضور کے نام اقدس کے ساتھ صرف ﷺ لکھتا تھا۔ ایک رات میں خواب میں دولت دیدار سے سرفراز ہوا تو سرکار نے ارشاد فرمایا:

مَا لَكَ لَا تَتِمُّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ كَمَا بَاتَ هِيَ تَمُّ مَجْهُدًا  
پھر میں نے ہمیشہ کے لئے نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا التزام کر لیا۔

(القول البدیع ص ۲۵۷)

ان ارشادات و واقعات سے نام اقدس کے ساتھ درود شریف لکھنے اور پڑھنے کی اہمیت پوری طرح واضح ہے۔ لہذا مومن کی بخت آوری یہ ہے کہ جب بھی حضور سید عالم ﷺ

کا نام مبارک لے یا لکھے تو پورا درود لکھنے اور پڑھنے میں ہرگز ہرگز کوئی تباہی نہ کرے۔ اگر بار بار اسم مبارک لکھے تو ہر بار پورا درود صلی اللہ علیہ وسلم لکھے۔ کابلوں اور گنواروں کی طرح صلعم وغیرہ الفاظ سے صرف اشارہ نہ کرے۔ حضرات فقہا کرام درود شریف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے دو یا چار حرف لکھنے کو مکروہ بتاتے ہیں۔

سیدی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَيُكْرَهُ أَنْ يُرْمَزَ لِلصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَطِّ بِأَنْ يُقْتَصَرَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْحَرْفَيْنِ هَكَذَا عَمُ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ كَمَنْ يَكْتُبُ صَلَعَمَ يَشِيرُ بِهِ إِلَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُكْرَهُ حُذْفُ وَاحِدٍ مِنَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ وَالْأَقْتِصَارُ عَلَى أَحَدِهِمَا

(روح البیان سورہ احزاب)

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے لئے تحریر میں اشارہ کرنا یعنی درود شریف کو دو حرفوں اقتصار کرنا جیسے عم اسی طرح صلعم لکھ کر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے اور درود و سلام میں سے کسی ایک کو حذف کرنا اور کسی ایک پر اختصار کرنا بھی مکروہ ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُرْمَزَ بِالصَّلَاةِ كَمَا يَفْعَلُهُ الْكُسَالَى وَالْجُهْلَةُ وَعَوَامُّ الطَّلَبَةِ فَيَكْتُبُونَ صُورَةَ صَلَعَمَ بَدَلًا مِنْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (القول البدیع ص ۲۵۰)

یعنی یہ مناسب نہیں ہے کہ درود پاک کے لئے صرف اشارہ کرے جیسا کابل اور گنوارہ اور عام طلباء (حدیث) کرتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ صلعم وغیرہ لکھتے ہیں:

وَنَسَأُ اللَّهَ الرَّحْمَنَ أَنْ يَلْهَمَنَا الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِهِ الْمُجْتَبَى وَحَبِيبِهِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا أَذْكَرَ خَطَاً وَنَقْطَاً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

كَثِيرًا كَثِيرًا آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

درود و سلام پڑھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ

حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّمَ عَشْرًا فَكَانَ مَاءًا  
اَعْتَقَ رَقَبَةً

ترجمہ: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہا) تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۹۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور شاہِ مرسلان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کو دس (۱۰) نیکیاں عطا فرمائے گا اور دس خطائیں معاف فرمادے گا۔ دس درجے بلند فرمائے گا اور دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ (القول البدیع ص ۱۰۸)

سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ:

حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے مٹانے میں آگ کو بجھانے والے ٹھنڈے پانی سے زیادہ موثر ہے اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام پیش کرنا غلام کے آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ اور آپ کی محبت جان سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۹۹)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے مٹانے میں آگ کو بجھانے والے ٹھنڈے پانی سے زیادہ موثر ہے اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے اور آپ کی محبت جان سے زیادہ پیاری ہے۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۹۴)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد مبارک کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ حضور محبوب کبریٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرنا غلام کے آزاد کرنے سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں غلام آزاد کرنے کا ثمرہ یہ بیان فرمایا گیا ہے:

مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِنْهَا عَضْوًا مِنْهُ حَتَّى  
الْفَرْجِ بِالْفَرْجِ یعنی جس شخص نے غلام آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ غلام  
کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ یہاں  
تک کہ غلام کی شرم گاہ کے بدلے میں اس کی شرم گاہ کو آزاد فرمائے  
گا۔ جبکہ رسول مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام بھیجنے پر یہ اعزاز و  
اکرام بخشا گیا ہے کہ خود مولائے کریم جل جلالہ سلام بھیجنے والے پر  
دس مرتبہ سلام و رحمت نازل فرماتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلام آزاد کرنے کا مفاد حصولِ جنت ہے اور سلام بھیجنے کا  
مفاد نزولِ رحمت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پروردگارِ عالم کا نزولِ رحمت فرمانا کروڑوں  
خَلدِ بریں سے افضل و اشرف ہے۔

## غرباء کو نوید مسرت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ  
تَكُنْ عِنْدَهُ صِدْقَةٌ فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ  
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَيَّ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ فَانْهَا زَكَاةٌ وَقَالَ  
لَا يَشِيْعُ الْمُؤْمِنُ خَيْرًا حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَى الْجَنَّةِ

(القول البدیع ص ۱۲۷)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو اس کو چاہئے یوں دعا مانگا کرے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ پس یہ دعا اس کے لئے زکوٰۃ ہے اور مومنین کا شکم کسی خیر سے نہیں بھرتا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: صَلُّوْا عَلٰی فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلٰی زَكٰوٰةٍ لَّكُمْ  
مجھ پر درود بھیجا کرو اس لئے کہ مجھ پر درود بھیجنا بلاشبہ تمہارے لئے زکوٰۃ (صدقہ) ہے۔

سیدنا مولیٰ علیؑ سے حضور کا یہ ارشاد گرامی مروی ہے:  
صَلَاتُكُمْ عَلٰی مُحَرَّرَةٍ بِدُعَائِكُمْ وَمَرْضَاةٍ لِّرَبِّكُمْ وَزَكٰوٰةٍ  
لِّاَعْمَالِكُمْ  
ترجمہ: تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے اور تمہارے رب کی خوش نودی کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے۔

حضرت عبداللہ بن جرادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول رحمت ﷺ پر درود بھیجنا بیس جہادوں کے برابر ہے۔ بعض آئمہ دین نے بارگاہ اقدس میں درود و سلام بھیجنے کو صدقہ سے افضل بتایا ہے۔ اور افضل ہونے کی وجہ یہ تحریر فرمائی ہے کہ صدقہ ایک ایسا فریضہ ہے جو صرف عالم انسانیت پر فرض ہوا ہے اور ان کے اس عمل میں نہ باری تعالیٰ شامل ہے اور نہ ہی اس کی نوری مخلوق لیکن نبی رحمت ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ایسا محبوب فریضہ ہے جس کو بندوں پر فرض کرنے کے علاوہ خود باری تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں۔

## قلب و نظر کی ٹھنڈک

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا عَرَجَ بِهَا مَلَكٌ حَتَّى يَنْحِي بِهَا وَجْهَ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولُ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذْ هَبُوبُهَا إِلَى قَبْرِ عَبْدِي تَسْتَغْفِرُ لِقَائِلِهَا وَتَقْرُبُهَا عَيْنُهُ

ترجمہ: حضور جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو لے جا کر بارگاہِ الہی میں پیش کرتا ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے کی قبر کے پاس لے جاؤ یہ اس کے لئے استغفار کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔ (القول البدیع ص)

افضل الصلوٰۃ میں ہے کہ درود و سلام پڑھنے والے کے لئے قبر میں نور بکھر جاتا ہے۔  
روح البیان میں حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد پاک منقول ہے:

من صل واحدًا أمر الله حافظه ان لا يكتب عليه ثلاثة ايام ترجمہ: جو شخص ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے خداوند عالم نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ تین دن تک اس درود پڑھنے والے کا کوئی چھوٹا گناہ نہ لکھیں۔ (روح البیان سورہ احزاب)  
درود پاک اور دیگر اعمال خیر کے عظیم فوائد:

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے درود و سلام کے پڑھنے پر عالمِ آخرت میں عظیم فوائد و ثمرات کے ملنے پر مختلف روایات کو نقل فرمایا ہے۔ جن میں سے بعض ماسبق میں مذکور ہوئی ہیں۔ ایک طویل حدیث کا اقتباس مندرجہ ذیل ہے جس میں درود پاک کے علاوہ دوسرے اعمال خیر کے فوائد کا بھی ذکر ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور دریائے رحمت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گزشتہ رات میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا اس کے پاس ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے آیا تو والدین کے ساتھ حسن سلوک آیا اور ملک الموت کو لوٹا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس پر عذاب قبر مسلط ہوا تو اس کا وضو آیا اور اس کو عذاب قبر سے چھٹکارا دلا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کو شیاطین نے گھیر لیا۔ پس اس کا ذکر الہی آیا اور ذاکر کو شیاطین کے نرغہ سے نکال لیا۔ ایک امتی کو دیکھا پیاس کی شدت سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ جب حوض کے قریب جاتا ہے تو اسے پانی پینے سے روک دیا جاتا ہے۔ پس اس کا روزہ آیا اور اس کو سیراب کر دیا۔ ایک امتی کو دیکھا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حلقہ وار تشریف فرما ہیں اور یہ جب ان کے قریب جاتا ہے تو دھتکار دیا جاتا ہے۔ پس اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پہلو میں بٹھا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ پس اس کا حج و عمرہ آیا اور اس کو روشنی میں پہنچا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا وہ مومنین سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن اہل ایمان اس سے کلام نہیں کرتے۔ پس اس کی صلہ رحمی کا عمل آیا اور کہا اے جماعت اس سے کلام کرو۔ یہ اپنے عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرتا تھا۔ پس مومنین نے اس سے سلام و مصافحہ کیا۔ ایک امتی کو دیکھا جو نار جہنم کی تپش اور اس کے شراروں سے اپنے چہرے کو بچاتا ہے۔ پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے چہرے اور نار جہنم کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو گیا اور اس کے سر پر سایہ فگن ہو گیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کو دوزخ کے سپاہی گھیرے ہوئے ہیں۔ پس اس کے کام امر بالمعروف (بھلائی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) آیا اور اس کو عذاب کے فرشتوں سے چھٹکارا دلا کر رحمت کے فرشتوں کو سونپ دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کا نامہ اعمال بائیں جانب رکھا گیا۔ پس اس کے پاس اس کا خوف الہی آیا اور اس کے نامہ اعمال کو دائیں طرف کر دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کو جہنم میں ڈال دیا گیا۔ پس اس کا خشیت الہی میں نکلا ہوا آنسو آیا اور اس کو جہنم سے نکال لیا۔ ایک امتی کو دیکھا وہ دوزانو بیٹھا ہے اس کے اور خلاق کائنات کے درمیان حجاب ہے۔ پس میری محبت آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ خداوندی میں داخل کر دیا۔ ایک امتی کو دیکھا وہ پس صراط پر بیمار اونٹ کی طرح کانپتا ہے پس مجھ پر بھیجا ہوا درود آیا اور اس کی کپکپی کو دور کر دیا۔

علامہ سخاوی نے شیخ عارف ابو ثابت محمد بن عبد الملک دیلمی کے واسطے سے تحریر



فرمایا کہ یہ حدیث اگرچہ محدثین کے نزدیک غریب ہے لیکن اس میں مذکور اکثر احوال و وقائع کی صحت کا علم یقیناً بطریق کشف حاصل ہو گیا ہے۔ القول البدیع کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

لَارَيْبَ حَصَلَ لَهُ الْعِلْمُ الْقَطْعِي بِصِحَّتِهِ مِنْ طَرِيقِ  
الْكَشْفِ فِي كَثِيرٍ مِّنْ وَقَائِعِهِ وَأَحْوَالِهِ

(القول البدیع ص ۱۲۶)

## صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ شفاعت

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ  
النِّدَاءِ أَللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ  
أَبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَابْعَثْهُ مَقَامًا  
مَّحْمُودًا فِي الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص نے

اذان سننے کے بعد اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة  
القائمة اب سيدنا محمد بن الوسيلة والفضيلة وابعثه  
مقاما محمودا في الذي وعدته حلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کے دن میری شفاعت واجب ہوگی۔ (رواہ البخاری)

مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم مؤذن کی آواز سنو تو تم وہی کہو جو وہ کہتا ہے اور مجھ پر درود بھیجو۔ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ جنت میں وہ مقام ہے جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے اور نہ کسی کو زیب دیتا ہے خدا کے بندوں سے بجز ایک بندے کے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں لہذا جو کوئی میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگے گا تو

اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھا کرو تو میرے لئے وسیلہ کی دعا بھی مانگا کرو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وسیلہ کیا چیز ہے؟ سرکار نے ارشاد فرمایا۔ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک بندہ خدا کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ (القول البدیع ص ۱۸۹)۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور متعدد صحابہ کرام مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی احادیث کو نقل کیا ہے۔

ان ارشادات عالیہ میں وسیلہ سے مراد تقرب الہی کا وہی درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے اور جو صرف حضور سید المرسلین ﷺ کو عطا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

فَإِنَّهَا دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا عَبْدٌ وَاحِدٌ وَارْجُو مِنْ  
اللَّهِ أَنْ يَكُونَ هُوَ آنَا (روح البیان سورہ مائدہ)

وسیلہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک بندہ خدا کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔  
وسیلہ کی تحقیق:

لغت میں وسیلہ کا معنی ہے: مَا يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الشَّيْءِ وَيُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَيْهِ  
(لسان العرب)

یعنی جس چیز کے ذریعہ کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ (ضیاء القرآن)

اور قرآن کریم کی آیت کریمہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (سورہ مائدہ)  
ترجمہ: اور تلاش کرو اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ۔ میں آئمہ مفسرین کے  
دو قول ہیں:

1- وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ منزلت کا نام ہے اور وہی مقام حضور اکرم ﷺ کی سکونت کا ہے۔ وہ عرش اعظم سے بہت قریب ہے۔

2- والوسيلة كل ما يتقرب به (کشاف) وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے تقرب الہی حاصل کیا جاتا ہو۔ وہ اعمالِ صالحہ ہوں یا مقربانِ بارگاہِ خدا۔ وسیلہ دونوں کو شامل ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ آیتہ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَاعْلَمُوا أَنَّ الْآيَةَ الْكُرِيمَةَ صَرَخَتْ بِالْأَمْرِ بِاتِّغَاءِ الْوَسِيلَةِ  
وَلَأَبَدًا مِنْهَا الْبَتَّةُ فَإِنَّ الْوُصُولَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لَا يَحْضُلُ إِلَّا  
بِالْوَسِيلَةِ وَهِيَ عُلَمَاءُ الْحَقِيقَةِ وَمَشَائِخُ الطَّرِيقَةِ

(روح البیان سورہ مائدہ ج ۲ ص ۳۸۸)

جان لو بلاشبہ آیتہ کریمہ نے وسیلہ طلب کرنے کے لئے حکم کو واضح کر دیا اور یقیناً وسیلہ ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تک رسائی بغیر وسیلہ کے حاصل نہ ہوگی اور وسیلہ سے مراد علماء حقیقت اور مشائخ طریقت ہیں۔

وسیلہ کا فائدہ:

علمہ موصوف وسیلہ کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ بِالنَّفْسِ يَزِيدُ فِي وُجُودِهَا وَأَمَّا الْعَمَلُ وَفِيقَ  
إِشَارَةِ الْمُرْشِدِ وَدَلَالَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ فَيَخْلَصُهَا مِنَ  
الْوُجُودِ وَيَرْفَعُ الْحِجَابَ

ترجمہ: یعنی اپنے نفس کے مطابق عمل کرنے میں نفس وجود زیادہ ہوتا ہے اور مرشد کے ارشاد کے موافق اور حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم السلام والرضوان کی رہنمائی کے مطابق عمل کرنے سے نفس کا وجود ختم ہو جاتا ہے اور پردہ ہٹ جاتا ہے اور طالب رب العالمین کی بارگاہِ قرب میں پہنچ جاتا ہے۔

اسی ضمن میں صاحبِ روح البیان نے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا

مندرجہ ذیل بصیرت افروز واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

## شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت افروز واقعہ:

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ پہاڑ کی کھوہ میں گوشہ نشین ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ آج یا کل خدا کی معرفت کا دروازہ کھلے گا۔ ایک دن اچانک ایک صاحب جاہ و جلال بزرگ تشریف لائے۔ ان کی نورانی صورت سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ میں نے ان سے عرض کیا آپ کا مزاج مبارک کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا ان کی حالت کیسی ہوگی جو کہتے ہیں کہ آج یا کل خدا کی قربت کا دروازہ کھلے گا۔ اے نفس کیوں نہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس کی خوش نودی کے لئے کرتا۔ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ اس عارف باللہ کی یہ بات سن کر ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے اور صدق دل سے بارگاہِ الہی میں تائب ہوئے اس کے بعد ہی ہم پر معرفتِ الہی کا دروازہ کھل گیا۔ (روح البیان سورہ مائدہ)

حضرت شاہ ولی اللہؒ آیتہ مذکورہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعتِ مرشد ہے۔ (قول جمیل)

علامہ پیر کرم شاہ صاحب مدظلہ العالی آیتہ مذکورہ کے ماتحت وسیلہ کی توضیح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے۔ دل میں یادِ الہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کالمین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں ہزاروں کوس کی مسافت کو پا پیادہ طے کیا ہے اور ان کی رہنمائی اور دستگیری سے آسمانِ معرفت و حکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے ہیں۔

قطع ایں مرحلہ بے ہمریٰ خضر کن  
ظلمات است بترس از خطر گمراہی  
مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم  
تا غلام شمس تبریزی نشد  
(رومی علیہ الرحمۃ)

دم عارف نسیم صبح دم ہے اس سے ریشہ متنی میں نم ہے  
 اگر کوئی شعیب آئے میر شبنی سے کلیسی دو قدم ہے  
 (علامہ اقبال)

### مقام محمود:

مقام محمود کے بارے میں آئمہ مفسرین کے چند اقوال ہیں: بعض حضرات نے فرمایا اس سے مراد شفاعتِ عظمیٰ ہے اس لئے کہ وہ ایسا مقام بلند ہے جہاں ساری خدائی آپ کی تعریف و توصیف کرے گی۔

تفسیر ضیاً القرآن میں ہے کہ خود نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے: **هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أَشْفَعُ فِيهِ لِأُمَّتِي** یہ وہ مقام ہے جہاں سے میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ (ضیاً القرآن، سورہ نبی اسرائیل) علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب نے علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین کے واسطے سے یہ نقل فرمانے کے بعد کہ "حضور شافع صلی اللہ علیہ وسلم پانچ قسم کی شفاعتیں فرمائیں گے" یہ تحریر فرماتے ہیں کہ خود سوچئے جس کا دامن کرم سب کو ڈھانپنے ہوگا جس کی محبوبیت کا ڈنکا ہر جگہ بج رہا ہوگا۔ جس کی جلالتِ شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی ایسے میں کون سادل ہوگا جو اس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے اور کون سی زبان ہوگی جو ان کی تعریف و توصیف میں زمرہ سنج نہ ہوگی۔

### وہم کا ازالہ:

مذکورہ روایات سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ حضور پر نور فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اس اعلیٰ مقام (وسیلہ و مقام محمود) پر نزول اجلال فرمانا امت مسلمہ کی دعا پر موقوف ہے۔ القول البدیع میں ہے:

إِنَّ طَلَبَنَا أَيَّهَا لَهٗ عَادَةٌ عَلَيْنَا بِأَمْثَالِ مَا أَمَرْنَا بِهِ مِنْ جِهَةِ  
 الْكُرَيْمَةِ وَهَذَا نَحْوُ صَلَاتِنَا وَسَلَامِنَا عَلَيْهِ

(القول البدیع ص ۱۸۷)

یعنی سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلہ طلب کرنے کا ثواب ان کے ارشادِ عالی کی اطاعت کرنے کی بناء پر ہمیں کو حاصل ہوتا ہے اور یہ ان پر درود و سلام بھیجنے کی طرح ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم درود شریف میں رب کریم کی بارگاہ میں حضور اقدس ﷺ کے لئے نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اس کا ثمرہ بے شمار رحمت و غفران کی صورت میں ہمیں کو ملتا ہے اسی طرح سرکار کے لئے وسیلہ طلب کرنے کا ثواب جزیل بھی رضائے مولیٰ اور شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں ہمیں کو ملے گا۔

حضرت سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب یہ بات مسلم ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ عبودیت کے اعتبار سے اعظم خلاق ہیں اور عرفانِ باری تعالیٰ میں ساری مخلوق سے عارف تر ہیں اور خشیتِ الہی میں سب سے بڑھ کر ہیں اور محبتِ الہی میں سب سے زیادہ محبوب ہیں تو یقیناً آپ کی منزل تمام منازل میں عظیم تر ہوگی۔ اور جنت میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ ہوگا۔ لہذا حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے جو کمالات اور اعلیٰ درجات رکھے ہیں اور جن کا وعدہ فرمایا ہے وہ امت مسلمہ کی دعا و سوال پر موقوف نہیں ہے بلکہ ان کی اس دعا کا فائدہ بھی انہیں کو پہنچے گا۔ جس طرح کہ حضور اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے والے کو ایک کے بدلے میں خدا کی دس رحمتیں ملتی ہیں یہی صورتِ حال وسیلہ میں بھی ہے کہ اس دعا اور سوال کرنے والے کو ثواب جزیل قربِ خداوندی۔ زیادتی ایمان۔ رضائے مولیٰ اور شفاعتِ رسول حاصل ہوگی۔

سید الایام جمعہ کے دن حضور سید الانام

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت

صَلُّوْا عَلَیْهِ كُلَّ لَیْلَةٍ جُمُعَةٍ

صَلُّوْا عَلَیْهِ عَشِیًّا وَصَبَاحًا

صَلُّوْا عَلَیْهِ كُلَّمَا ذَكَرَ اسْمُهُ

فِی كُلِّ حَیْنٍ غَدُوَّةً وَرَوَاحًا

حضور خیر الانبیاء روحی فداه ﷺ پر ہر دن اور ہر رات میں درود و سلام کا پڑھنا

نہایت مستحسن ہے بالخصوص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں اور بھی زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ

جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات ہفتہ کے پورے دنوں اور راتوں میں سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہیں اور اس دن خاص طور پر امت کا درود و سلام بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا جاتا ہے اور شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَكْثَرُ مِنَ السَّلَامِ عَلَى نَبِيِّكُمْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَإِنَّهُ يُوتَى بِهِ مِنْكُمْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ

ترجمہ: ہر جمعہ کو اپنے نبی پر کثرت سے درود و سلام بھیجا اس لئے کہ تمہارا درود و سلام سرکار کی بارگاہ میں ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْثَرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَافِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں کثرت سے درود بھیجو۔ جو شخص ایسا کرے گا میں قیامت کے دن اس کا نگہبان یا شفیع ہوں گا۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْثَرُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ كَانَ أَقْرَبَهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۰۰)

ترجمہ: مجھ پر جمعہ کے دن خوب زیادہ درود بھیجا کرو اس لئے کہ میری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پس جو شخص میرے لئے سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا وہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

حضرت سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ صحیح حدیث

میں وارد ہے: أَكْثَرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ جمعہ کے دن

اور جمعہ کی رات میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجو (مدارج البوۃ)

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلیٰ نے حضرت حسن و خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الْغُرَاءِ وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ فَإِنْ  
صَلَّوْا تَكْمُ تُعْرَضُ عَلَيَّ

ترجمہ: مجھ پر روشن رات (جمعرات) اور روشن ترین دن (جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

ان ارشادات عالیہ میں جمعرات اور جمعہ کے دن کثرت سے درود و سلام پیش کرنے کا حکم صریح موجود ہے۔ سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن کثرت سے درود و سلام بھیجنے کی خصوصیت یہ ہے کہ جمعہ کا مبارک دن بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود و سلام پیش ہونے اور قبول ہونے کا موجب ہے اور حضور سید المرسلین ﷺ کی خوش نودی حاصل ہونے کا سبب ہے اور یہی دنیا و آخرت میں مومن کی عظیم پونجی ہے۔ مواہب لدنیہ کے حوالہ سے مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن میں حضور اقدس ﷺ پر درود و سلام بھیجنے میں ایک خاص مناسبت یہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سید انام یعنی ساری مخلوق کے سردار ہیں اور جمعہ کا دن سید الايام یعنی تمام دنوں کا سردار ہے لہذا یہ دن درود و سلام بھیجنے میں جو خاص مناسبت رکھتا ہے وہ دوسرے دنوں کو حاصل نہیں ہے۔

جمعہ کے دن کثرت سے درود و سلام بھیجنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امت مسلمہ کو دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں جو حاصل ہوئی ہیں یا حاصل ہوں گی وہ سب کی سب حضور جانِ نعمت ﷺ کے مقدس صدقہ میں ملی ہیں اور ملیں گی۔ رب کریم کی پہچان انہیں سے ہوئی۔ اعمالِ حسنہ کی جان ایمان انہیں کے صدقہ میں ملا۔ معدنِ رشد و ہدایت قرآن انہیں کے طفیل میں ملا۔ یومِ عاشوراء، بارہ ربیع الاول (یومِ ولادت)، شبِ معراج، شبِ برأت، ماہِ رمضان، لیلة القدر، عید الفطر، یومِ عرفہ، عید الفصحی، ایامِ تشریق اور ہر ہفتہ میں جمعہ کا دن، غرض یہ کہ انوار و برکات کے سبھی لیل و نہار انہیں کے صدقہ میں ملے ہیں (ﷺ) آخرت میں حورو



قصور، جنت و کرامت اور سب سے عظیم نعمت رویت باری تعالیٰ انہیں کے طفیل جمعہ کے دن حاصل ہوگی۔ الحاصل امت مسلمہ کو دنیا و آخرت کی ساری نعمت و کرامت حضور سرور کائنات ﷺ کے صدقہ میں ملی ہے اور ملے گی۔ لہذا شکر گزار بنی نعمت اور حق شناسی کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ادنیٰ ذریعہ یہی ہے کہ حضور سید الانام ﷺ پر سید الايام میں بہت کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے:

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ  
اسی (۸۰) سالہ گناہ کی معافی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ عَلَيَّ نُورٌ  
عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً  
غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ ثَمَانِينَ عَامًا (القول البدیع)

ترجمہ: حضور سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نورانیت کا سبب ہوگا اور جو شخص جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ مجھ پر درود بھیجے۔ اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

علامہ سخاوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ اور اس کے لئے اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض اکابر سے یہ منقول ہے: اِنَّ مَنْ صَلَّى عَلٰی النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثَلَاثَةَ اَلْفٍ رَاى مَنَامَهُ ذَا لِكَ الْجَنَابِ الْعَالِي (روح البیان سورہ احزاب)

جو شخص جمعہ کی رات میں حضور نبی اکرم ﷺ پر تین ہزار مرتبہ درود بھیجے وہ خواب میں سرکار کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

خواب میں حضور پر نور ﷺ کے دیدار کی دولت کبریٰ سے مشرف ہونے کا مفصل

بیان بعض خاص درود و سلام کی فضائل کے باب میں آرہا ہے۔  
دنیا و آخرت کی سو (۱۰۰) ضروریات کی تکمیل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُكُمْ عَلَى صَلَاةٍ فِي الدُّنْيَا وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ

سبعين من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا  
ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر دنیا میں سب سے زیادہ درود بھیجنے والا قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا اور جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی سو (۱۰۰) ضرورتیں پوری فرمائے گا۔ ستر (۷۰) ضرورتیں آخرت اور تیس (۳۰) ضرورتیں دنیا کی۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۰۱)

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر روشن رات (جمعرات) اور روشن دن (جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ اور میں تمہارے لئے دعا و استغفار کرتا ہوں۔ (القول البدیع ص ۱۵۹)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنْ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا غَرَضْتُ صَلَاتَهُ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ

(رواه ابن ماجه مشكواة ص ۱۲۱)

حضور تاجدار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ یہ مبارک دن ہے۔ فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اس کے مکمل ہوتے ہی میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے انتقال کے بعد بھی؟ حضور نے ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور ~~پیش~~ دیا جاتا ہے۔

مشکوٰۃ میں بحوالہ ابو داؤد حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضور فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لئے بہترین دنوں میں جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن ان کا وصال ہوا اسی دن نوحہ (پہلا صور) ہوگا اور اسی دن صعقہ (دوسرا صور) ہوگا پس جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا درود آپ کی بارگاہ میں کیسے پیش کیا جائے گا آپ تو قبر مبارک میں بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ ص ۱۲۰)

صحابہ کرام کا شبہ:

حیات ظاہری کے بعد بارگاہ رسالت میں درود و سلام کے پیش ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جو شبہ ظاہر کیا اس کی توضیح میں مشکوٰۃ کے فاضل محشی مرقاۃ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ یقیناً صحابہ کرام کا یہ اعتقاد تھا کہ بعد وصال امت کا درود و سلام بارگاہ نبوت میں پیش ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور صادق و صدوق ﷺ کی زبان حق بیان سے یہ سنا تھا: **فَانْ صَلُّوْا تَكُمْ مَعْرُوْضَةً عَلٰی** یعنی بلاشبہ تمہارا درود میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے البتہ ان کو شبہ اس امر میں لاحق ہوا کہ **اِنَّ الْعَرُضُ هَلْ عَلٰی الرُّوْحِ الْمُجَدِّدِ اَوْ عَلٰی الْمُتَّصِلِ بِالْجَسَدِ** درود و سلام صرف آپ کی روح مقدس پر پیش ہوگا یا جسم پر نور پر بھی۔ (حاشیہ مشکوٰۃ باب الجمعہ ص ۱۲۰)

حضور روح کائنات ﷺ نے **حَرَّمَ اللّٰهُ عَلٰی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكَلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ** ارشاد فرما کر صحابہ کرام کے شبہ کو دور فرما دیا اور یہ بتلا دیا کہ انبیاء کرام کے اجسام

مبارک بھی نہیں مرتے ہیں لہذا درود و سلام ان کے جسم و روح کے مجموعہ پر پیش ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری حدیث مذکور کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں:

فِيهِ إِشَارَةٌ أَنَّ الْعَرُضَ عَلَى مَجْمُوعِ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ مِنْهُمْ

ترجمہ: اس حدیث پاک میں یہ اشارہ ہے کہ درود و سلام بعد

وصال انبیاء کرام علیہم السلام کی روح و جسم دونوں پر پیش ہوتا ہے۔

حضرت انبیاء کرام کے اجسام پاک و ارواح طیبات ساری مخلوقات سے ممتاز

و منفرد ہوتی ہیں اور عالم اسباب کی طرح عالم برزخ میں بھی ان کے جسم اطہر اور روح انور کی

شان بڑی نرالی اور انوکھی ہوتی ہے۔ ہم ان کی انوکھی شان کے بارے میں کتاب و سنت کے

ارشادات اور آئمہ دین کی تشریحات کو پیش کریں گے لیکن پہلے عام اجسام و ارواح کے

برزخی وغیرہ برزخی حالات کو ملاحظہ کر لیجئے۔

عام اجسام و ارواح کے حالات:

امام تقی الدین سبکی شفاء السقام میں فرماتے ہیں:

الْإِنْسَانُ فِيهِ أَمْرَانِ جَسَدٌ وَنَفْسٌ

ترجمہ: انسان میں دو چیزیں ہیں: ایک جسم، دوسری روح۔

روح اور اس کی ماہیت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے تاہم یہ سب کے

نزدیک مسلم ہے: إِنَّهُ شَيْءٌ بِمَفَارِقَتِهِ يَمُوتُ الْإِنْسَانُ وَبِمَلَازِمَتِهِ لَهُ يَبْقَى

یعنی روح وہ چیز ہے جس کے وصال سے انسان کو زندگی ملتی ہے اور اسکی جدائی پر موت عادی

طاری ہو جاتی ہے۔ (روح البیان سورہ اسرئیل ج ۵ ص ۱۹۷)

روح کی پانچ حالتیں:

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح کی مندرجہ ذیل پانچ حالتیں بیان فرمائی

ہیں:

1- روح کی پہلی حالت عدم کی ہے جب روح کی پیدائش ہی نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ

نے اسی حالت کو اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا ہے:

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا

مَذْكُورًا

ترجمہ: بے شک انسان پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہیں تھا۔

2- روح کی دوسری حالت وجود کی ہے جب وہ عالم ارواح میں موجود ہوئی۔ حدیث قدسی میں ہے: **خَلَقْتُ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ بِأَلْفِي سِنَةٍ** میں نے

ارواح کو اجسام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔

3- روح کی تیسری حالت تعلق بالجسم کی ہے جب وہ بدن میں داخل ہوئی۔ قرآن کریم میں ہے: **وَنَفْسُكَ فِيهِ مِنْ رُوْحِي** اور میں نے آدم (علیہ السلام)

میں اپنی معزز روح ڈال دی۔

4- روح کی چوتھی حالت افتراق کی ہے۔ جب روح بدن سے علیحدہ ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** ہر جان (ذی روح) کو موت

کا مزہ چکھنا ہے۔

5- روح کی پانچویں حالت اعادہ کی ہے جب روح دوبارہ بدن میں داخل ہوگی۔ ان سطور منقولہ سے معلوم ہوا کہ روح اپنی تیسری حالت میں جسم کے ساتھ عالم

اسباب میں موجود رہ کر اعضاء بدن میں تصرف کرتی ہے۔ ہم اسی حالت کو انسان کی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں اور روح اپنی چوتھی حالت بدن سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور ہم اسی حالت کو

انسان کی موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس وقت ہم روح کے اسی دور سے بحث کریں گے۔ یہ ذہن نشین رکھئے کہ ہر شخص کی موت کے بعد عالم برزخ میں روح کا ورد شروع ہو جاتا ہے اور

قیامت کے قائم ہونے تک رہتا ہے۔ عالم برزخ میں روح کی حیات و بقاء پر دلائل و شواہد ملاحظہ کرنے سے پہلے آئیے عالم کی تعداد پر ایک نظر ڈال لی جائے اور یہ دیکھ لیا جائے کہ

روح کس عالم کی باشی ہے۔

عالم کی کل تعداد:

عالم کی تعداد کے بارے میں صاحب روح البیان رقم طراز ہیں: **خَلَقَ ثَلَاثَ**

**مِائَةٍ وَسِتِّينَ أَلْفِ عَالَمٍ وَلَكِنَّهُ جَعَلَهَا مَحْصُورَةً فِي عَالَمَيْنِ اثْنَيْنِ وَهُمَا الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ كَمَا قَالَ تَعَالَى الْآلَةُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرُ**۔

(روح البیان سورہ اسریٰ ج ۵ ص ۱۹۸)

رب قدیر نے ساٹھ ہزار تین سو (۶۰۳۰۰) عالم پیدا فرمائے لیکن ان سب کو دو عالموں یعنی عالم امر اور عالم اسباب میں محصور فرمادیا جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ عالم اسباب اور عالم امر اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔

علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ آیت مبارکہ **يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔  
روح کا تعلق کس عالم سے ہے:

مَعْنَاهُ مِنْ عَالَمِ الْأَمْرِ وَالْبَقَاءِ لَا مِنْ عَالَمِ الْخَلْقِ وَالْفَنَاءِ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ روح عالم اسباب و فناء کی شے نہیں ہے بلکہ عالم امر و بقاء کی چیز ہے۔  
دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَأَعْلَمُ أَنَّ الرُّوحَ الْإِنْسَانِيَّ هُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَعَلَّقَتْ بِهِ الْقُدْرَةُ جَوْهَرَةً نُورَانِيَّةً وَلَطِيفَةً رَبَّانِيَّةً مِنْ عَالَمِ الْأَمْرِ  
ترجمہ: جان لو بلاشبہ قدرت الہی نے عالم امر میں سب سے پہلے روح کو پیدا فرمایا روح عالم امر کا جو ہر نورانی اور لطیفہ ربانی ہے۔

اس تفسیری بیان سے واضح ہو گیا کہ روح عالم اسباب و فنا کی چیز نہیں ہے بلکہ وہ عالم امر و بقاء کی چیز ہے۔ پس بعد الموت روح کی حیات پر مزید دلائل و براہین پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ جب روح عالم فنا کی چیز ہی نہیں ہے تو پھر اس پر فناء طاری ہونے کا سوال کیسے پیدا ہوگا۔ تاہم ذیل میں روح کی برزخی زندگی پر دلائل و شواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جا رہا ہے تاکہ نفس مسئلہ پوری طرح بے نقاب ہو جائے۔  
شہداء کی برزخی زندگی پر قرآن کی شہادت:

شہدا کرام کی حیات برزخی کو رب قدیر نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (آل عمران)

ترجمہ: وہ (شہداء) رزق دیئے جاتے ہیں اور خوش باش رہتے ہیں

اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمائی۔

مومنین کی حیات برزخی پر قرآن کی وضاحت:

عام مومنین کے لئے خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي  
رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ

مردہ سے عالم برزخ میں کہا جائے گا جنت کی راحتوں میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا  
کاش میری قوم جان لیتی کہ میرے رب کریم نے میری کیسی بخشش فرمائی اور کس طرح مجھے  
عزت والوں میں شامل کیا۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ عالم برزخ میں شہداء اور مومنین کی ارواح پر فناطاری  
نہیں ہوتی بلکہ وہ زندہ رہتی ہیں ورنہ پھر شہدا کو رزق دیا جانا ان کا خوش باش ہونا اور مومنین کا  
جنت کی راحتوں سے استفادہ کرنا بے معنی ہو جائے گا۔

کفار کی حیاتِ برزخی پر قرآن کی شہادت:  
قرآن کریم نے کفار کے لئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ  
أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي  
سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ (سورہ اعراف)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا، ان کے لئے  
آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے یہاں تک کہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں  
اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں گناہ گاروں کو۔

اس آیت سے واضح ہے کہ مجرمین کی روہیں موت کے بعد فنا نہیں ہوتی ہیں بلکہ  
آسمانوں پر لے جانے کے بعد انتہائی ذلت کے ساتھ واپس کر دی جاتی ہیں اور انہیں ان کے  
کرتوتوں کی سزا دی جاتی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا:

قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا آتَيْنَاكَ التَّوْبَةَ وَآخِيتْنَا الشُّتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا  
فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ ط (من اظلم سورہ مومن)

ترجمہ: کفار کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبارہ مردہ  
کیا اور دوبارہ زندہ کیا۔ اب ہم اپنے گناہوں پر مصر ہوئے تو آگ  
سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔ وہ اپنی دلیل کی تقریر میں یہ بیان کرتے ہیں کہ آیت مبارکہ رَبَّنَا امْتِنَا الثُّنَيْنِ النَخ سے دو موت ثابت ہے جس میں ایک موت دنیا میں واقع ہوئی پھر لزمی طور پر دوسری زندگی قبر کی مانی ہوگی۔

وَذَالِكَ يَدُلُّ عَلَى حُصُولِ الْحَيَاةِ فِي الْقَبْرِ

(تفسیر کبیر ج ۷ سورہ مومن ص ۲۹۰)

ترجمہ: اور یہ بات قبر کی زندگی پر دلالت کرتی ہے۔  
علامہ موصوف نے یہاں پر چند شبہات کا ذکر کیا پھر ان کے متعدد جوابات دے کر عذاب قبر پر اثبات کیا ہے۔

مَنْ يَشَاءُ التَّفْصِيلَ فَلْيَطَّلِعْ الْجُزْءَ السَّابِعَ مِنَ التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ  
علامہ خازن آیت مبارکہ النَّارِ يَعْرُضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

يُسْتَدَلُّ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى اثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

(خازن ج ۴ سورہ مومن ص ۹۶)

ترجمہ: اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا جاتا ہے۔

## حیات برزخی پر احادیث کی شہادت

-1 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانا اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانا اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اس شخص سے کہا جاتا ہے:

هَذِهِ مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن

ادھر بھیجے گا۔ (مشکوٰۃ باب عذاب القبر)



- 2 حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو اِنَّهُ يَسْمَعُ قُرْعَ نَعَالِهِمْ وہ ان کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب مومن بندہ منکر نکیر کے سوالات کے جوابات صحیح دے دیتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانا دیکھ لو جسے اللہ تعالیٰ نے جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا ہے اور منافق و کافر کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مار ماری جاتی ہے جس سے وہ ایسی چیخیں مارتا ہے کہ سوائے جن وانس کے تمام نزدیک کی چیزیں سنتی رہیں۔
- 3 اسی کے مثل ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ مومن کی قبر ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی کر کے پھر قبر میں روشنی کر دی جاتی ہے اور اس مردے سے دونوں فرشتے کہتے ہیں: نَمُ كُنُومَةَ الْعُرُوسِ۔ دلہن کی طرح سو جا۔

-4 عذابِ قبر سے متعلق ایک عبرت ناک روایت ملاحظہ کیجئے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا إِذَا أَسِيرُ بِنَاحِيَّةِ بَدْرٍ أَذْخَرَ جَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَةٍ فِي عُنُقِهِ سِلْسِلَةً فَنَادَانِي يَا عَبْدَ اللَّهِ اسْقِنِي وَخَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ فِي يَدِهِ سُوطٌ فَنَادَانِي يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَسْقِهِ فَإِنَّهُ كَافِرٌ ثُمَّ ضَرَبَهُ بِالسُّوطِ حَتَّى عَادَ إِلَيَّ حَضْرَةٌ فَآتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرْتُهُ فَقَالَ بِي أَوْ قَدْرَأَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَالِكَ عَذَابُ اللَّهِ أَبُو جَهْلٍ وَذَاكَ عَذَابُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بدر کے نواح میں جا رہا تھا اچانک قبر کے گڈھے سے ایک شخص باہر نکلا جس کے گلے میں زنجیر تھی اس نے مجھے پکار کر کہا اے عبد اللہ مجھے پانی پلا۔ اس گڈھے سے ایک اور شخص نکلا جس کے ہاتھوں میں کوڑا تھا۔ اس نے مجھے پکار کر کہا اے عبد اللہ اے پانی نہ پلانا یہ کافر ہے پھر اسے کوڑے مارتا رہا یہاں تک کہ وہ گڈھے کی طرف واپس چلا گیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ واقعہ حضور کے سامنے عرض کیا تو سرکار نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا میں نے عرض کیا ہاں حضور میں نے اسے دیکھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کا دشمن ابو جہل تھا اور وہ اس کا عذاب تھا جو اسے قیامت تک رہے گا۔

(مقالات کاظمی دوم ص ۹۳ بحوالہ ابن ابی الدنیا و البطرائی)

## روح کی حیاتِ برزخی پر آئمہ مفسرین کے اقوال

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم برزخ میں روح کی زندگی پر سولہ دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ ہم ان میں سے صرف تین دلیلیں اجمالاً نقل کرتے ہیں۔  
روح کی حیاتِ برزخی اور علامہ رازی:

-1 عالم برزخ میں روح کی زندگی پر دلیل یہ ہے کہ روح اور جسم الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کا وجود دوسرے کے وجود پر موقوف نہیں ہے اور نہ ہی ایک کا فنا دوسرے کے فنا کو مستلزم ہے۔ یعنی ایسا ممکن ہے کہ جسم مر جائے اور روح زندہ رہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ اور اللہ کے راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کی جانب سے رزق دیئے جاتے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَهَذَا النَّصُّ صَرِيحٌ فِي أَنَّ أَوْلِيَّكَ الْمَقْتُولِينَ أَحْيَاءٌ وَالْجَسَدُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذَا الْجَسَدِ مَيِّتٌ

ترجمہ: یہ آیت مقدرہ راہِ خدا میں شہید ہونے والوں کی زندگی پر نص صریح ہے حالانکہ آنکھ دیکھتی ہے کہ شہید کا جسم بے جان ہے۔

مردہ کافروں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا: -2

أَغْرِقُوا فَأَدْخُلُوا النَّارَ

ترجمہ: اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے۔

حدیث شریف میں ہے:

الْقَبْرِ رُوضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حَضْرَةٌ مِنْ حَضْرِ النَّارِ

ترجمہ: قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَةٌ

ترجمہ: جو شخص مر گیا اس کے لئے قیامت قائم ہوگئی۔

ان آیات و احادیث کو ذکر کرنے کے بعد امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلُّ هَذِهِ النُّصُوصِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ يَبْقَى بَعْدَ مَوْتِ الْجَسَدِ

ترجمہ: یعنی یہ سب نصوص صراحتاً دلالت کرتے ہیں کہ جسم کی موت کے بعد انسان باقی رہتا ہے۔

حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَتَّى إِذَا حُمِلَ الْمَيِّتَ عَلَى نَعْشِهِ رَفَرَفَ رُوحُهُ فَوْقَ النَّعْشِ وَيَقُولُ يَا أَهْلِي وَيَا وَلَدِي لَا تَلْعَبِينَ بِكُمْ الدُّنْيَا كَمَا لَعِبْتُ بِي جَمَعْتُ الْمَالَ مِنْ حِلِّهِ وَغَيْرِ حِلِّهِ فَالْغِنَى لِغَيْرِي وَاتَّبَعْتُهُ عَلَيَّ فَاحْذِرُوا مِثْلَ مَا حَلَّ بِي

ترجمہ: جب میت کی لاش اٹھائی جاتی ہے تو اس کی روح نعش کے اوپر سے کہتی ہے اے میرے گھر والو اے میری اولاد (خبردار ہو جاؤ) دنیا تمہارے ساتھ کھیل نہ کرے جیسا کہ اس نے میرے ساتھ کیا۔ میں نے جائز و ناجائز مال اکٹھا کیا۔ بس مال و دولت دوسروں کے لئے ہے اور اس کا وبال مجھ پر ہے تو تم میری طرح ہونے سے بچو۔

اس حدیث میں وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے صریحاً جسم کو لغش یعنی بے جان فرمایا اور ایک دوسری چیز کے زندہ موجود ہونے کا ذکر فرمایا جو پکار کر کہتی رہی کہ اے میرے گھر والو اے میری اولاد میری طرف غفلت میں زندگی گزارنے سے بچو ظاہر ہے جو اپنے اہل و عیال کے دنیا کی تباہ کاری سے متنبہ کرتی ہے وہ یہی روح ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت جسم مردہ تھا اس وقت روح زندہ تھی۔ ان عبارتوں سے یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ روح عالم برزخ میں زندہ رہتی ہے اور اس کا تعلق قبر سے رہتا ہے۔

ایک اشکال کا جواب:

رہا یہ اشکال کہ یہ سب بیانات قرآن کریم کی آیت مبارکہ **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** (ہر نفس چکھنے والا ہے موت کو) سے بظاہر معارض ہیں کیونکہ یہ آیت روح کی موت پر نص صریح ہے۔

اس اشکال کا جواب ہے کہ روحوں کی وفات مسلم ہے مگر روحوں کی موت کا مفہوم یہ نہیں کہ وہ فنا ہو جاتی ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے اعضاء کا بدن میں تصرف کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ روح البیان میں ہے:

الْمُرَادُ أَنَّ اللَّهَ يَتَوَفَّى الْأَرْوَاحَ حِينَ مَوْتِ أِبْدَانِهَا بِمَفَارِقَةٍ  
أَرْوَاحِهَا

ترجمہ: یعنی روحوں کی وفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہ ان کو بدن سے جدا فرما دیتا ہے۔

دوسری جگہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
وَهُوَ لَا يَغْنِي بِخَرَابِ هَذَا الْبَدَنِ وَإِنَّمَا يَغْنِي تَصَرُّفُهُ فِي  
أَعْضَاءِ الْبَدَنِ

ترجمہ: یعنی بدن کے خراب ہونے سے روح فنا نہیں ہوتی بلکہ اعضاء بدن میں اس کے تصرف کرنے کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔

کتاب و سنت اور اقوال آئمہ کے ان غیر مبہم بیانات سے عالم برزخ میں روح کی زندگی اور اس کے لئے عذاب اور ثواب کا ہونا روز روشن سے زیادہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ اہل

سنت و جماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ہر مردہ سے منکر و نکیر سوال کرتے ہیں میت دفن کی جائے یا نہ کی جائے یہاں تک کہ اگر کسی کو درندے نے کھا لیا یا وہ جل کر راکھ ہو گیا یا دریا میں ڈوب گیا تو اس سے بھی سوالات ہوتے ہیں اور وہ نیکی کا بدلہ اور برائی کی سزا پاتا ہے اس طرح ثواب و عذاب کا تعلق روح و بدن دونوں سے رہتا ہے۔ العقائد الاسلامیہ میں ہے:

إِنَّ النَّعِيمَ أَوْ الْعَذَابَ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَدَنِ

(العقائد الاسلامیہ ص ۳۳۷)

بلاشبہ ثواب و عذاب کا تعلق روح و بدن دونوں سے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ اس بیان سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ روح عالم برزخ میں ہوتے ہوئے بھی میت کے اجزاء اصلیہ سے متعلق کر دی جاتی ہے اگرچہ وہ اجزاء اصلیہ دنیا میں بکھرے ہوئے ہی ہوں بہر حال روح کا تعلق بدن سے رہتا ہے۔ یہاں بدن سے مراد اس کے اجزاء اصلیہ ہیں جو سڑنے گلنے اور جلنے سے محفوظ رہتے ہیں۔

عالم برزخ میں روح کا قیام:

اب عالم برزخ میں روح کے قیام سے متعلق بھی چند روایات ملاحظہ کریں: عالم برزخ میں سعید و شقی روحیں مختلف مقامات پر رہتی ہیں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں متعدد مقامات کا ذکر فرمایا ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں اور جنت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

کتاب الروح میں ہے:

وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَرَزَخٍ مِنَ الْأَرْضِ تَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَتْ فَهَذَا مَرْوِيُّ مِنْ سُلَيْمَانَ فَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ترجمہ: یعنی مومنین کی روحیں عالم برزخ میں زمین پر رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ یہ حدیث حضرت سلمان فارسی سے بھی مروی ہے۔

## ایک شبہ کا ازالہ:

عالم برزخ میں روح کے قیام سے متعلق مختلف روایات کو پڑھ کر یہ گمان نہ کیا جائے کہ احادیث مبارکہ آپس میں متعارض ہیں کیونکہ روح کی حالت جسم کی حالت سے بالکل مختلف ہے اور روح علیین میں رہ کر بھی اسی وقت قبر میں ملنے والے انعام سے بہرہ ور ہوتی ہے اور قبر پر سلام کرنے والوں کو جواب بھی دیتی ہے۔ الحاصل روح کسی مقام پر بھی ہو اس کا تعلق قبر اور بدن سے رہتا ہے۔

وَأَنهَامَعَ كَوْنِهَافِي الْجَنَّةِ فَهِيَ فِي السَّمَاءِ وَتَتَّصِلُ بِفَنَاءِ الْقَبْرِ وَالْبَدَنِ فِيهِ وَهِيَ أَسْرَعُ شَيْءٍ حَرَكََةً وَانْتِقَالاً وَضَعُودًا وَهَبُوطاً

ترجمہ: یعنی روح کی جنت میں رہنے کے باوجود اس کا تعلق قبر اور بدن سے رہتا ہے اور روح نقل و حرکت اور اترنے چڑھنے میں بہت تیز رفتار ہے۔ (العقائد الاسلامیہ)

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سونے کے وقت روح نکل جاتی ہے اور اس کی رمت بدن میں باقی رہتی ہے اور جب اس کو جگایا جاتا ہے عَادَرُوْحَهُ اِلَى جَسَدِهِ بِاَسْرَعٍ مِنْ لَحْظَةٍ تُوَاسِ كِي رُوْحٍ اِيْكَ لِحْمٍ سَعِ بِيْهِ بَدَنٍ مِيْلُوْثٍ اَتِيْ هٓ۔

(روح البیان سورہ زمر)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَعَ ذَالِكِ بِكُلِّ رُوْحٍ مِنْهَا اِتِّصَالٌ لِجَسَدِهِ فِي قَبْرِهِ وَلَا يُدْرِكُ كُنْهَهُ اِلَّا اللّٰهُ وَبِذَالِكِ اِلَّا اِتِّصَالٌ يَسْمَعُ سَلَامَ الزَّائِرِ وَيَجِيْبُ الْمُنْكَرَ وَالنَّكِيْرَ وَنَحْوِ ذَالِكِ

ترجمہ: یعنی علیین اور سبحین میں رہنے کے باوجود ہر روح کا اپنے جسم کے ساتھ اپنی قبر میں ایک تعلق ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسی تعلق کی وجہ سے میت اپنے زائر کے سلام کو سنتی ہے اور منکر و نکیر کے سوالوں کا جواب دیتی ہے۔ اسی طرح دوسرے احوال جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ علامہ پانی پتی

اس کی مثال دیتے ہیں کہ جبریل کا اصل مقام تو آسمانوں میں ہے لیکن وہ وہاں ہوتے ہوئے بھی بارگاہ رسالت سے اس قدر نزدیک ہوتے ہیں کہ اپنا ہاتھ حضور کی رانوں پر رکھ دیتے ہیں:

(ضیاء القرآن سورہ المطففین)

## عالم برزخ میں روح کی قوت اور ادراک

عالم برزخ میں پہنچنے کے بعد روح کی قوت و توانائی اور اس کے علم و ادراک کی وسعت کے بارے میں علامہ شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الرُّوحُ مُنْزَهَةٌ عَنِ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ وَفِي قُوَّتِهَا الْعِلْمُ  
بِجَمِيعِ الْأَشْيَاءِ وَالْإِطْلَاقُ عَلَيْهَا

ترجمہ: یعنی روح جہت و مکان سے پاک ہوتی ہے اور اس کے علم و ادراک کی وسعت کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام اشیاء کا علم و اطلاع رکھتی ہے۔ (روح البیان سورہ حجرج ۴ ص ۲۶۰)

حضرت سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعة اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں:

و تحقیق ثابت شدہ است آیات و احادیث کہ روح باقی است و اورا علم و شعور  
بزائران و احوال ایشان ثابت است (اشعة اللمعات ج ۱ ص ۱۵)

اور تحقیقی یہ ہے کہ آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور اس کو  
زائرین اور ان کے احوال کا علم و شعور بھی ہوتا ہے۔

روح کے علم سے متعلق شاہ عبدالرحیم کا دلچسپ واقعہ:

آخر میں روح کے علم و ادراک سے متعلق شاہ عبدالرحیم صاحب کا یہ دلچسپ  
واقعہ پڑھئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کا یہ واقعہ  
تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ  
کے درس سے واپس آرہے تھے راہ میں ایک لمبی گلی پیش آئی اس وقت شاہ صاحب حضرت شیخ

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

جزیاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است

جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطلت است

سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق

علمیکہ رہ بحق نماید جہالت است

یعنی مولیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ تو کرے گا وہ زندگی برباد کرنا ہے اور عشق الہی کے

رموز و اسرار کے علاوہ جو کچھ تو پڑھے گا وہ بیکاری ہے اے سعدی تو دل کی سختی کو غیر اللہ کے

نقش سے صاف کر دے اس لئے کہ جو علم خدا کی طرف راہ نہ دکھائے وہ علم جہالت ہے۔

آخری مصرعہ ”علمیکہ رہ بحق نماید جہالت است“ شاہ صاحب کو یاد نہیں آتا تھا

اس وجہ سے ان پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی۔ اشعار کو بار بار دہراتے تھے مگر مذکورہ

مصرعہ یاد نہیں آتا تھا۔ اچانک ایک درویش آپ کی داہنی طرف نمودار ہوئے اور کہا۔

”علمیکہ رہ بحق نماید جہالت است“ یہ سنتے ہیں شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے

قراری دور ہو گئی۔ آپ نے اس درویش سے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے

میری پریشانی دور فرمادی پھر آپ نے پان پیش فرمایا۔ درویش نے تبسم فرمایا اور کہا کیا آپ

مصرعہ یاد دلانے کا محتانہ پیش فرما رہے ہیں؟ شاہ صاحب نے فرمایا نہیں یہ شکرانہ ہے

درویش نے کہا شکر یہ میں پان نہیں کھاتا ہوں۔ اس کے بعد درویش نے قدم اٹھایا اور گلی کے

آخری کنارہ پر رکھتا تب شاہ صاحب جھگئے کہ یہ روح مجسم ہے آپ نے درویش کو آواز دی

اے بندہ خدا آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ جواب دیا سعدی ہمیں فقیر است، سعدی اسی فقیر کا

نام ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۳۱۱)

اب تک عام انسانوں کی حیات بعد المات (برزخی زندگی) پر گفتگو کی گئی اور عالم

برزخ میں ان کی ارواح کی طاقت و توانائی اور علم و ادراک کی وسعت کو دلائل و شواہد کی روشنی

میں پیش کیا گیا اسی سے عالم برزخ میں نفوس قدسیہ کی پاک ارواح کی طاقت و توانائی کی

عظمت اور ان کے علم و ادراک کی وسعت کا اندازہ بخوبی لگ جاتا ہے تاہم آئندہ صفحات میں

حضرات انبیاء کرام اور بالخصوص حضور سید الانبیاء ﷺ کی پر نور برزخی حیات اور آپ کی

خداداد عظیم طاقت و قوت اور بے پایاں علم و ادراک کے بارے میں کتاب و سنت اور آئمہ



دین کے ارشادات کو پیش کر رہے ہیں تاکہ قلب و ذہن کو بھرپور آسودگی حاصل ہو جائے لیکن پہلے جسم اطہر کی انوکھی شان اور روح پر نور کی تابناک شعاعوں کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔  
انسان جس مٹی سے بنایا گیا اسی میں مدفون ہوتا ہے:

قرآن کریم میں رب قدیر نے ارشاد فرمایا:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى

ترجمہ: زمین ہی سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں پھر تمہیں لے جائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اس طرح روایت کی ہے

کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا وَقَدْ ذُرَّ عَلَيْهِ مِنْ تُرَابِ حَضْرَتِهِ

ترجمہ: یعنی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی گئی ہو۔

نسیم الریاض میں ہے:

إِنَّ كُلَّ أَحَدٍ يُدْفَنُ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۳۱)

ترجمہ: ہر انسان اسی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس مٹی سے وہ پیدا کیا گیا۔

خطیب نے کتاب المستفق والمفتقر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت اس طرح نقل کی ہے۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا وَفِي سِرْتِهِ مِنْ تَرَابِ التِّي خُلِقَ مِنْهَا حَتَّى

يُدْفَنُ فِيهَا وَأَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ خَلَقْنَا مِنْ تَرَابِ وَاحِدَةٍ

فِيهَا تَدْفَنُ

ترجمہ: ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا

گیا یہاں تک کہ اس میں دفن کیا جائے گا میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ و

عمر رضی اللہ عنہما یک ہی مٹی سے بنے ہیں۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ انسان جس مٹی سے بنایا گیا اسی میں مدفون ہوتا ہے۔ آئیے اب یہ ملاحظہ کیجئے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کا جسد اطہر کس مٹی سے بنایا گیا۔ سید الکوثین کے جسد اطہر کی تخلیق کس مٹی سے ہوئی:

عوارف المعارف میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ أَصْلَ طِينَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سُورَةِ الْأَرْضِ وَهُوَ مَوْضِعُ الْكَعْبَةِ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۳۱)

ترجمہ: یعنی حضور خیر الانبیاء ﷺ کا مبارک جسم عنصری بہترین

حصہ زمین کا ہے اور وہ مقدس حصہ خانہ کعبہ کی زمین کا ہے۔

ایک اشکال کا حل:

عوارف المعارف کی اس روایت سے جسم پر نور کا خاص کعبۃ اللہ کی مقدس مٹی سے بنایا جانا محقق ہو گیا اور ماسبق میں نقل کردہ احادیث سے یہ لازم آیا کہ سرکار کا جسد اطہر خاص بیت اللہ شریف کی مقدس سر زمین پر مدفون ہو حالانکہ ساری خدائی جانتی ہے کہ گنبد خضریٰ کو اپنے دل کا نگینہ بنانے کی سعادت کبریٰ مدینہ منورہ کو حاصل ہے۔ اس اشکال کے جواب میں سید المفسرین رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

لَمَّا تَمَوَّجَ الطُّوفَانُ آتَى بِطِينَةٍ لِمَحَلِّ دَفْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفِي الْحَقِيقَةِ لَمْ يَدْفَنُ إِلَّا فِي الْكَعْبَةِ الَّذِي خُلِقَ مِنْهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یعنی جب طوفان نوح (علیہ السلام) آیا تو خانہ کعبہ کی مٹی کو سرکار کے روضہ انور کی جگہ لے گیا۔ پس آپ درحقیقت خانہ کعبہ ہی کی زمین میں مدفون ہوئے ہیں۔

اسی لئے وہ بقعہ نور آپ کے نزولِ اجلال فرمانے سے پہلے بھی مشرف و مکرم تھا اور شب و روز اس پر خدا کے انوار و برکات کا نزول ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے اللہ کے محبوبین اس جگہ کو اپنی نورانی بصیرت سے جانتے اور پہچانتے تھے۔ نسیم الریاض میں ہے:

ان سلیمان علیہ السلام زار فحل قبر نبینا واخبر انه

تیقبر فیہ

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضور کے روضہ انور کی جگہ کی زیارت فرمائی اور لوگوں کو مطلع فرمایا کہ عنقریب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مدفون ہوں گے۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ گنبد خضریٰ کی مقدس سر زمین دراصل خانہ کعبہ ہی کا ایک جز ہے اور یہ مسلم ہے کل کو اپنے اجزاء پر بذاتہ کوئی شرف و فضل حاصل نہیں ہوتا اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ روضہ انور کا مرتبہ پہلے ہی سے بیت اللہ شریف کے برابر تھا اور جب حضور سرور اصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ رونق افروز ہوئے تو اس بقعہ نور کی رفعت و عظمت ساری کائنات سے زیادہ ہو گئی۔ اور اس کا فضل و شرف کعبہ و عرش اعظم سے بھی فزوں تر ہو گیا۔ کیونکہ یہ مسلمہ اصول ہے کہ زِيَادَةُ الْخَيْرِ خَيْرٌ خَيْرِ كِي زِيَادَتِي بَاعْثِ خَيْرٍ هُوتِي هِي۔ اب خیال فرمائیے جب محض خیر کی زیادتی سے شرف و فضل میں زیادتی ہو جاتی ہے تو پھر جہاں منبع خیرات اور معدن برکات جلوہ ریز ہوں اس کی شوکت و عظمت کا اندازہ کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ روضہ انور کعبہ و عرش اعظم سے زیادہ افضل ہے:

اسی لئے اکابر ملت اسلامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ روضہ انور سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ اور عرش اعظم سے زیادہ افضل و اشرف ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ الْمُحَدِّثِينَ فِي أَنَّ مَوْضِعَ تَبْرِهِ آيِ الْمَوْضِعَ الَّذِي قَبْرُهُ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَمَّ جَسَدَهُ الشَّرِيفُ أَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الْبُقَاعِ الْأَرْضِ كُلِّهَا بَلْ أَفْضَلُ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْعُرُشِ وَالْكَعْبَةِ

ترجمہ: یعنی تمام محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کی زمین کا وہ حصہ جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے مس ہونے کی نعمت عظمیٰ سے بہرور ہے وہ حصہ پر نور زمین و آسمان کے تمام حصوں سے افضل ہے بلکہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔

الدرء المنتقى میں علامہ علاؤ الدین الامام تحریر فرماتے ہیں:

وَمَا ضَمَّ أَعْضَاءَهُ الشَّرِيفَةَ أَفْضَلُ الْبُقَاعِ عَلَى الْإِطْلَاقِ

حَتَّىٰ مِنَ الْكَعْبَةِ مِنْ كُرْسِيِّ وَعَرْشِ الرَّحْمَنِ

(مقالاتِ کاظمی دوم ص ۱۰۸)

جوز میں اعضاء شریفہ سے متصل ہے (یعنی روضہ اقدس) وہ مطلقاً تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ سے اور کرسی سے اور عرشِ رحمن سے بھی افضل ہے۔  
جنت الفردوس افضل ہے یا روضہ انور؟:

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَدْ يُقَالُ هَذِهِ أَفْضَلُ مَا دَامَ فِيهَا فَإِذَا صَارَ فِي الْجَنَّةِ صَارَ  
مَنْزِلُهُ أَفْضَلُ

ترجمہ: یعنی جب تک روضہ اقدس کو سرکار کے جسدِ اطہر سے قرب و نزدیکی کا شرف ہوگا وہ جنت الفردوس سے افضل ہوگا اور جب حضور کے نزولِ اجلال فرمانے کی نعمت کبریٰ سے جنت الفردوس سرفراز ہوگی تو وہ روضہ اقدس سے شرف و فضل میں بڑھ جائے گی۔

سچ ہی کہا ہے کہنے والے نے کہ مکان کی زینت مکیں سے ہوتی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ روضہ انور جنت الفردوس میں منتقل ہو جائے گا یا جنت الفردوس روضہ اقدس پر حاضر ہوگی۔ تو اس کے بارے میں صاحبِ نسیم الریاض فرماتے ہیں:

وَقَدْ يُقَالُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هَذِهِ مَنقُولَةً مِنْ مَنْزِلِهِ فِي  
الْجَنَّةِ أَوْ يَنْقَلُ إِلَيْهَا (نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۳۲)

ترجمہ: اور کہا یہ جاتا ہے کہ روضہ اقدس یا تو جنت میں منتقل ہو جائے گا یا جنت الفردوس ہی روضہ انور میں چلی آئے گی۔

ان بیانات سے حضورِ خلاصہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کی نزالی شان پوری طرح واضح ہے۔ اب ذیل میں حضور مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے پر نور جلوئے بھی دیکھ لیجئے۔

## رُوحِ مُحَمَّدی کے پر نور جلوے

پچھلے اوراق میں ارواحِ تخلیق سے متعلق روح البیان کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے:

وَاعْلَمُ أَنَّ الرُّوحَ الْإِنْسَانِي هُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَعَلَّقَتْ بِهِ الْقُدْرَةُ  
ترجمہ: عالمِ امر میں قدرتِ الہی نے سب سے پہلے روحِ انسانی  
کو پیدا فرمایا۔ کتبِ احادیث و تفاسیر میں اول مخلوقات کے بارے  
میں متعدد روایات وارد ہیں۔ کسی روایت میں اول مخلوق اے روحِ  
محمدی ﷺ کو کہا گیا ہے اور کسی میں نور محمدی ﷺ کو اور کسی میں عقل  
کو اور کسی میں جوہر کو اور کسی میں ملک اور قلم وغیرہ کو اول مخلوق کہا گیا  
ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رضی اللہ عنہ ان مختلف روایات کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

فبإتبار أنه كان درة صدف الموجودات سمي درة  
وجوهرة كما جاء في الخبر أول ما خلق الله جوهرة  
وباعتبار نورانية سمي نورًا وباعتبار وفور عقله سمي  
عقلًا وباعتبار غلبات الصفات الملكية سمي ملكًا  
وباعتبار أنه صاحب القلم سمي قلمًا  
ترجمہ: یعنی صدف موجودات کا دریکتا ہونے کی وجہ سے آپ ہی  
کو جوہر کہا گیا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے  
پہلے جوہر کو پیدا کیا اور نورانیت کے اعتبار سے آپ کا نام نور رکھا گیا  
اور زیادتی عقل کی وجہ سے آپ ہی کو عقل کہا گیا اور آپ پر ملکوتی

اے روحِ محمدی اور نور محمدی ﷺ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں: قولہ

ما خلق الله نوري وفي رولية روجي معناهما واحد فان الارواح نورانية

آپ کا فرمان سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میری روح کو پیدا کیا

دونوں کا معنی ایک ہی ہے کیونکہ ارواحِ نورانی ہی ہوتی ہیں (توضیح البیان علامہ سیدی) مرتب

صفات کا غلبہ ہونے کی وجہ سے آپ ہی کو ملک کہا گیا اور صاحبِ قلم ہونے کی وجہ سے آپ ہی کا نام قلم رکھا گیا۔

علامہ موصوف مزید تحریر فرماتے ہیں:

وَلَا رَيْبَ أَنَّ أَصْلَ الْكَوْنِ كَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِهِ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْكَوْنَ فَهُوَ أَوْلَىٰ أَنْ يَكُونَ أَصْلًا وَمَا سِوَاءِ أَنْ يَكُونَ تَبَعًا (روح البیان سورہ اسرئیل)

ترجمہ: یعنی یقیناً حضور اقدس ﷺ اصل کائنات ہیں حدیث قدسی میں ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا پس بہتر یہی ہے کہ آپ ہی کو اصل کائنات مانا جائے اور دیگر مخلوقات کو آپ کی فرع مانا جائے۔

ان ارشاداتِ عالیہ سے ظاہر ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ قدرتِ الہی کے پہلے شاہکار ہیں۔ مولیٰ عزوجل نے اپنی قدرتِ کاملہ سے درختِ وجود کا پہلے بے مثال پھل روحِ محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا اور اس کو خاص اپنی ذاتِ اقدس کی جانب منسوب فرما کر مشرف فرمایا اور جس طرح کہ بیت اللہ شریف کو سب سے پہلا گھر اپنی عبادت کے لئے بنایا اور اس کو اپنی جانب منسوب فرما کر بیتی فرمایا اسی طرح روحِ محمدی ﷺ کو ساری کائنات سے پہلے پیدا فرما کر اسے ”روحی“ فرمایا اور اسی معزز روح سے حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو پیدا فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي اور جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور جملہ بنی آدم کی ارواح یہ سب روحِ محمدی ﷺ سے پیدا ہوئی ہیں۔

فكان روح آدم عليه السلام من روح النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الدليل و كذا لك ارواح اولاده لقوله تعالى ثم جعل نسله من سلاله من ماء مهين ثم سواه ونفخ فيه من روحه

ترجمہ: اس دلیل سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح حضور اقدس ﷺ کی روح پاک سے پیدا ہوئی اور اسی طرح قرآن کریم کی آیت مقدسہ **ثُمَّ جَعَلْنَا نَسْلَهُ الْخ** سے ثابت ہے کہ تمام نبی آدم کی ارواح بھی حضور کی روح پاک سے پیدا ہوئی ہیں۔

حضرت سیدی شیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہ فتوحات مکیہ میں رقم طراز ہیں:

إِنَّ أَصْلَ أَرْوَاحِنَا رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ  
أَوَّلُ الْأَبَاءِ رُوحًا وَآدَمُ أَوَّلُ الْأَبَاءِ جِسْمًا

حضور مقصود کائنات ﷺ کی روح پر فتوح ہماری روحوں کی اصل ہے۔ پس آپ

روحانی اعتبار سے اولین باپ ہیں جیسے کہ جسمانی لحاظ سے آدم علیہ السلام اولین باپ ہیں۔

(فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۶۲)

اس بیان کا بھی نتیجہ یہی ہے کہ حضور جان کائنات ﷺ کی روح پاک ہی مرکز

ارواح ہے۔

ایک وہم کا ازالہ:

بعض حضرات اس وہم میں مبتلا ہیں کہ حضور فخر موجودات ﷺ کو بھی روح کا علم نہیں دیا گیا تھا۔ ہم ذیل میں منکرین کے اوہام و شکوک کے بطلان پر دلائل کی روشنی میں کلام پیش کرتے ہیں:

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات ﷺ کو محبوبیت کبریٰ کی منزل پر سرفراز

فرمایا اور آپ کے علوم و معارف کی شان کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے

تھے اور آپ پر رب کریم کی فضل عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر رب

کریم کا فضل عظیم ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں منکرین کا رد کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

قُلْتُ وَجَلَّ مَنْصَبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
حَبِيبُ اللَّهِ وَسَيِّدُ خَلْقِهِ أَنْ يَكُونَ غَيْرَ عَالِمٍ بِالرُّوحِ  
وَكَيْفَ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ لِقَوْلِهِ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ  
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے حبیب اور  
اس کی ساری مخلوق کے سردار ہیں۔ آپ کا منصب جلیل اس سے بہت  
بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل  
عمیم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ الْآيَةَ  
قَاضِي ثَنَاءِ اللَّهِ صَاحِبِ پَانِي پَتِي رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ تَفْسِيرِ مَظْهَرِي فِي آيَةِ كَرِيمٍ يَسْأَلُكَ  
عَنِ الرُّوحِ كَمَا فِي مَعْنَى فِي:

وَهَذِهِ الْآيَةُ لَا تَقْتَضِي نَفْسِي الْعِلْمَ بِالرُّوحِ لِلنَّبِيِّ  
وَلَا صَحَابِ الْبَصَائِرِ مِنْ اتِّبَاعِهِ

اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اکرم ﷺ کو اور آپ کے ارباب بصیرت  
غلاموں کو روح کا علم نہیں تھا۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے یہ گمان کیا کہ حضور  
نبی کریم ﷺ کو بھی روح کا علم نہیں عطا فرمایا گیا حالانکہ ان کا یہ گمان باطل ہے جو ذات اقدس  
محبوب خدا کے درجہ رفیع پر فائز ہو وہ روح کے علم سے بے خبر کیسے رہ سکتی ہے۔ علامہ موصوف  
برسبیل تنزل فرماتے ہیں:

إِحْسَبُوا أَنَّ عِلْمَ الرُّوحِ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ أَلَمْ يُخْبِرُوا أَنَّ  
اللَّهَ عَالِمَهُ مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ

ترجمہ: یعنی فرض کر لو روح کا علم ان چیزوں میں سے تھا جس کا علم  
پہلے سرکار کو نہیں دیا گیا تھا تو کیا پھر مولائے کریم نے یہ خبر نہیں دے  
دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ سب کچھ سکھلا دیا جو وہ نہیں جانتے  
تھے۔

اسی سلسلے میں علامہ موصوف اہل سلوک کے منازل کو بیان فرماتے ہوئے تحریر



کرتے ہیں کہ:

اولیاء اللہ کے علم و عرفان کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ نفس اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرنے کے بعد حریم قلب تک پہنچتے ہیں اور قلب مع اس کے صفات کی معرفت حاصل کرنے کے بعد عالم ارواح میں پہنچتے ہیں پھر روح کی روشنی میں عالم ارواح کی معرفت کے بعد مقام سر تک پہنچتے ہیں اور مقام خفی کی معرفت کے بعد بحر حقیقت کے ساحل تک پہنچتے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ بحر حقیقت کی گہرائی میں اترتے ہیں۔

غور کیجئے جب اولیاء کرام کے علوم و معارف کی شان یہ ہے کہ وہ راہ سلوک کی پہلی ہی منزل میں نفس کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں اور تیسری منزل میں سارے عالم ارواح کے علم و عرفان کو پا لیتے ہیں تو پھر انبیاء کرام کے علم و آگاہی کا حال کیا ہوگا جن کی وسعت علم کے سامنے اولیاء عظام کے جملہ علوم و معارف ایک قطرہ کے مانند ہیں اور پھر تاجدار علوم و معارف ﷺ کے علم و ادراک کی وسعت بیکراں کا عالم کیا ہوگا جن کی وسعت علم کے سامنے تمام انبیاء و مرسلین کے علوم ایک قطرہ کی طرح ہیں۔

روح البیان میں ہے:

وَقَالَ بَعْضُ الْكِبَارِ عِلْمُ الْأَوْلِيَاءِ مِنْ عِلْمِ الْأَنْبِيَاءِ بِمَنْزِلَةِ  
قَطْرَةٍ مِنْ سَبْعَةِ أَبْحُرٍ وَعِلْمُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ عِلْمِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْمَثَابَةِ

(روح البیان سورہ اسرئیل ج ۵ ص ۱۹۷)

بعض اکابر نے ارشاد فرمایا اولیاء کرام کا علم حضرات انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے سامنے ایسا ہے جیسے ساتوں سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ اور جملہ انبیاء کے علوم و معارف حضور سید المرسلین ﷺ کے علم بے پایاں کے سامنے اسی طرح ہیں۔ اسی لئے صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

فَإِذَا كَانَ هَذَا حَالِ الْمَوْلَى نَكَيْفَ حَالِ مَنْ يَقُولُ عَلِمْتُ  
مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ

ترجمہ: یعنی جب یہ حال اولیاء کرام کے علوم و معارف کا ہے تو اس ذات والا صفات کے علم و ادراک کا کیا ٹھکانا ہوگا جو اپنے رب کی

عطا فرماتا ہے جس نے نرسنت اور اسنہ کے سبھی امور کو جان لیا۔

اسی مفہوم کو علامہ شرف الدین بوسیری رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرماتے ہیں:

فَبَانَ مِنْ جُودِكَ اللَّخْيَا وَخَسْرَتِنَا  
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ: بلاشبہ دنیا و آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح و قلم کے علوم آپ ﷺ کے علم پاک کا ایک حصہ ہیں۔

فَبَانَ الْغَيْبِ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ  
وَلَمْ يَدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَالا كُورِمِ

حضور سرور انبیاء ﷺ اپنی ظاہری شکل و صورت اور سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے برتر ہیں کوئی نبی آپ کے مقام علم اور شان کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

ان دلائل و براہین سے بالکل عیاں ہے کہ حضور روح کائنات ﷺ کو روح کا پورا علم و ادراک حاصل رہا ہے اور آپ کو روح کی ماہیت اور حقیقت پر پوری طرح علم و آگہی بخشی گئی تھی اگر سرکار کو روح کی حقیقت سے پوری طرح واقف نہ بھی مانا جائے جیسا کہ منکرین کا زعم فاسد ہے تو یہ لازم آئے گا کہ آپ اپنی ذات سے بھی پوری طرح باخبر نہ تھے، اور پھر معاذ اللہ آپ کو خدا سے بھی بے خبر ماننا پڑے گا کیونکہ حدیث میں وارد ہے:

أَعْرَفَكُمْ بِنَفْسِهِ أَعْرَفَكُمْ بِرَبِّهِ

ترجمہ: تم میں سے جو اپنے نفس کو زیادہ پہچانتا ہے وہی اپنے رب کی بھی معرفت زیادہ رکھتا ہے۔

بعض دیگر کتب سماوی میں یہ بیان کیا گیا ہے:

أَعْرِفْ نَفْسَكَ يَا إِنْسَانُ تَعْرِفْ رَبَّكَ

ترجمہ: اے انسان تو اپنے نفس کو پہچان لے پھر تو اپنے رب کو پہچان لے گا۔ اور جب وہ یہ مسلم ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ ساری خدائی میں سب سے زیادہ عارف باللہ تھے تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کو سب سے زیادہ روح کا علم تھا۔ علاوہ ازیں روح البیان میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا خَلَقَ رُوحَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اللَّهُ  
وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْئًا إِلَّا رُوحَهُ

ترجمہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے روح محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا تو اس وقت ذات باری تعالیٰ کے ساتھ سوائے روح نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کوئی موجود نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ جب حضور سرور کون و مکان ﷺ ساری کائنات سے پہلے پیدا فرمائے گئے اور باقی جو کچھ ہوا وہ سب آپ کے سامنے ہوا پھر روح وغیرہ کسی چیز کا آپ سے پوشیدہ رہنا کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

مشہور اعتراض کا جواب:

اب رہا منکرین کا یہ سوال کہ جب حضور معلم کائنات ﷺ روح کا علم و عرفان رکھتے تھے تو پھر چند دن تک روح کے سوال پر سکوت کیوں فرمائے ہوئے تھے؟ اس کے جواب میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَقَدْ كَانَ لِعُمُوضِ يَرَى فِي مَعْنَى الْجَوَابِ وَدَقَّةِ لَا تَفْهَمَا  
الْيَهُودِ بِلَادَةِ طَبَاعِهِمْ وَقَسَاوَةِ قُلُوبِهِمْ وَفَسَادِ عَقَائِدِهِمْ  
فَانَّهُ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ

ترجمہ: یعنی روح کے بارے میں یہودیوں کے سوال پر سرکار کا سکوت فرمانا اور وحی کے انتظار میں توقف فرمانا روح سے لاعلمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ آپ کا سکوت فرمانا جواب کے طریقے پر غور فرمانے کے لئے تھا کیونکہ یہودیوں کو ان کے کند ذہنی، قساوت قلبی اور اعتقاد کی خرابی کی وجہ سے روح کے بارے میں سمجھنا بہت دشوار تھا۔

کتاب و سنت اور ارشاداتِ آئمہ ملت کی روشنی میں حضور جان کائنات ﷺ کے جسم مبارک اور روح پر نور کی انوکھی و نرالی شان ملاحظہ کرنے کے بعد اب آئیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص حضور سید العالمین ﷺ کی پر نور برزخی زندگی اور آپ کی خداداد علم و آگہی کی عظیم وسعتوں کو ملاحظہ کیجئے۔ لیکن پہلے ان نفوسِ قدسیہ کی وفات اور حیات بعد الممات کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ پڑھ لیجئے۔

## انبیاء کی حیات و وفات کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

انبیاء علیہم السلام کی موت اور قبض روح کے معنی یقیناً وہی ہیں جو آج تک ساری امت نے سمجھے یعنی بدن اقدس سے روح مبارک کا نکل کر رفیق اعلیٰ کی طرف جانا انبیاء علیہم السلام کی موت ہے پھر اس کے بعد ان کی حیات کے معنی یہ ہیں کہ اجساد مقدسہ سے باہر نکلی ہوئی روح طیبہ اپنے تمام اوصاف و کمالات سابقہ کے ساتھ رفیق اعلیٰ سے دوبارہ اجساد شریفہ میں لوٹ آتی ہیں لیکن باوجود اس کے ان کی حیات اور آثار حیات عادیہ ہم سے مستور رہتے ہیں اور ہماری نظروں سے اس طرح غائب کر دیئے جاتے ہیں جس طرح ملائکہ ہماری نظروں سے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ (مقالات کاظمی، ص ۸۰)

## حیات برزخی میں انبیاء علیہم السلام کی امتیازی شان

تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ حیات حقیقی اور جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں گونا گوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں، کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اپنی امت کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور مستفیضین کو فیوض و برکات پہنچاتے ہیں اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے آنکھوں والوں نے ان کے جمالی جہاں آراء کی باربازی رت کی اور ان کے انوار سے مستیز ہوئے ہیں۔ (مقالات کاظمی حصہ دوم ص ۱)

## انبیاء کرام کی حیاتِ برزخی پر قرآن کی شہادت

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ انباء الاذکیاء میں تحریر فرماتے ہیں:  
 وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الشُّهَدَاءِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا  
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ  
 وَالْأَنْبِيَاءِ أُولَىٰ بِذَلِكَ فَهُمْ أَجَلٌ وَأَعْظَمٌ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا  
 وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النَّبُوءَةِ وَصَفَ الشَّهَادَةِ فَيَدْخُلُونَ فِي عُمُومِ  
 لَفْظِ الْآيَةِ (مقالاتِ کاظمی دوم ص ۱۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں ارشاد فرمایا اور نہ گمان  
 کرو ان لوگوں کے بارے میں جو قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں مردہ بلکہ  
 وہ زندہ ہیں اپنے رب کے نزدیک رزق دیئے جاتے ہیں اور انبیاء  
 اس کے ساتھ اولیٰ ہیں اور وہ اجل و اعظم ہیں اور کوئی نبی نہیں لیکن  
 اس نے نبوت کے ساتھ وصف شہادت کو بھی جمع کر لیا لہذا وہ لفظ کے  
 عموم میں ضرور داخل ہوں گے۔

اس عبارت کا ما حاصل یہ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں شہادت کی صفت  
 پائی جاتی ہے لہذا ان میں حیاتِ بدرجہ اولیٰ پائی جائے گی۔

## انبیاء کرام کی حیاتِ برزخی احادیث کی روشنی میں

ابو نعیم نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے کتاب الانبیاء میں روایت کی ہے:  
 عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
 اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

نماز پڑھتے ہیں۔

امام بیہقی نے واقعہ معراج کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اس میں سرکار کے ان الفاظ مبارک کو نقل فرمایا ہے:

وَقَدْ رَأَيْتَنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي وَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبُ جَعْدٍ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَإِذَا ابْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّي إِذَا إِبْرَاهِيمَ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسُ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَخَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْمَهُمْ

ترجمہ: اور بے شک میں نے خود اپنے آپ کو بھی جماعت انبیاء علیہم السلام میں دیکھا پھر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ناگہاں وہ ایک ایسے آدمی ہیں جو دبے پتلے گھنگھریالے بالوں والے ہیں گویا کہ وہ شنوہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور اچانک ابن مریم کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں وہ تمہارے صاحب سے بہت مشابہ ہیں۔ حضور نے لفظ صاحب کو اپنے آپ سے مراد لیا۔ پھر نماز کا وقت آ گیا تو میں نے ان سب انبیاء علیہم السلام کی امامت کی۔ (مقالات کاظمی دوم ص ۲۶)

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَيْلَةَ أُسْرَى بِهِ مَرَّ بِمُوسَى صَلَاةً عَلَيْهِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار

محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں معراج کی رات موسیٰ علیہ

السلام کی قبر سے گزرا۔ وہ اس وقت اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

کتاب و سنت کے یہ ارشادات حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر شاہد ہیں سرکار

دو عالم ﷺ نے حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو ان کی قبروں میں

نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم

السلام اپنے اپنے مبارک روضوں میں روح و جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور یہ تو بالکل بدیہی بات ہے کہ جب جملہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے حیات ثابت ہے تو حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے لئے بدرجہ اولیٰ و اتم ثابت ہوگی۔

تاہم بالخصوص سید المرسلین ﷺ کی حیاتِ مقدمہ پر قرآن کریم اور حدیث پاک کی مزید شہادت ملاحظہ فرمائیے۔

رب قدیر جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

وما ارسلناک الا رحمةً للعالمین

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد ﷺ) مگر رحم کرنے

والا تمام جہانوں کے لئے۔

اس آیتِ مقدسہ کا مفہوم و مقصد یہ ہے کہ حضور جانِ دو عالم ﷺ کائنات کے ہر فرد کو فیض بخشے ہیں جس طرح جڑ اپنی تمام شاخوں کو زندگی دیتی ہے اسی طرح تمام عالم موجودات کے لئے سرکار کا وجود مسعود اصل اور بنیاد ہے اور آپ عالم موجودات کے ہر ذرہ کو اس کے حسبِ حال فیض پہنچاتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ سرکارِ رحمتہ للعالمین ہونا ہی سرکار کے مرکز حیات ہونے کی تابناک دلیل ہے کیونکہ جب تک تاجداد کائنات ﷺ خود زندہ نہ ہوں کسی کو فیض رسائی نہیں فرما سکتے۔ (ماخوذ از مقالاتِ کاظمی)

ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَقُولُ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

ثُمَّ لَأَنْ قَامَ عَلَيَّ قَبْرِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أُجِيبْنَهُ

(مقالاتِ کاظمی دوم ص ۲۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور

انور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ

قدرت میں میری جان ہے عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے پھر وہ اگر

میری قبر پر کھڑے ہو کر اور یا محمد کہہ کر مجھے پکاریں گے تو میں ضرور

جواب دوں گا۔

۱۲۶  
عالم برزخ میں سید المحبوبین کا علم بیکراں:

حضور سید المحبوبین ﷺ کی بے مثال حیاتِ برزخی کے بعد اب آپ کے علم بے پایاں کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔ تفسیر نیشاپوری میں آیت کریمہ: وَجِئْنَا بِكَ عَلِيٌّ هُوَ لَأَشْهَدُكَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ

لَا نَزْوَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدًا عَلَى جَمِيعِ  
الْأَرْوَاحِ وَالْقُلُوبِ وَالنُّفُوسِ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ رُوحِي

ترجمہ: یعنی اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم میں یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اے محبوب ہم ان سب پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور شاہد و مشہور ﷺ کی روح اقدس تمام عالم میں ہر ایک روح ہر ایک کے دل اور ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے اور ان میں سے کوئی چیز آپ کی نگاہ پاک سے پوشیدہ نہیں رہتی اسی لئے قیامت کے دن آپ سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور روح کائنات ﷺ کی موت و حیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جیسے پہلے اپنی امت کے احوال و اعمال اور دل کے خطرات اور ارادوں کو جانتے تھے وہ آج بھی گنبد خضریٰ میں تشریف فرما ہو کر امت مرحومہ کے احوال کی نگہبائی فرما رہے ہیں۔

مواہب لدنیہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

قَالَ عُلَمَاءُنَا لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ فِي مُشَاهَدَتِهِ  
لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ  
ذَلِكَ جَلِيٌّ عِنْدَهُ وَلَا خِيفَاءَ بِهِ

ترجمہ: ہمارے علماء نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کی موت و حیات میں کوئی فرق نہیں ہے امت کے احوال، ان کی نیتیں، ان کے عزائم، ان کے دل کے خطرات یہ سب حضور کے سامنے بالکل واضح ہیں اسی میں کوئی اخفاء نہیں ہے۔



## بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دُرود و سلام پیش ہونے کے طریقے

۱) حضور جانِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں متعدد طریقے سے درود و سلام پیش ہوتا ہے، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

1- بہت سارے فرشتے زمین میں گشت لگاتے رہتے ہیں، اور جب کوئی درود و سلام پڑھتا ہے تو وہ ملائکہ سیاحین بارگاہِ اقدس میں درود و سلام کو پڑھنے والے کے نام و نسب کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

فقہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے:

إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي  
السَّلَامَ (رواه النسائي)

ترجمہ: سرکارِ مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت ام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَوَاتِكُمْ تَبْلُغُنِي (نسیم الریاض، جلد سوم) تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر دو بھیجو، بے شک تمہارا درود فرشتے مجھے پہنچاتے ہیں۔

2- اسماعیل الخبث یعنی ساری مخلوق کی باتیں سننے والا ایک فرشتہ سرکار کی ڈیوڑھی پر مقرر ہے۔۔۔ ب کوئی شخص درود و سلام پڑھنا ہے تو وہ فرشتہ درود و سلام پڑھنے والے کے نام و نسبت کے ساتھ بارگاہِ انور میں یوں عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ ﷺ،

فلاں بن فلاں نے آپ پر یہ درود و سلام بھیجا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ بَقْبِرِي  
مَلَكًا أَعْطَاهُ اسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَيَّ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَبْلَغْنِي بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ هَذَا فُلَانُ بْنُ  
فُلَانٍ قَدْ صَلَّى عَلَيْكَ (القول البدیع)

ترجمہ: سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے  
ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے۔ جس کو ساری مخلوق کی باتیں  
سننے کی طاقت عطا فرما رکھی ہے، پس جو شخص مجھ پر قیامت تک درود  
سلام بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر  
درود پہنچاتا رہے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اس  
حدیث کو علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے نسیم الریاض میں  
اس طرح نقل کیا ہے:

إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مَلَكًا أَعْطَاهُ اسْمَاعَ  
الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَيَّ قَبْرِي إِذَا مِتُّ فَلَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّي  
عَلَيَّ إِلَّا قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ، صَلَّى  
عَلَيْكَ فَلَا تُفِيصِلِي الرَّبُّ عَلَيَّ ذَاكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ  
وَاحِدَةٍ عَشْرًا (نسیم الریاض) جلد ۳ ص ۵۰۳

ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک باری  
تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت اللہ  
نے دی ہے، وہ فرشتہ میرے وصال کے بعد میری قبر پر کھڑا ہوگا۔ پس  
جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجے گا، وہ فرشتہ مجھ سے کہے گا، یا محمد ﷺ، فلاں  
شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ بس رب کریم اسی آدمی پر ہر درود  
کے بدلے میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

علامہ موصوف نے اسی طرح کی ایک دوسری حدیث بھی نقل فرمائی ہے۔ جس میں  
ہے کہ وہ فرشتہ قیامت تک میری قبر پر مقرر رہے گا۔ پس میری امت میں سے جو شخص مجھ پر  
درود بھیجے گا، وہ فرشتہ مجھ سے کہے گا، یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے آپ پر اتنی اتنی مرتبہ

درود بھیجا ہے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا، میرے رب کریم نے اپنے کرم سے، مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اس حدیث پاک کو اس طرح روایت

کی ہے:

عَنْ عَمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ اسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمًا عَلَى قَبْرِى فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّى عَلَيَّ عَلَى صَلَوةٍ إِلَّا بَلَغْنِيهَا

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فرشتہ ہے جسے اللہ نے ساری مخلوق کی باتیں سننے کی طاقت دی ہے وہ میری قبر کے پاس کھڑا ہے۔ پس کوئی شخص نہیں جو مجھ پر درود بھیجے مگر وہ فرشتہ اس کا درود مجھے پہنچا دیتا ہے۔

اس مفہوم کی ایک حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”حیۃ الانبیاء“ میں اور علامہ اصہبانی نے ”ترغیب“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث پاک میں حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، جس شخص نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود پڑھا تو اس کی سو (۱۰۰) ضرورتیں پوری ہوں گی۔ ستر (۷۰) حاجتیں آخرت کی اور تیس (۳۰) حاجتیں دنیا کی۔ پھر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درود شریف کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو اسے میری قبر میں پہنچایا کرتا ہے۔ جس طرح تم کو ہدایا پہنچائے جاتے ہیں۔ بے شک موت کے بعد بھی میرا علم ایسا ہے جس طرح کہ زندگی میں ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح منقول ہے:

يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ فَأَتَبْتُهُ فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ

ترجمہ: یعنی وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام اور اس کا نسب مجھے بتاتا ہے، میں اسے ایک چمکتے ہوئے صحیفہ میں رکھ لیتا ہوں۔

ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ جب بھی سرکار کا کوئی امتی قریب و بعید سے درود

سلام بھیجتا ہے تو اس کا درود و سلام اسماع الخلاق (ساری مخلوق کی باتیں سننے والا فرشتہ) اور دوسرے ملائکہ بارگاہ عالی میں درود و سلام پڑھنے والے کے نام و نسب کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔

3- حضور محبوب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کا درود و سلام بہ نفس نفیس خود بھی سماعت فرماتے

ہیں، درود و سلام پڑھنے والا چاہے روضہ اقدس سے قریب ہو یا بعید۔

نسیم الریاض میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ

عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی شخص مجھ

پر سلام پڑھے تو اللہ تعالیٰ میری جانب میری روح کو لوٹا دیتا ہے۔

یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

اس حدیث مبارکہ میں ما نافیہ ہے اور احد نکرہ ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ نکرہ

جب چیز نفی میں ہوتا ہے تو اس سے عموم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس مسلمہ قاعدے کی روشنی

میں حدیث مذکور کا مطلب یہ ہوا کہ درود و سلام پڑھنے والے ہر شخص کا درود و سلام سرکار اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس خود سنتے ہیں، درود پڑھنے والا چاہے روضہ اقدس سے قریب ہو یا دور۔

صاحب نسیم الریاض نے حدیث مذکور کی تشریح میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

مِعْنَاهُ اللَّهُ تَعَالَى رَدُّ رُوحِهِ الشَّرِيفَةِ لِأَجْلِ رَدِّ سَلَامٍ مَنْ

يُسَلِّمُ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَمَرَّتْ فِي جَسَدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۹۹)

ترجمہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کی

روح اقدس کو جسم اطہر میں لوٹا دیا تاکہ آپ درود و سلام بھیجنے والوں

کے سلام کا جواب عطا فرمائیں، پھر ہمیشہ کے لئے آپ کی روح طیبہ

جسد اطہر میں موجود ہوگی۔

۱ النكرة في موضع النفي تعم

وَقِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَاةَ  
 الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ أَوْ يَأْتِي بِعَدَاكَ مَا خَالَهُمَا  
 عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مُحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ  
 وَتُعَرِّضُ عَلَيَّ صَلَاةَ غَيْرِهِمْ عَرَضًا (دلائل الخيرات ص ۲۸)  
 ترجمہ: سرکارِ دو عالم ﷺ سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ،  
 جو لوگ موجود نہیں یا بعد میں پیدا ہوں گے ان کے صلوة و سلام کے  
 بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ان لوگوں کے صلوة و سلام پیش  
 ہونے کی کیا کیفیت ہوگی۔ سرکار نے فرمایا کہ اہل محبت کے درود و  
 سلام کو میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور ان کے علاوہ اور  
 لوگوں کا درود و سلام بھی میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

ابن قیم نے اپنی مشہور کتاب ”جلاء الافہام“ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ  
 سے روایت کردہ یہ حدیث نقل کی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ  
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ  
 يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدُ  
 وَفَاتِكَ ، قَالَ وَبَعْدُ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ  
 تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور  
 اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا  
 کرو۔ اس لئے کہ وہ یوم مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے  
 ہیں، کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز  
 مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ  
 عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ) نے عرض کیا، حضور، آپ کی وفات  
 کے بعد بھی؟ فرمایا، ہاں میری وفات کے بعد بھی، بے شک اللہ تعالیٰ  
 نے زمین پر حرام فرمادیا ہے۔ کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

اس ارشاد کی تفصیل یہ ہے کہ حضور جانِ دو عالم ﷺ روضہ اقدس میں جسمانی اور حقیقی زندگی کے ساتھ جلوہ فرما ہیں اور درود و سلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ حدیث مذکورہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب بھی کوئی شخص بارگاہِ اقدس میں درود و سلام بھیجتا ہے تو آپ کی روح مقدسہ جسم اطہر میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ چوبیس گھنٹے میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں پوری دنیا میں کسی جگہ بھی آپ پر درود نہ بھیجا جاتا ہو بلکہ ہر لمحہ کہیں نہ کہیں سے ضرور بھیجا جاتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ روح اقدس ہمہ وقت جسم پر نور میں موجود رہتی ہے۔ چنانچہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى حَيَاةٍ  
مُسْتَمِرَّةٍ لِأَنَّ الْكُونَ لَا يَخْلُو مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي  
كُلِّ لَحْظَةٍ

ترجمہ: یعنی حدیث مذکور اس بات پر دلیل ہے کہ حضور سید عالم ﷺ اپنی حیاتِ جادوانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ کیونکہ شب و روز میں ایک لمحہ بھی ایسا خالی نہیں کہ جس میں سارے عالم میں آپ پر کہیں سے سلام نہ بھیجا جاتا ہو۔ جب کہ ہر لمحہ میں نہ صرف ایک بار بلکہ بے شمار درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔

دُرود و سلام جہاں سے بھی پڑھا جائے  
سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے ہیں

حضرت علامہ ابو عبد اللہ محمد سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل الخیرات شریف میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

یہ دونوں احادیث اس بات پر نص صریح ہیں کہ دو روز نزدیک جہاں سے بھی درود و سلام پڑھا جائے حضور انور ﷺ اسے سماعت فرماتے ہیں۔ اب اس بارے میں واقعاتی شہادتیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فَسَمِعْتُ مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ يَقُولُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ تو میں نے سنا، سرکار روضہ اقدس سے وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فرماتے ہیں۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۰۳)

علامہ سلیمان بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْتُونَكَ فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْكَ  
اتَّفَقَهُ سَلَامُهُمْ قَالَ نَعَمْ وَأَرَدْتُ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: میں نے حضور رحمت عالم ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ آپ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، کیا آپ ان کے درود و سلام سے واقف ہیں۔ سرکار نے فرمایا، ہاں میں جانتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص )

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ کبیر سید احمد

رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور درود و سلام کے بعد عرض کیا۔

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِي كُنْتُ أَرْسَلُهَا

تَقْبَلُ الْأَرْضِ عَنِّي وَهِيَ نَائِبَتِي

وَهَذِهِ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ

قَامِدُو يَمِينِكَ كَيْ تَحْطِيَ بِهَا شَفَتِي

ترجمہ: یعنی اے نانا جان دوری کی حالت میں اپنی روح کو حضور میں بھیج دیا کرتا تھا۔ وہ میری نائب ہو کر زمیں بوس ہو جاتی تھی۔ اب جسم کی حاضری کی نوبت آئی ہے تو اپنا دایا ہنہا دست انور دیجئے تاکہ میرا

لب اس کے بوسے سے مشرف ہو۔ چنانچہ آپ کی التجا پر حضور رحمة  
للعالمین ﷺ کا نورانی ہاتھ روضہ انور سے باہر نکلا اور آپ اس کے  
بوسے سے مشرف ہوئے۔ (سعادة الدارين ص ۴۳۲)

حضرت سید عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک زمانہ میں ملک شام  
کے شہر دیرین میں بڑے بڑے صاحب روحانیت بزرگ تشریف فرما تھے۔ آپ میں اتفاق  
رائے سے یہ طے پایا کہ یہاں پر جتنے بزرگان دین ہیں ان میں سے ہر ایک بزرگ مسجد کی  
محراب میں کھڑے ہو کر حضور اقدس ﷺ کو پکارے۔ حضور جس کی التجا پر جواب عنایت  
فرمائیں اسی کو شیخ وقت تسلیم کر لیا جائے۔ ہر ایک بزرگ نے معروضہ پیش کیا **يَا جَدِّي**  
**يَا رَسُولَ اللَّهِ** لیکن حضور نے کسی کی نداء پر لبیک نہیں فرمایا۔ جب سب بزرگ فارغ ہو چکے  
تو آخر میں حضرت سید عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑے اور عرض کیا **يَا سَيِّدِي**  
**يَا رَسُولَ اللَّهِ**، حضور نے ارشاد فرمایا:

**لَبَّيْكَ يَا عَبْدَ الْعَزِيزِ** (جو اہل الجار، ج ۲ ص ۱۲۰)

شبہ کا ازالہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں اور علامہ اصہبانی رحمۃ اللہ علیہ نے  
”ترغیب“ میں روایت کی ہے:

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ  
نَائِبًا بَلَغْتُهُ**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، حضور نبی  
کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے میری قبر کے نزدیک مجھ پر  
درو پڑھا، میں اسے خصوصی توجہ کے ساتھ خود سنتا ہوں اور جس نے  
دور ہونے کی حالت میں مجھ پر درود پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

بعض حضرات اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کا

دروود و سلام سننا اسی وقت ہوتا ہے جب روضہ انور کے قریب پڑھا جائے۔ اور جو درود و سلام  
دور سے پڑھا جاتا ہے سرکار اسے نہیں سنتے ہیں۔ بلکہ وہ فرشتوں کے ذریعہ بارگاہ عالی میں



پہنچایا جاتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ماسبق میں دور سے درود و سلام سماعت فرمانے کے متعلق دلائل و شواہد پیش کئے جا چکے ہیں، مزید برآں عرض یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور نے یہ کہاں ارشاد فرمایا ہے کہ دور سے درود و سلام والے کا درود و سلام صرف ملائکہ کے ذریعے مجھے پہنچتا ہے۔ میں اسے مطلقاً نہیں سنتا ہوں، اور اگر فرشتوں کے ذریعے سننے کو حضور اقدس ﷺ کے سننے کے منافی قرار دیا جائے تو مندرجہ ذیل حدیث سے یہ لازم آئے گا کہ روضہ انور پر جو درود و سلام پڑھا جاتا ہے حضور اسے بھی سماعت نہیں فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي وَكَلَّ اللَّهُ بِهِ مَلَكٌ يُبَلِّغُنِي وَكَفَى أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيدًا وَشَفِيعًا

(القول البدیع، ص ۱۵۶)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کا درود مجھے پہنچا دیتا ہے، اور وہ اپنے امور دنیا اور آخرت کے کفایت کیا جاتا ہے اور میں قیامت کے دن اس کا نگہبان اور شفیع ہوں گا۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ روضہ مبارک کے پاس جو درود پڑھا جاتا ہے اس کو بھی ملائکہ کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ پس اگر فرشتوں کے ذریعے درود و سلام کا پہنچایا جانا حضور کے نہ سننے کے لئے لازم قرار دیا جائے تو یہ دونوں حدیثیں آپس میں معارض ہو جائیں گی۔ لہذا معلوم ہوا کہ فرشتوں کا بارگاہ رسالت میں درود و سلام کا پہنچانا سمع اقدس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر دربار رسالت میں درود پہنچانا سرکار کی لاعلمی کی وجہ سے ہوتا تو روضہ اطہر پر پڑھے ہوئے درود و سلام کو ملائکہ کے ذریعے پہنچانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ پس واضح ہو گیا کہ روضہ انور پر جو درود و سلام پڑھا جاتا ہے، سرکار اسے سنتے بھی ہیں اور ملائکہ اسے پیش بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح دور سے جو درود و سلام پڑھا جاتا ہے اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اور سرکار خرق عادت کے طور پر سماعت بھی فرماتے ہیں۔

دور سے درود و سلام سماعت فرمانے پر ایک کھلی ہوئی دلیل یہ بھی ہے کہ جب شاہی بارگاہ کی ڈیوڑھی پر حاضر رہنے والے درباری صاسماع الخلاق فرشتہ) کی قوت سماعت اتنی شاندار ہے کہ وہ ساری مخلوقات کی باتیں سنتا ہے تو اس دربار عالی کے شہنشاہ کی طاقت سماعت اور عظمت بیکراں کا ان کا کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ اب رہا یہ سوال.....؟  
ایک سوال کا جواب:

کہ جب سرکار خود ہی امت مرحومہ کے ہر فرد کا درود و سلام بہ نفس نفیس سماعت فرماتے ہیں تو پھر درود و سلام کو فرشتوں کے ذریعہ بارگاہ نبوت میں پیش ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے دربار شاہی کی رفعت و عظمت کو ظاہر فرمانے کے لئے رب قدیر نے ملائکہ کو اس بات کے لئے مامور فرما دیا ہے کہ وہ امت کا درود و سلام حضور خیر الانبیاء ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کریں۔ نیز اس سے درود و سلام پڑھنے والے کی محبوبیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ درود بھیجنے والا صرف ایک بار درود پڑھتا ہے مگر اس کا نام بار بار حضور اقدس میں پیش ہوتا ہے۔ کبھی روضہ انور پر متعین فرشتہ کہتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ فلاں آپ کے امتی نے آپ پر درود و سلام بھیجا ہے، اور کبھی زمین پر گشت لگانے والے فرشتے عرض کرتے ہیں، یا حبیب اللہ آپ کے فلاں امتی نے درود و سلام کا تحفہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ مالک ارض و سماء کی اس میں بے شمار حکمتیں ہوں گی۔ اس کی نظیر اس حدیث میں ہے کہ روزانہ بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ رب العالمین جل شانہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ وہ ساری مخلوقات کی ہر ایک حرکت کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ پھر بھی اس نے نیکی اور بدی کو لکھنے کے لئے کرائما تین (فرسوں) کو مقرر فرما رکھا ہے۔ اور کائنات کے دیگر امور پر بھی فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے۔ ظاہر ہے ایسا کرنے میں اس کی ہزار ہا حکمتیں ہیں۔ اسی طرح درود پاک کا مسئلہ ہے۔ اسی نے اپنے محبوب معظم ﷺ کو دور و نزدیک سننے کی طاقت و توانائی عطا فرما رکھی ہے اور وہی ملائکہ کے ذریعے سے اپنے حبیب کریم کی بارگاہ میں درود و سلام کو پیش کراتا ہے۔

دُور و نزدیک سے دُرود و سلام سننے کے بارے میں

### (اقوالِ ائمہ)

احادیث اور واقعات کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور کا کوئی امتی کہیں سے کسی وقت بھی درود و سلام بھیجتا ہے تو حضور سرور کائنات ﷺ اس کو بہ نفس نفیس سماعت فرماتے ہیں۔ اب لیجئے اس بارے میں ائمہ دین و ملت کے ارشادات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث **إِلَّا رَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ رُوحِي** کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَنْ يَكُونَ الرُّوحُ كِنَايَةً عَنِ السَّمْعِ وَيَكُونُ  
الْمُؤَادَ اللَّهُ تَعَالَى يَرُدُّ عَلَيْهِ سَمْعَتَهُ الْخَارِقَ لِلْعَادَةِ بِحَيْثُ  
يَسْمَعُ سَلَامَ الْمُسْلِمِ وَإِنْ بَعْدَ قَطْرَةٍ

ترجمہ: یعنی روح اقدس لوٹانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر آپ کی سمع خارق للعادة کو لوٹا دیتا ہے، اس طرح کہ سرکارِ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں چاہے وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔

(مقالات کاظمی، دوم ص ۵۸، بحوالہ انباہ الاذکیا)

علامہ ابوالیمن ابن عسا کر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا جَازَ رَدُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ  
مِنَ الزَّائِرِينَ لِقَبْرِهِ جَازَ رَدُّهُ عَلَى مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ مِنْ  
جَمِيعِ الْأَفَاقِ مِنْ أُمَّتِهِ عَلَى بَعْدِ مَسَافَةٍ

(نسیم الریاض، ج ۳ ص ۵۰۰)

ترجمہ: یعنی جب یہ بات واضح ہے کہ آپ روضہ اقدس کی زیارت کرنے والوں کے صلوة و سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں تو یہ بھی درست ہے کہ آپ ساری کائنات میں دور سے صلوة و سلام عرض

کرنے والے اپنے ہر امتی کو جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

اس طرح علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”القول البدیع“ میں ارشاد فرمایا ہے:  
حضرت سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

بدانکہ دے علیہ السلم می بیندومی شنود کلام ترا زیر کردے علیہ السلام متصف است  
بصفات الہیہ ویکے از صفات الہیہ آنت انا جلیس من ذکرنی مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ  
وسلم نصیب وافر است (مدارج النبوة، ج ۲ ص ۸۸) جان لو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں  
دیکھتے ہیں اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفات الہی سے متصف ہیں اور اللہ  
تعالیٰ کی ایک صفت انا جلیس من ذکرنی ہے یعنی جو میرا (خدا) ذکر کرے میں اس کا  
ہم نشین ہوں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت سے پورا پورا حصہ ملا ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وظاہر الأطلاق الشامل لكل مکان وزمان ومن خص  
الرد بوقت الزيارة فعليه البيان

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حدیث اَلَا رَدَّ اللهُ اِلَى رُوحِي میں صلوة و سلام  
پیش کرنے والے کو جواب مرحمت فرمانا مطلقاً ارشاد فرمایا گیا ہے، یعنی کوئی شخص کہیں سے کسی  
وقت بھی درود و سلام عرض کرتا ہے تو سرکار اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ اس میں زمان و  
مکان کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ پھر اگر کوئی شخص کہے کہ حضور صرف، روضہ اقدس پر حاضر ہو کر  
درود و سلام عرض کرنے والے کے درود کو سنتے ہیں اور جواب عطا فرماتے ہیں تو اس بات کے  
قائل پر لازم ہے کہ وہ اپنے قول کی سچائی پر دلیل لائے۔ علامہ موصوف مزید ارشاد فرماتے  
ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ صرف روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کرنے والوں کا درود و سلام سرکار  
سنتے ہیں اور جواب سے سرفراز فرماتے ہیں تو اس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی  
تخصیص نہ ہوگی۔ کیونکہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا  
فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

ترجمہ: یعنی جب کوئی مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا  
میں پہچانتا تھا، پس جب وہ اس کو سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اس کو

پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حدیث مذکور سے بالکل عیاں ہے کہ ہر وفات یافتہ مسلمان اپنی قبر پر آنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ پھر اگر حضور خلاصہ کائنات ﷺ کے لئے بھی یہی علم و ادراک کی قوت مانی جائے تو اس میں حضور سید العالمین ﷺ کے لئے کوئی امتیازی خصوصیت نہیں پائی جائے گی، اور یہ تخیل بلاشبہ باطل ہے۔

غزالیٰ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”جب عام اولیاء کرام جو قربِ نوافل کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں ان کے لئے بخاری شریف کی حدیث میں وارد ہے، اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے: كُنْتُ سَمِعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِي وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِي امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَّهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصْرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ (تفسیر کبیر، ج ۸ ص ۶۸۸، طبع مصر)

ترجمہ: یعنی اللہ کے جلال کا نور جب بندے کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید کی چیزوں کو سنتا ہے، اور یہی نور جلال جب بندے کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے، دور کی چیزوں کو دیکھنا اور سننا جب اولیائے کرام کے لئے دلیل شرعی سے ثابت ہے تو نبی کریم ﷺ جو ولایت کاملہ کی صفت سے متصف ہیں، کی ذات مقدسہ سے یہ کمال کیسے منہی ہو سکتا ہے۔“

منکرین کے شبہ کو دور کرتے ہوئے علامہ موصوف مزید فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے جسے تمام مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت دی گئی ہے وہ سب کا درود سنتا ہے اور بارگاہِ اقدس میں پہنچاتا ہے۔ تمام آوازوں کو سننے کی صفت اگر غیر اللہ کے لئے محال قرار دی جائے تو آخر فرشتہ بھی تو غیر

اللہ ہے۔ اس کو یہ صفت کیسے عطا ہوگئی۔ اور اگر ممکن ہے تو رسول اللہ کے حق میں اس امکان کا عقیدہ کیوں ضلالت قرار پایا، حالانکہ حضور ﷺ کے لئے ایسے باطنی کان اور آنکھیں ثابت ہیں جو ماورائے عالم اجسام کا ادراک کرتے ہیں۔“ (مقالات کاظمی، دوم ص ۷۴)

دروود سے درود و سلام سننے پر عقلی ثبوت:

علامہ کاظمی مدظلہ العالی نے درود و سلام کے سننے پر عقلی دلیل بیان فرمائی ہے، جو پوری توجہ سے پڑھنے کے قابل ہے۔ موصوف فرماتے ہیں:

”عقل سلیم کی روشنی میں بھی درود شریف سننے کا استحالة قابل تسلیم نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ قبر انور پر جو درود پڑھا جاتا ہے سرکارا سے ضرور سنتے ہیں اب ہمیں یہ بتایا جائے کہ قبر انور پر درود پڑھنے والے کی آواز کس ذریعہ سے حضور کو پہنچتی ہے۔ جس طرح عادتاً دور کی آواز کا حضور تک پہنچنا محالِ عادی ہے بالکل اسی طرح قبر انور پر صلوة و سلام کا حضور علیہ السلام کی سمع اقدس تک پہنچ جانا بھی یقیناً محالِ عادی ہے کیونکہ قبر انور میں جس مقام پر رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہیں وہاں نہ دنیا کی کوئی ہوا پہنچ سکتی ہے نہ عالم اسباب کے مطابق کسی آواز وغیرہ کا پہنچنا ممکن ہے، اس کے باوجود بھی حضور علیہ السلام قبر انور پر درود و سلام کی آوازیں سن لیتے ہیں، تو اگر اسی طرح بعید کی آوازیں بھی سن لیں تو کون سا استحالة لازم آتا ہے۔“

## فوائدِ درود و سلام اقوالِ ائمہ کی روشنی میں

گزشتہ اوراق میں درود و سلام کے فضائل و فوائد کو کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کیا گیا، اب ذیل میں درود و سلام کے محامد و ثمرات ائمہ دین کے ارشادات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قول بدیع“ میں، سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سعادة الدارين و مدارج النبوة“ میں، علامہ خفاجی نے ”نسيم الرياض“ میں اور دیگر ائمہ دین رحمہم اللہ اجمعین نے اپنی مبارک کتب و رسائل میں درود و سلام کے بے شمار فوائد و ثمرات کا ذکر فرمایا ہے، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

درود و سلام پڑھنے کا ثواب دس غلاموں کے آزاد کرنے اور دس جہادوں میں شریک ہونے کے برابر ہے، اور یہ کہ اس کے پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے، اور حضور سید الانبياء ﷺ کی شفاعت، آپ کی شہادت اور درجہ قرب میسر آتا ہے۔ درود خواں کے لئے بابِ جنت کو کھلوانے میں حضور کا اپنے دستِ انور کو تکلیف دینا اور اس کا سب سے پہلے قیامت میں حضور کے ساتھ دوسروں سے پہلے داخل ہونا اور اس دن کی تمام شدتوں پر حضور کا متکفل ہونا اور تمام مہمات و قضایا میں آپ کی کفایت فرمانا اور تمام حوائج اور مغفرتِ گناہ میں کوشش فرمانا، اور تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کا محو فرمانا، یہ سب درود شریف ہی کی برکتیں ہیں، اور بعض کا قول ہے کہ درود شریف کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ فرائض میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں، درود شریف ان کا کفارہ بن جاتا ہے اور صدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے بلکہ اس سے افضل و اعلیٰ ہے۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ

تکلیفوں کا دور ہونا، بیماریوں سے شفا پانا، خوف و خطر اور بھوک کا جاتے رہنا، تہمتوں سے بری و پاک ہونا، اس کی صلوة کا خدائے عزوجل کی صلوة اور فرشتوں کی صلوة سے مل جانا، مال میں زیادتی و پاکیزگی کا ہونا۔ طہارت ذات، صفائی قلب اور فارغ البالی کا ہونا اور تمام امور میں برکتوں کا حاصل ہونا حتیٰ کہ اسباب و اموال اور اولاد در اولاد چار پشتوں تک برکتیں نازل ہونا۔ یہ سب درود کے فوائد ہیں:

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ

اور قیامت کی ہولنا کیوں سے نجات پانا، سکرات موت میں آسانی پیدا ہونا دنیا کی ہلاکتوں سے چھٹکارا پانا۔ زمانہ کی تنگی سے خلاصی پانا۔ بھولی چیزوں کا یاد آ جانا۔ فقر و احتیاج کا جاتے رہنا۔ بخل و جفا کی برائیوں سے محفوظ رہنا۔ ناک گرد آلود ہونے کی دعا سے محفوظ رہنا۔ مجلس کا معطر و پاکیزہ ہونا۔ رحمتوں کا چھا جانا۔ صراط سے گزرتے وقت ایک نور کا تاباں ہونا اور اس حال میں ثابت قدم و برقرار رہنا، اور پلک جھپکتے پل صراط سے گزر جانا۔ برخلاف تارک درود کے مسلمانوں کے دل میں جاگزیں ہونا۔ رسول کریم ﷺ کی محبت دل میں مستحکم ہونا۔ روز قیامت حضور کا مصافحہ فرمانا۔ خواب میں حضور کے جمال جہاں آرا کو دیکھنا۔ ملائکہ کا مرحبا کہنا۔ اس کے درود کی کتابت سونے کے قلم سے چاندی کے کاغذ پر ہونا۔ درود و سلام کے فرشتوں کا اس کے لئے خیر میں زیادتی کی دعا اور استغفار کرنا۔ یہ سب درود و سلام کے اعظم فوائد ہیں، اور سب سے اہم اور بڑی بات تو یہ ہے کہ جواب سلام کے حصول کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سنتِ مستمرہ بلکہ لازم کردہ فرض ہے۔ اس سے بڑی سعادت اور کون سی ہوگی کہ حضور اکرم ﷺ کی سلامتی و خیر کی دعا اس کے شامل حال ہوگی۔ اگر مدت العمر میں یہ سعادت ایک مرتبہ بھی ہاتھ آجائے تو ہزار ہا کرامتوں کا موجب اور بے شمار برکتوں کا باعث ہے۔ اور بکثرت ایسے حضرات ہیں جنہوں نے اپنا سلام پیش کرنے سے پہلے حضور اقدس کا سلام پایا۔ کیونکہ آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ کان یبادر بالسلام یعنی آپ سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے، اور بہت سے خوش نصیب حضرات ایسے بھی ہیں جو اپنے سلام کے بعد جواب سلام سے مشرف ہوئے اور پھر سرکار نے اپنے کرم خسروانہ سے خود بھی سلام سے نوازا۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخُلُقِ كُلِّهِمْ



رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دونوں فرشتے یعنی کراما کا تبین تین دن تک اس کے گناہ لکھنے سے رُکے رہتے ہیں (تا کہ وہ گناہ سے توبہ کر لے) اور لوگوں کو اس کی عیب جوئی سے باز رکھتے ہیں۔ اور قیامت کے روز درود شریف پڑھنے والا عرش کے نیچے ہوگا اور درود اس کے نیک اعمال کے پلڑے کو وزنی کر دے گا اور وہ پیاس سے محفوظ رہے گا، اور دنیا و آخرت کے معاملات میں رشید و ہدایت میسر آئے گی۔ اور حضور اکرم ﷺ پر درود پڑھنا ذکر الہی کو بھی شامل ہے اور اس کی نعمتوں کے شکر اور معرفت حق کو متضمن ہے، اور درود کی بدولت بیکراں اور وافر نعمتیں ملتی ہیں۔

## دُرود و سلام کے مخصوص فضائل و فوائد

حضور سید العالمین ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے لئے کوئی خاص صیغہ و مقدار مقرر نہیں ہے۔ ہر وہ درود جس میں صلوة و سلام اور حضور کی شایان شان الفاظ مستعمل ہوں، پڑھا جائے تو حکم الہی کی تعمیل ہو جائے گی۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سعد الدین محمد المحوی قدس سرہ العزیز کے واسطے سے نقل فرمایا ہے کہ مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) طریقوں سے حضور سید الکونین ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا معمول رہا ہے۔

(روح البیان، سورہ احزاب، ج ۷ ص ۲۳۳)

غرض یہ کہ حضور سید المرسلین ﷺ پر درود و سلام بھیجنے میں جتنی زیادہ مقدار اور کیفیت میں زیادتی ہوگی اتنا ہی اس پر رب کریم جل شانہ کی بارگاہ رحمت سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا اور اس کے لئے انوار و برکات کے تمام دروازے کھل جائیں گے اور اس میں دونوں جہاں میں رحمت خداوندی کا نزول ہوگا۔

حضور سرور کائنات ﷺ پر مطلقاً درود و سلام بھیجنا ہی قرب الہی کی منازل پر فائز کرنے کے لئے بھرپور ضمانت ہے البتہ ہمارے ائمہ دین اور سلف صالحین نے مخصوص الفاظ کے ساتھ درود و سلام پڑھنے پر خاص فوائد و ثمرات کا ذکر فرمایا ہے۔ ہم ان میں بعض کو درج ذیل کر رہے ہیں:

القول البدیع میں ہے، حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوا عَلَيَّ الْمُرْسَلِينَ

(القول البدیع ص ۵۲)

ترجمہ: جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو مرسلین پر بھی سلام بھیجو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ الْمُرْسَلِينَ فَصَلُّوا عَلَيَّ مَعَهُمْ فَإِنِّي رَسُولٌ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

ترجمہ: جب تم مرسلین عظام پر درود بھیجو تو اس کے ساتھ مجھ پر بھی

درود بھیجو۔ کیونکہ میں مرسلین میں سے ایک رسول ہوں۔

اسی مضمون کی ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں سرکار

نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوا عَلَيَّ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي

ترجمہ: انبیائے کرام و مرسلین عظام پر درود بھیجو، بے شک اللہ

تعالیٰ نے انہیں بھی اسی طرح مبعوث فرمایا جس طرح کہ مجھے مبعوث

فرمایا ہے۔

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَسَلَّم تَسْلِيمًا كَثِيرًا

ان احادیث مبارکہ کے پیش نظر بہتر ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ پر درود و سلام

بھیجنے کے بعد:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَيَّ

الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

پڑھا جائے تاکہ جملہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی مقدس بارگاہوں میں ہدیہ صلوة

وسلام پیش ہو جائے۔

## دُرودِ ابراہیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا  
 اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا  
 مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا  
 اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حضورِ اکرم ﷺ نے اس درود پاک کو خاص طور سے نماز میں پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ احناف کے نزدیک نماز میں اسی درود شریف کا پڑھنا افضل و اولیٰ ہے۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز کے اندر اور باہر صرف درودِ ابراہیمی کو پڑھنا چاہئے اور دوسرا کوئی درود نہیں پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ حضورِ اقدس ﷺ نے امتِ مسلمہ کو صرف درودِ ابراہیمی ہی پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔

گزارش ہے کہ آیتہ مذکورہ میں خداوند قدوس نے مومنین کی صلوة و سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا ہے، اور درودِ ابراہیمی پڑھنے سے صرف صلوة کی تعمیل ہوگی۔ اور وسلمو تسليما پر عمل نہ ہوگا۔ کیونکہ درودِ ابراہیمی میں صرف صلوة کا ذکر ہے۔ لہذا آیتہ کریمہ پر پوری طرح عمل کرنے کے لئے درود شریف میں صلوة و سلام دونوں کا پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم شریف نے اپنی کتاب ”اذکار“ میں اور برکتہ الرسول سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جذب القلوب“ میں صرف صلوة پڑھنے کو مکروہ بتایا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ حضور معلم کائنات ﷺ نے ہمیں درودِ ابراہیمی میں صرف صلوة کی تعلیم دی ہے تو اس کی وجہ احادیث کے بیان سے بالکل عیاں ہے کہ التحیات میں سلام پڑھنے کی تعلیم پہلے ہی دی جا چکی ہے۔ اس لئے سرکار نے درودِ ابراہیمی میں صرف صلوة پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ احادیث میں وارد ہے کہ جب آیتہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتُهٗ

الخ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا:

أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ  
صَلُّونَا فِي صَلَاتِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، سلام کو تو ہم نے خوب سمجھ لیا ہے۔ (یعنی ہم سب  
التحیات میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ پڑھتے ہیں) تو  
جب ہم نماز پڑھیں تو آپ پر اپنی نماز میں درود شریف کس طرح پڑھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ عالی میں عرض

کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ قَالَ  
تَقُولُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ الخ

ترجمہ: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ پر نماز میں کیسے  
درود پڑھیں۔ حضور نے فرمایا، تم کہو اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ الخ

ان احادیث کے بیان سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ درود ابراہیمی نماز کے  
لئے مخصوص ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے علامہ شوکانی ”تحفۃ الذاکرین“ میں تحریر کرتے ہیں:

وَفِيهِ تَقْيِيدُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ  
فَيُفِيدُ ذَلِكَ أَنَّ هَذِهِ الْأَلْفَاظَ الْمَرْوِيَّةَ مُخْتَصَّةً بِالصَّلَاةِ  
وَأَمَّا خَارِجُ الصَّلَاةِ فَيَحْضُلُ الْإِمْتِثَالُ بِمَا يُفِيدُهُ قَوْلُهُ  
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ

ترجمہ: اور اس حدیث میں آپ ﷺ پر نماز میں درود پڑھنا  
مقید کیا گیا ہے۔ پس مذکورہ عبادت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ یہ  
(درود ابراہیمی کے) الفاظ جو مروی ہیں یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں،  
نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہئے جس سے آیت إِنَّ اللَّهَ  
وَمَلَائِكَتَهُ کی پوری تعمیل ہو جائے۔ یعنی درود میں صلوة و سلام دونوں  
ہوں۔

اس دُرود پاک کا ثواب بہت بڑے

پیمانے میں ناپا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ  
بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ  
الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پیاری ہو کہ جب وہ ہمارے اہل بیت پر درود پڑھا کرے تو اس کا ثواب بہت بڑے پیمانے میں ناپا جائے تو اس کو چاہئے کہ ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھا کرے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ  
الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

القول البدیع میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی یہ حدیث مروی ہے درود شریف کا ثواب بڑے پیمانے میں ناپے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ملے گا۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جو چیزیں تھوڑی مقدار میں ہوتی ہیں وہ ترازو میں تولی جاتی ہیں اور جو زیادہ مقدار میں ہوتی ہیں ان کا ترازو میں آنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو بڑے پیمانے میں ناپا جاتا ہے۔

اسی (۸۰) سالہ گناہ معاف ہو جائیں گے

حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی

نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کے لئے اسی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ دارقطنی کی ایک روایت میں ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ درود شریف کس طرح پڑھا جائے۔ سرکار نے فرمایا، اس طرح پڑھو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ  
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

امی حضور سیدالمعلمین ﷺ کا معجزانہ لقب ہے۔ آپ کے اس مبارک لقب کو تورات و انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ بعض حضرات امی کا ترجمہ ان پڑھ اور جاہل کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ترجمہ کرنا ہی سب سے بڑی جہالت و نادانی ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سرکار کا امی ہونا دعوائے نبوت میں سے ایک دلیل ہے۔ آپ ﷺ علم و عرفان سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے لائے تھے۔ آپ بغیر کتاب علم، علم و معرفت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ جہاں تک اولین و آخرین کے علوم کی رسائی ناممکن ہے۔ چنانچہ صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

وَالْمَقَامُ الْأُمِّيُّ الَّذِي هُوَ مَخْصُوصٌ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: یعنی امی کا مقام یہ ہے کہ وہ تمام انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان صرف حضور سید المرسلین ﷺ کا وصف خاص ہے۔

علامہ موصوف امی کے معنی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمَعْنَى الْأُمِّيِّ أَنَّهُ أُمُّ الْمُؤْجُودَاتِ وَأَصْلُ الْمَكْنُونَاتِ  
كَمَا قَالَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَقَالَ حَكَايَتَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى  
لَوْلَاكَ لَمَا خُلِقْتُ الْكَوْنُ فَلَمَّا كَانَ هُوَ أَوَّلُ  
الْمُؤْجُودَاتِ وَأَصْلُهَا وَكَمَا سُمِّيَ أُمُّ الْكِتَابِ أَمَّا لِأَنَّهُ  
مَبْدَأُ الْكِتَابِ وَأَصْلُهَا

ترجمہ: یعنی امی کے معنی یہ ہیں کہ حضور باعثِ تخلیق کائنات ﷺ منبعِ موجودات اور اصلِ کائنات ہیں۔ جیسا کہ حضور نے خود ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو خلعتِ وجود سے نوازا۔ اور حدیثِ قدسی میں ہے، اے محبوب ﷺ اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا۔ پس معلوم ہو گیا کہ حضور مقصودِ کائنات ﷺ ہی اولِ موجودات اور اصلِ کائنات ہیں، اور جس طرح قرآن کریم کو اصلِ کتاب اور مبداءِ کتاب ہونے کی وجہ سے امّ الکتاب کہا جاتا ہے، اور کعبہ معظمہ کو اول الارض اور اول البیوت ہونے کی وجہ سے ام القریٰ کہا جاتا ہے، اسی طرح حضورِ اقدس ﷺ کا اصل کائنات ہونے کی وجہ سے امی کہا جاتا ہے۔

(روح البیان، سورہ اعراف، ج ۳ ص ۲۵۵)

امی و دقیقہ دانِ عالم بے سایہ و سائبانِ عالم  
(مولانا جامی)

وہ ناطق جس کے آگے مہر بلب بلبِ سدرہ  
وہ امی جس کے آگے عقلِ گلِ طفلِ دبستانی  
(ڈاکٹر اقبال)

## ظالموں اور رہزنوں سے تحفظ

اس درود شریف کا پڑھنے والا انشاء اللہ تمام خوف و ہراس خصوصاً ڈاکوؤں اور رہزنوں کی لوٹ مار سے محفوظ و مامون رہے گا۔ لہذا جن راستوں پر ڈاکوؤں کی لوٹ مار کے خطرات ہوں ان راستوں سے گزرتے وقت اس درود شریف کا ورد کثرت سے کرنا چاہئے۔  
روح البیان میں ہے:

وَأَمِّنَ مِنَ الْمَخَارِفِ مُطْلَقًا خُصُوصًا إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقٍ  
يُخَافُ فِيهِ مِنْ قُطَاعِ الطَّرِيقِ وَأَهْلِ الْبَغْيِ

ترجمہ: یعنی اس درود شریف کا پڑھنے والا ہر خوف و ہراس سے مامون و محفوظ رہے گا۔ خصوصاً ان راستوں پر بے خوف رہے گا جہاں ڈاکوؤں اور ظالموں کا ڈر ہو۔ درود شریف یہ ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ كَمَا أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ  
وَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ  
عَلَيَّ مُحَمَّدٍ بَعْدَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ  
بَعْدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ كَمَا  
تُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ

## مال میں خیر و برکت

صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں: مَنْ صَلَّى هَذِهِ الصَّلَاةَ كَثْرَ مَالَهُ يَوْمًا  
فَيَوْمًا جو شخص اس درود پاک کو پڑھے گا اس کا مال و دولت دن بدن بڑھے گا:  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدِ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَعَلَيَّ  
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ

## شیطان کے شر سے تحفظ

حضرت شیخ المشائخ سعد الدین المحوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جو شخص اس درود  
پاک کو پڑھے گا وہ شیطان کے شر و فساد سے مامون و محفوظ رہے گا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُفَرِّقِ الْكُفْرِ وَالطُّغْيَانِ  
وَمَشْتَتِ بُغَاةِ جَبُوشِ الْقَرِينِ وَالشَّيْطَانِ وَعَلَيَّ اِلِ مُحَمَّدٍ  
وَسَلِّمْ (روح البیان، سورہ احزاب)



## دنیا و آخرت کی سرخروئی

قرآن کریم کی تلاوت کے بعد جو شخص اس درود پاک کو پڑھے گا وہ دنیا و آخرت میں سرخ رو رہے گا۔ (روح البیان، سورہ احزاب)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ بَعْدَ مَا فِي جَمِيعِ الْقُرْآنِ حَرْفًا حَرْفًا وَبَعْدَ كُلِّ حَرْفٍ أَلْفًا

### دُرُودِ هَزَارِي

جو شخص اس درود پاک کو ایک مرتبہ پڑھے گا اس کو دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ صاحب روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک خوش نصیب شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، عالی جاہ مجھ ذرہ بے مقدار کے دل میں ایک مدت سے یہ خواہش تھی کہ کاش ساری کائنات کے بچاء و ماویٰ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے دیدار پر انوار کی سعادت خواب میں میسر آجائے تو اپنی مفلوک الحالی و جگر سوزی کا حال امت کے غم خوار حضور رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کروں گا۔ گزشتہ رات مولائے کریم جل شانہ کا فضل بیکراں ہوا اور مجھ ناچیز سیاہ کار کی بخت آوری نقطہ خروج پر پہنچا۔ اور غمزدوں کے والی ﷺ کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ بے کسوں کے فریادرس کی بارگاہ غریب نواز میں غموں کا بوجھ ہلکانہ ہوتا تو پھر کہاں ہوتا۔ غلام نے چار سائے بے کساں ﷺ کی بارگاہ میں یہ التجا پیش کی:

”یا رسول اللہ ہزار درم قرض دارم و ادائے اورا قادر نیستم و می ترسم کہ اجل در رسد و دام در گردن من بماند“

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ہزار درہم کا مقروض ہوں اور اس کے ادا کرنے کی میں میں استطاعت نہیں رکھتا ہوں۔ ڈرتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور قرضہ کا بوجھ میری گردن پر باقی رہ جائے۔

حضور شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: محمود سبکتگین کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی مطلوبہ رقم لے لو۔ میں نے عرض کیا فِداکِ نَفْسِی یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ شاید سلطان محمود مجھ بے نوا کی بات پر اعتماد نہ کریں اور مجھ سے میرے قول کی صداقت پر کوئی نشانی طلب فرمائیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا:

”گو بر آں نشانے کہ در اوّل شب کہ تکیہ می کنی سی ہزار بار بر من درودی دہی و باخر شب کہ بیداری شوی سی ہزار نوبت دیگر صلوات می فرستی دام مرا ادا کن۔“ محمود سے کہو، نشانی یہ ہے کہ تم سونے سے پہلے مجھ پر تیس ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہو اور رات کے پچھلے پہر بیدار ہونے کے بعد مجھ پر تیس ہزار بار بھیجتے ہو، میرا قرضہ ادا کر دو۔

جب اس شخص نے سلطان محمود کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی التجا پیش کی اور سرکار کا ارشاد عالی محمود کو سنایا تو محمود کی آنکھیں خوشی سے چھلک پڑیں اور اس نے فوراً قرض کی ادائیگی کا حکم دیا اور مزید ایک ہزار درہم عطا کئے۔

سلطان محمود کے وزراء اور دیگر ارکان سلطنت کو اس اجنبی کی بات اور سلطان کی تصدیق پر سخت تعجب ہوا۔ وزراء مملکت نے سلطان سے عرض کیا، عالی جاہ آپ نے اس اجنبی شخص کی ناممکن بات پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ حالانکہ ہم لوگ صبح و شام حضور کی خدمت عالیہ میں حاضری کی سعادت سے سرفراز رہتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ عالی جاہ اس قدر درود و سلام بھیجنے کے لئے کسی وقت خلوت نشینی اختیار فرماتے ہیں اور بالفرض اگر سلطان عالی جاہ نے اپنی جانب سے کسی شخص کو درود و سلام پڑھنے پر مقرر فرما دیا ہے، جب بھی شب و روز کے اوقات مستحبہ میں ساٹھ ہزار بار درود و سلام کا بھیجنا سخت دشوار ہے۔ پھر رات کے اول و آخر مختصر وقت میں اتنی کثیر تعداد میں عالی جاہ کا درود بھیجنا کیسے ممکن ہوگا..... سلطان محمود نے فرمایا کہ میں نے ایک درود شریف کے بارے میں علمائے کرام سے یہ سنا تھا کہ جو شخص اس درود پاک کو ایک بار پڑھے گا وہ دس ہزار بار درود پڑھنے کا ثواب پائے گا۔ چنانچہ میں نے اپنا یہ معمول بنا لیا ہے کہ سونے سے پہلے تین مرتبہ اور رات کے پچھلے پہر جاگنے کے بعد تین مرتبہ اس درود شریف کو پڑھتا ہوں اور اپنے دل میں پورے وثوق کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے ساٹھ ہزار مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب پالیا۔ اور آج اس خوش بخت انسان کی

معرفت علمائے ملت کے بیان کی تصدیق حضور صادق و صدوق ﷺ کی زبان حق بیان سے ہوگئی۔ لیجئے آپ بھی اس درود پاک کا پڑھنا معمول بنا لیجئے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانُ  
وَتَعَاقَبُ الْعَصْرَانُ وَكُرُّو الْجَدِيدَانُ وَاسْتَقَلَّ الْفَرُوقَدَانُ  
وَبَلِّغْ رُوحَهُ وَأَرْوَاحَ أَهْلِ بَيْتِهِ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ  
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَثِيرًا

## طاعون سے مامون

حضرت شیخ شمس الدین کیشی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ ولایت میں ایک مرتبہ طاعون کی بڑی زبردست وبا پھیل گئی۔ جس کی وجہ سے خوف ناک تباہی مچی ہوئی تھی۔ شیخ موصوف نے حضور مسیح دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں التجا پیش کی:

”یا رسول اللہ! دعا کے تعلیم وہ کہ برکت آں از بلیہ طاعون ایمن شوم“ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی دعا سکھلا دیجئے۔ جس کی برکت سے طاعون کی بلا سے نجات پاسکوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر کہ بدیں نوع بر من صلوات و ہداز طاعون امان باید“ جو شخص مجھ پر اس طرح کا درود بھیجے گا وہ طاعون کی بلا سے مامون رہے گا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
بَعْدَ كُلِّ دَاءٍ وَدَوَاءٍ

گریز آفتِ دوراں شکستہ حال شوی

اماں طلبِ زجنابِ مقدسِ نبوی

ترجمہ: اگر تو زمانہ کی مصیبت سے پریشان حال ہو جائے تو نبی

کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے امان طلب کر۔

گر سہامِ حوادثِ ترا نشانہ کند

پناہ بر بھاری درودِ مصطفوی

ترجمہ: اگر تجھ کو حوادثِ روزگار اپنا نشانہ بنا لیں تو تم درودِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلعہ میں پناہ حاصل کرو۔

## معفرت کا پروانہ

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرد صالح موسمِ بہار میں جنگل میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ ہرے بھرے درخت پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے کھڑے ہیں۔ ربِ قدیر کی قدرتِ کاملہ کو دیکھ کر بے ساختہ ان کی زبان پر مندرجہ ذیل درود شریف جاری ہو گیا، تو انہوں نے سنا کہ ہاتفِ غیبی یہ آواز دیتا ہے۔ اے اس درود کے پڑھنے والے تو نے کرامتِ کاتبین کو مشقت میں ڈال دیا۔ یعنی اس درودِ پاک کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ جس کے لکھنے میں کرامتِ کاتبین کو دشواری پیش آرہی ہے۔ اور اے اس درود کے پڑھنے والے، ارحم الراحمین جل شانہ نے اپنی رحمت سے تیری معفرت فرمادی:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ هَذِهِ الْأَشْجَارِ وَصَلِّ  
عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ الْوُرْدِ وَالْأَنْوَارِ وَصَلِّ عَلَي  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ وَصَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ بَعْدَ رَمْلِ الْقِفَارِ وَصَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ  
دَوَابِّ الْبَرَارِيِّ وَالْبَحَارِ (روح البیان، سورہ احزاب)

## حل مشکلات کے لئے

### (صلوٰۃ تَنْجِيْنَا)

حضرت شیخ صالح ابو موسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ کشتی میں بیٹھا سمندری سفر کر رہا تھا۔ اچانک سمندر میں خوف ناک طوفان آیا اور کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ ملاحوں نے اس طوفان سے کشتی کا بچ نکلنا ناممکن خیال کیا اور

ب کو اس طوفان کی ہولناکی سے باخبر کر دیا۔ کشتی کے سبھی لوگ اپنی اپنی زندگی مایوس گئے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اچانک میری آنکھ لگ گئی اور میں حضور مونس بے کساں ﷺ کے دیدار پر انوار سے سرفراز ہوا۔ سرکار نے فرمایا، اے ابو موسیٰ کشتی والوں سے کہو یہ دو مجھ پر ہزار مرتبہ بھیجیں۔ میں نے بیدار ہو کر اہل کشتی سے یہ مبارک واقعہ بیان کیا اور ہم ب ایک ساتھ اس درود پاک کو پڑھنے لگے۔ ابھی صرف تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ کشتی صحیح و لم طوفان کی زد سے باہر ہو گئی۔ یہ درود شریف صلوة تھینا کے نام سے بہت مشہور ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 صَلْوَةً تَنْجِينًا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ وَالْاَفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا  
 بِهَا جَمِيعِ الْحَاجَاتِ وَتَطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السِّيَّاتِ  
 وَتُرْفِعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى  
 الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدِ الْمَمَاتِ  
 عَلَي الْمُصْطَفَى صَلُّوا فَاِنْ صَلْوَتَهُ  
 اَمَانٌ مِنَ الْاَفَاتِ وَالْخَطَرَاتِ  
 تَحِيَّةٌ اَهْلِ الْمِيَا مِنْ فَاطَلُبُوا  
 بِهَا جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ وَالْبُرُكَاتِ

## جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج

جو شخص اس درود پاک کا کثرت سے ورد کرے گا وہ جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا یاب ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوبِ وَدَوَائِهَا  
 وَعَافِيَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُورِ الْاَبْصَارِ وَضِيَائِهَا وَعَلَى  
 اِلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ (جواہر البحار، ج ۳ ص ۴۰)

## نسیان کا علاج

اگر کسی شخص کو نسیان یعنی بھول جانے کی بیماری ہو تو وہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان اس درود شریف کو کثرت سے پڑھے۔ ان شاء اللہ سورِ حفظ کی بیماری دور ہو جائے گی اور حافظہ قوی ہو جائے گی:

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ  
الْكَامِلِ وَعَلَى آلِهِ كَمَا لَا نَهَايَةَ لِكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهِ  
(افضل الصلوة ص ۱۹۱)

## دُرودِ غوثیہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُورِ  
وَالْكَرَمِ وَالْإِلَهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

## دُرودِ چشتیہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةِ أَلْفِ  
أَلْفِ مَرَّةٍ

## (دُرودِ نقشبندیہ)

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ اسْمِ  
الْأَنْبِيَاءِ وَنَبِيِّ الْأَوْلِيَاءِ وَزَبْرُقَانَ الْأَصْفِيَاءِ وَيُوحَ الثَّقَلَيْنِ  
وَضِيَاءِ الْخَافِقِينَ

## گرفتارِ بلا کے لئے نسخہِ کیمیا

خزینۃ الاسرار میں حضرت شیخ عارص محمد حقی نازلی رحمۃ اللہ علیہ، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اس درود پاک کو ہر دن اکتالیس (۲۱) بار یا سو (۱۰۰) بار پڑھے گا بفضلہ تعالیٰ اس کا رنج و الم اور اس کی تکلیف و پریشان دور ہو جائیں گے اور اس کے رزق میں کشادگی ہوگی۔ اور وہ بھوک اور محتاجی سے بچے گا اور اس پر بھلائیوں اور نیکیوں کے بہت سے دروازے کھل جائیں گے:

اللَّهُمَّ صَلِّ صَلْوَةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًا عَلَيَّ سَيِّدِنَا  
 مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعَقْدُ تَنْفَرُجُ بِهِ الْكُرْبُ وَتُقْضَىٰ بِهِ  
 الْحَوَائِجُ وَتَنَاقُلُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَخُسْنُ الْخَوَاتِمِ  
 وَيَسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِ الْكَرِيمِ وَعَلَىٰ إِلَيْهِ وَصَحْبِهِ فِي  
 كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفْسٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ

## چھ (۶) لاکھ بار درود پڑھنے کا ثواب ملے گا

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ جو شخص اس درود شریف کو ایک بار پڑھے گا تو اس کو چھ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ اللَّهِ صَلْوَةً  
 دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللَّهِ

ترجمہ: سخت مشکلات میں اکابر ملت نے اس درود پاک کو پڑھا ہے:

مفتی دمشق حضرت حامد آفندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بار سخت مصائب و آلام کا سامنا ہو گیا۔ دمشق کا وزیر ان کا جانی دشمن بن گیا۔ موصوف رات بھر انتہائی کرب و اضطراب کے عالم میں رہے، اور جب ان پر نیند کا غلبہ ہوا تو حضور رسول کریم ﷺ خواب میں تشریف

لائے اور انہیں تسلی دی، اور یہ درود شریف تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا، جب تو اس کو پڑھے گا رب کریم تیری مشکلات کو حل فرمادے گا:

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ  
حِيلَتِي، أَدْرُكُنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ (افضل الصلوات ص ۵۱۲)

اکابرین ملت نے اس درود شریف کے پڑھنے کا طریقہ یہ تحریر فرمایا ہے:  
نماز عشاء کے بعد تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پہلی رکعت  
سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد  
سورہ فاتحہ قل هو اللہ احد پڑھے، اور نماز پوری کر لینے کے بعد جہاں سونا ہو قبلہ  
بیٹھے اور سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے ایک ہزار مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ پڑھے، بد  
دوزانو موڈ ب بیٹھ کر یہ خیال کرے کہ وہ انیس الغریلبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت  
حاضر ہو کر اپنی التجا پیش کر رہا ہے۔ اور پھر مسلسل اس درود پاک کا ورد کرتا رہے یہاں تک  
جب اس پر نیند کا غلبہ ہو تو پھر اسی جگہ دائیں کروٹ پر قبلہ رو ہو کر سو جائے۔ جب پچھلی رات  
بیدار ہو تو اسی جگہ دوزانو موڈ ب بیٹھ کر نماز فجر تک درود شریف پڑھتا رہے۔ پڑھتے وقت  
ضرورت کا دل میں خیال رکھے۔ ان شاء اللہ تین راتوں میں مقصد بر آئے گا۔ آخری رات  
جمعہ کی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

## دُرُودِ فَتْحِ

یہ درود شریف علمائے دین میں درود فتح کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس  
فضائل و خواص بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: جو شخص کسی بھی جائز مقصد  
لئے اس درود شریف کو پڑھے گا، انشاء اللہ وہ پورا ہوگا۔ جو شخص نماز پنجگانہ کے بعد اس در  
شریف کو چالیس مرتبہ پڑھے اس کے مشکل کام آسان ہوں گے۔ اور دشمنوں پر کامیاب  
ہوگی۔ اگر قید خانہ میں ہوگا رب کریم اس سے رہائی عطا فرمائے گا۔  
انتباہ:

اس درود شریف کو پڑھتے وقت حضور سید العالمین ﷺ کو حاضر سمجھے اور دل میں



خیال رکھے کہ بارگاہ اقدس میں بالمشافہ اپنا معروضہ پیش کر رہا ہے جب خوش بختی سے سرکار  
اعظم ﷺ کی ڈیوڑھی پر حاضری کی نعمتِ عظمیٰ میسر آئے تو خصوصاً یہ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے  
کی سعادت حاصل کرے:

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيلَ  
اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللَّهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَجِيَّ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا مَنْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اخْتَارَهُ  
اللَّهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيَّنَهُ اللَّهُ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا مَنْ شَرَّفَهُ اللَّهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ  
عَظَّمَهُ اللَّهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ كَرَّمَهُ اللَّهُ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ  
الْمُذْنَبِينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْأَوْلِيَاءِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْآخِرِينَ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْمُرْسَلِينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَظِيمَ  
الْهِمَّةِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَامِلَ لِيَوَاءِ الْحَمْدِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَاقِيَ الْحَوْضِ الْمَمُورِ  
لِصَلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَكْثَرَ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ الصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَكْرَمَ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ . الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيرُ . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيرُ  
. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِيَ اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَالسِّرَاجُ  
الْمُنِيرُ . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ التَّوْبَةِ . الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا مُقْفِي . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَاقِبُ .  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا مُخْتَارُ . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاجِي .  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَحْمَدُ . الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ  
وَحَمَلَةِ عَرْشِهِ وَجَمِيعِ خَلْقِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ  
وَأَصْحَابِكَ وَرَحْمَةِ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ

(روح البیان، سورہ احزاب، ج ۷ ص ۳۳۵-۳۳۶)

## تسلیماتِ سبعمہ

جو شخص پریشانیوں اور مصیبتوں میں گھرا ہو اس کو چاہئے کہ تسلیماتِ سبعمہ کو ہر نماز  
کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد لکھے ہوئے سلام کو سات مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ  
العزيز اس کی مشکلات جلد ہی دور ہو جائیں گی اور اس کی دین و دنیا کی حاجتیں پوری ہوں  
گی:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْحَرَمَيْنِ . السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ  
الْخَافِقَيْنِ . السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الثَّقَلَيْنِ . السَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ مَنْ فِي الْكُونَيْنِ وَشَفِيعَ مَنْ فِي الدَّارَيْنِ .  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْقِبْلَتَيْنِ . السَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا جَدَّ السِّلْبَطَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلَى عِتْرَتِكَ

وَأَسْرَتِكَ وَأَوْلَادِكَ وَأَخْفَادِكَ وَأَزْوَاجِكَ  
وَأَقْوَابِكَ وَخُلَفَائِكَ وَنُجَبَائِكَ وَتَجْبَائِكَ  
وَأَصْحَابِكَ وَأَحْزَابِكَ وَاتَّبَاعِكَ وَأَشْيَاعِكَ . سَلَامٌ  
اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ

يَا نَبِيَّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ	إِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ
بِسَلَامِ آدَمَ جِوَابِمِ دِه	مَرْتَمِ بَرْدِ خَدَائِمِ نِه
بِسُ بُودِ جَاهِ وَاحْتِرَامِ مَرَا	يَكِ عَلَيْكَ اِزْ تَوْجِدِ سَلَامِ مَرَا
رَا زِيَّ مِنْ شَنُو ، تَكَلِّمِ كَنْ	كَرِيَّ مِنْ نَمَرِ ، تَبَسُّمِ كَنْ
لَبِ بَجْبِيَا پَيَّ شَفَاعَتِ مِنْ	مَنْكَرِ دَرِ گَنَاهِ وَطَاعَتِ مِنْ

## دُرُودِ كَامِلَه

حضور سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام بھیجنے کی مختلف کیفیات احادیث میں مذکور ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہتر ہے ایسے الفاظ کے ساتھ درود پاک پڑھا جائے جس میں، احادیث میں مذکور بھی طریقے کے الفاظ موجود ہوں اور اس درود میں تقریباً سبھی الفاظ شامل ہیں:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ  
الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا  
صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ  
وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

## شفیع المذنبین کی شفاعت ضرور حاصل ہوگی

حضرت رویف بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمُقْعَدَ الْمُقْرَبَ  
عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُبْتُ لَهُ شَفَاعَتِي (رواہ الطبرانی)

مقعد مقرب کے بارے میں علماء کے چند اقوال ہیں:

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقعد مقرب سے مراد مقام محمود ہے۔ اس لئے کہ روایت میں یَوْمَ الْقِيَامَةِ کا لفظ مذکور ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْمُقْعَدُ الْمُقْرَبُ يَحْتَمِلُ أَنْ يُرَادَ بِهِ الْوَسِيلَةُ أَوِ الْمَقَامُ  
الْمَحْمُودُ وَجُلُوسُهُ عَلَى الْعَرْشِ أَوِ الْمَنْزِلُ الْعَالِي  
وَالْقَدْرُ الْوَفِيعُ (القول البدیع ص ۴۳)

ترجمہ: یعنی مقعد مقرب سے مراد وسیلہ ہے یا مقام محمود یا آپ کا عرش پر نزولِ اجلال فرمانا یا آپ کا جنتی محل جو سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ حضور سید الابرار ﷺ کے دو مقام الگ الگ ہیں۔ ایک مقام وہ ہے جو عرشِ معلیٰ کے دائیں جانب ہے۔ جس پر جملہ اولین و آخرین کو رشک ہوگا۔ جب حضور تاجدارِ دو عالم ﷺ حشر کے میدان میں اس عالی مقام پر تشریف فرما ہوں گے۔ اور دوسرا مقام آپ کا جنتی محل ہے۔ جس سے ارفع کوئی درجہ نہیں ہے۔

وجوب شفاعت کے سلسلے میں ایک دوسری روایت ہے جس میں حضور روح کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص سات جمعہ تک ہر جمعہ کو سات مرتبہ اسی درود شریف کو پڑھے گا اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگی:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
صَلْوَةٌ تَكُونُ لَكَ رِضًا وَلِحَقُّهُ آدَاءٌ وَأَعْطُهُ الْوَسِيلَةَ

وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودِ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَأَجِزُهُ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ  
وَأَوْجِزُهُ عَنَّا مِنْ فَضْلِ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى  
جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

## دُرُودِ تَاج

اس درود شریف کے فوائد بہت زیادہ بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سب سے عظیم  
فائدہ یہ ہے کہ اس درود پاک کے پڑھنے والے کو حضور جانِ دو عالم ﷺ کی زیارت  
بارکت میں آئے گی:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ  
وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ، دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ  
وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ ، إِسْمُهُ مَكْتُوبٌ مَوْفُوعٌ مَشْفُوعٌ مَنْقُوشٌ  
فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ، سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ، جِسْمُهُ مُقَدَّسٌ  
مُعَطَّرٌ مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ، شَمْسِ الضُّحَى  
بَدْرِ الدُّجَى صَدْرِ الْعُلَى نُورِ الْهُدَى كَهْفِ الْوَرَى ، مِصْبَاحِ  
الظُّلَمِ جَمِيلِ الشِّيمِ شَفِيعِ الْأُمَمِ صَاحِبِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ ،  
وَاللَّهِ عَاصِمُهُ وَجِبْرِيلُ خَادِمُهُ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهُ وَالْمِعْرَاجُ  
سَفَرُهُ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ وَقَابِ قَوْسَيْنِ مُطْلُوبُهُ  
وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ . سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ شَفِيعِ الْمُذْنَبِينَ أَنِيسِ الْغُرَبَاءِ  
رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ، رَاحَةَ الْعَاشِقِينَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِينَ شَمْسِ  
الْعَارِفِينَ سِرَاجِ السَّالِكِينَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِينَ ، مُجِيبِ  
الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِينِ ، سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ  
إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسَيِّدِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ  
مَحْبُوبِ رَبِّ الْمَشْرِقِينَ وَالْمَغْرِبِينَ ، جَدِّ الْحَسَنِ

وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ أَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ نُورٍ مِنْ نُورِ اللَّهِ، يَا أَيُّهَا الْمُشْتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ  
وَصَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

## خواب میں دیدار پر انوار میسر ہوگا

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص آرزو مند ہو کہ حضور جانِ دو  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت خواب میں میسر آئے وہ اس درود پاک کو پڑھے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ أَهْلُهُ ، اللَّهُمَّ صَلِّ  
عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى

حضرت سیدی استاذ الحدیثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی  
کتاب ترغیب اہل السعادت میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل اس  
طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل هو اللہ احد پڑھے، اور  
پھر بعد سلام سو (۱۰۰) بار یہ درود شریف پڑھے۔ ان شاء اللہ تین جمعہ گزرنے نہ پائیں گے  
کہ حضور مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
وَسَلِّمْ

سیدی شاہ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مندر ذیل درود پاک کے فضائل کو بیان  
کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت ستر مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف کو پڑھے گا  
اس کو سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِحُرِّ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ  
أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَسِ مَمْلَكَتِكَ وَإِمَامِ  
حَضْرَتِكَ وَطَرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيقِ  
شَرِيعَتِكَ الْمُتَلَدِّذِ بِتَوْحِيدِكَ إِنْسَانِ عَيْنِ الْوَجُودِ

وَالسَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنِ أَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ  
نُورِ ضِيَاءِكَ صَلَوةً تَبْدُؤُكُمْ بِذَوَامِكُمْ وَتَبْقَى بِبِقَائِكُمْ  
لَا مُنْتَهَى لَهَا دُونَ عِلْمِكُمْ صَلَوةً تَرْضِيكُمْ وَتَرْضِيهِ بِهَا  
عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

زیارت پر نور کے لئے سیدنا خضر علیہ السلام کا بیان فرمودہ عمل:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”نوادر“ میں  
حضرات اولیائے کرام کے واسطے سے سیدنا خضر علیہ السلام کے بہت سے اعمال کو نقل فرمایا  
ہے۔ ان میں سے ایک عمل یہ ہے:

ابدال میں سے ایک بزرگ نے سیدنا خضر علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ التجا پیش کی  
کہ حضور مجھے کوئی عمل بتائیں جس سے سرکار اعظم ﷺ کے دیدار کی نعمت کبریٰ حاصل ہو۔  
سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز مغرب سے نماز عشاء تک نفل نمازوں میں مشغول رہا  
کرو۔ ہر دو رکعت پر سلام پھيرو، اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار قُلْ هُوَ اللَّهُ  
أَحَدٌ پڑھو۔ نماز عشاء کے بعد بغیر کسی سے بات کئے ہوئے اپنے گھر جاؤ۔ گھر پہنچ کر دو رکعت  
نماز نفل اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ  
پڑھو۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کرو۔ جس میں سات بار استغفار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ  
رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ پڑھو۔ پھر سات مرتبہ درود شریف پڑھو (بہتر ہے درود  
ابراہیمی پڑھے) اور سات مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھو۔ یہ پڑھنے کے بعد سجدہ سے سر اٹھاؤ اور ہاتھ پھیلا کر یہ دعا  
پڑھو۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا إِلَهَ الْوَالِدِينَ وَالْآخِرِينَ يَا رَحْمَنَ  
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا رَبَّ

پھر اسی حالت میں ہاتھ پھیلائے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر دوبارہ یہی  
دعا پڑھو۔ پھر داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جاؤ، اور جب تک سونہ جاؤ برابر  
درود پڑھتے رہو۔ جو شخص ایمان و یقین اور بھرپور خلوص و لگن کے ساتھ اس عمل پر مداومت  
کرے گا اس شخص کو مرنے سے پہلے خواب میں حضور سید المرسلین ﷺ کی زیارت نصیب  
ہوگی۔ بعض بزرگ جنہوں نے اس عمل کا تجربہ کیا انہوں نے اپنے گوہر مقصود کو پالیا اور شاہ

مرسلاں ﷺ کے دیدار کی نعمتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

خواب میں زیارتِ پُر نور کی نعمتِ عظمیٰ:

خواب میں حضور محبوب کبریا ﷺ کی زیارتِ پُر نور کی سعادت کبریٰ کا حاصل ہو جانا مومن کی سب سے عظیم نعمت اور خوش بختی ہے اور یہ نعمتِ عظمیٰ محض فضلِ خداوندی سے بہت بڑے خوش نصیبوں کو ملتی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سیدی شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس نے حضورِ اقدس ﷺ کو دیکھا اس نے بے شک و شبہ آپ ہی کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان آپ کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسے اس کی قدرت دی گئی ہے کہ وہ حضور کا ہم شکل بن کر فریب و دھوکہ دے سکے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق ہی دیکھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ حق تعالیٰ نے شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے اختیار کر لے لیکن اسے حضور سید عالم ﷺ کی صورتِ مبارکہ میں آنے کی قدرت نہیں دی گئی ہے۔ اس لئے کہ حضور انور ﷺ مظہرِ رشد و ہدایت ہیں اور شیطان مظہرِ ضلالت و گمراہی ہے۔ اور ہدایت و ضلالت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ فضیلت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے عام ہے۔ اور شیطان کسی نبی کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن صاحبِ مواہب لدنیہ اس فضیلت کو حضور سرورِ عالم ﷺ کے خصائص کے بیان میں لائے ہیں اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضور محبوب کبریا ﷺ کو دیکھنے میں کسی خاص شکل و صورت میں دیکھنے کی شرط نہیں ہے۔ جو شخص جس صورت میں بھی دیدارِ اقدس سے بہرہ ور ہو یقیناً اس نے آپ ہی کو دیکھا۔ اور بعض نے راہِ شک اختیار کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ اس تقدیر پر ہے کہ اس نے بصورتِ خاص دیکھا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے اس شکل و صورت میں دیکھا ہو جو واقعاً حضور انور ﷺ کی صورتِ مبارکہ رہی ہو۔ اور بعض حضرات نے مزید یہ کہا ہے کہ آپ کو خاص اسی صورت میں دیکھا ہو جو صورتِ مبارکہ دنیا سے رحلت فرمانے کے وقت تھی۔



حتیٰ کہ وہ آپ کی ڈاڑھی شریف میں سفید بالوں کی کنتی کا بھی شمار ملحوظ رکھتے تھے۔ یعنی آپ کی ڈاڑھی شریف میں بیس (۲۰) بال سے زیادہ سفید نہ تھے۔ علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جو خواب کی تعبیر میں ماہر تھے، ان کے پاس اگر کوئی شخص آ کر کہتا کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کا دیدار کیا ہے تو وہ اس سے پوچھتے، بتاؤ کس صورت میں تم نے دیکھا ہے۔ اگر وہ ایسی صورت نہ بتاتا جیسی کہ حضور ﷺ کی تھی تو علامہ سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ تو نے حضور کی زیارت نہیں کی ہے۔ ایک شخص نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب میں رسول کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے دریافت فرمایا، کس صورت میں دیکھا۔ اس نے کہا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا ہم شکل دیکھا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے درست دیکھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کی خاص صورت اور جانی پہچانی صفات کے ساتھ دیکھنا آپ کی حقیقت کا ادراک ہے۔ اور اس کے سوا میں دیکھنا مثال کا ادراک ہے۔ لیکن درست بات۔ یہی ہے جس پر تمام محدثین متفق ہیں کہ جس صورت میں بھی دیکھے حقیقتاً حضور ہی کا دیکھنا ہے۔ لیکن آپ کی خاص صورت مبارکہ دیکھنا تم واکمل ہے اور صورتوں میں تفاوت آئینہ خیال کا تفاوت ہے۔ جس کا آئینہ خیال نور اسلام سے جتنا صاف ستھرا اور منور ہوگا اس کی رویت اتنی ہی درست اور کامل تر ہوگی۔

بیداری کی حالت میں دیدارِ اقدس:

سرکارِ ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد کسی کا بیداری کی حالت میں بھی زیارتِ اقدس سے بہرہ ور ہونا ثابت ہے۔ مسلم شریف کی روایت مَن رَانِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ بہت جلد مجھے بیداری میں دیکھے، کے ضمن میں سید شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولاہب لدنیہ کے حوالے سے ابن ابی حمیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان نقل فرمایا ہے کہ سلف و خلف کی ایک جماعت نے خواب میں حضور انور ﷺ کو دیکھا۔ اس کے بعد اس مبارک جماعت کے لوگ بیداری میں بھی دیدارِ اقدس سے مشرف ہوئے اور انہوں نے حضور سے اپنی پریشانیوں اور مشکلات سے نجات پانے کا ذریعہ معلوم کیا، اور حضور مونس بے کساں ﷺ نے ان مصائب سے چھٹکارا پانے کی راہیں تعلیم فرمائیں۔ مولاہب لدنیہ میں اس قسم کی بہت سی حکایتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن سے بیداری اور خواب دونوں حالتوں میں سرکارِ عظیم ﷺ کی زیارت ہونے کے

واقعات موجود ہیں۔ امام حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”المنتقد من الضلال“ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ اربابِ قلوب بیداری میں فرشتوں اور ارواحِ انبیاء علیہم السلام کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے انوار کا اقتباس کرتے ہیں۔

حضرت سیدی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز ”عوارف المعارف“ میں حضور سیدنا غوث اعظمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار سیدنا غوث اعظمؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس وقت تک زکاح کرنے کا ارادہ نہ کیا جب تک رسول خدا ﷺ نے مجھے زکاح کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

صاحب مدارج النبوة نے بجز الاسرار کے حوالے سے حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے، حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس شریف میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں دس ہزار لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بالکل سامنے تھے۔ اس لئے کہ ان کے بیٹھنے کی یہی جگہ مقرر تھی، انہیں غنودگی نے گھیرا۔ اس وقت غوث اعظم نے فرمایا، خاموش ہو جاؤ۔ چنانچہ تمام لوگ خاموش ہو گئے اور ان کی سانسوں کی آواز کے سوا کوئی دوسری آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ منبر شریف سے اترے اور شیخ علی ہیتی کے سامنے باادب دست بستہ کھڑے ہو گئے اور خوب غور سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر جب شیخ علی ہیتی نیند سے بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا، اے شیخ کیا تم نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار کیا ہے وہ کہنے لگے، ہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں اسی وجہ سے آداب بجالایا تھا، اور پھر فرمایا حضور انور ﷺ نے تمہیں کیا نصیحت فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا مجھے آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس وقت شیخ علی ہیتی نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے بیداری میں دیکھ لیا۔ اس روز سات آدمی خوفِ الہی سے فوت ہو گئے تھے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ محقق دہلوی نے مواہب لدنیہ کے حوالے سے حضرت شیخ بدرالدین حسن بن اہرل رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ بیداری کی

حالت میں روئے اقدس کا وقوع اولیاء کرام کی اطلاعات سے حد تو اتر تک پہنچ گیا ہے۔ جن سے ایسا علم قوی حاصل ہوتا ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کئی ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ احرام باندھتے، تلبیہ پڑھتے اور حج کرتے دیکھا ہے۔  
خلاصہ کلام:

الحاصل حضور اکرم ﷺ کو بعد رحلت دیکھنا مثالی ہے۔ جیسا کہ نیند میں دیکھا جاتا ہے، اور اسی طرح بیداری میں بھی دیدار پر انوار سے مشرف ہوا جاسکتا ہے۔ اور وہ وجود مسعود جو مدینہ منورہ میں روضہ انور میں آسودہ ہے وہی متمثل ہوتا ہے اور ایک آن میں متعدد مقامات پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ جو عوام کو خواب میں اور خواص کو بیداری میں دیدار سے مشرف فرماتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ عوام جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں، خواص اسے حالت بیداری میں پاتے ہیں، اور عوام جو کچھ محنت و مشقت سے حاصل کرتے ہیں اولیاء کرام ان کو اللہ تعالیٰ کی موہبت یعنی عطا سے پاتے ہیں۔

دو (۲) تنبیہیں:

1- بعد رحلت اگرچہ حضور اکرم ﷺ کے دیدار سے بیداری و خواب میں مشرف ہونا بلاشبہ حق و ثابت ہے لیکن بیداری میں دیدار سے مشرف ہونے والوں کو اصطلاحی صحابہ نہیں کہا جائے گا۔ البتہ بعض وجوہ کی بنا پر وہ خوش نصیب حضرات صحابی کے حکم میں ضرور ہوں گے۔

2- علمائے کرام نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ سرکار ﷺ سے خواب میں جو کچھ احکام کے قبیل سے سنے اس پر عمل کرے، البتہ اگر وہ احکام ایسے ہیں جو دین و شریعت کے مخالف ہوں تو ان پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی روایت اقدس میں شبہ و تردد ہے بلکہ اس لئے کہ خواب یعنی نیند کی حالت میں ضبط و حفظ ناپید ہوتا ہے۔ بہت سے محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے احادیث کریمہ کی تصحیح حضور اقدس ﷺ سے کی ہے اور جب دیدار پر انوار کے وقت بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نلیک، وسلم کیا فلاں حدیث آپ سے

روایت کی گئی ہے تو سرکار نے ہاں یا نہیں ارشاد فرمایا۔ اور بعض مشائخ کا بیداری کی حالت میں استفادہ علوم کرنا بھی مروی ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ میں ابن الملقن کی ”طبقات الاولیاء“ کے حوالے سے حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے:

حضرت سیدنا غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن ظہر کی نماز سے پہلے میں نے حضور سید عالم ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھا۔ حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا: یا بُنسی لِمَاتتکم اے بیٹا تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا: یا جدی فداک نفسی صلی اللہ علیک وسلم میں ایک عجمی آدمی ہوں، بغداد کے اہل زبان اور اصحاب فصاحت و بلاغت کے سامنے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اپنا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھول دیا تو حضور نے سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب پاک ڈالا اور فرمایا، جاؤ اب وعظ کہو اور حکمت اور موعظ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دو۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نماز ظہر ادا کی، اور وعظ کہنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اور مخلوق خدا بہت زیادہ تعداد میں اکٹھا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے مجھے بولنا دشوار ہو گیا تو میں نے دیکھا تو میں نے دیکھا کہ حضور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں وعظ کہتے ہو۔ میں نے عرض کیا، ابا جان مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے بولنا مشکل ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا، اپنا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھول دیا۔ آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ اپنا لعاب مبارک ڈالا اور ارشاد فرمایا۔ وعظ کہو۔ اس کے بعد آپ غائب ہو گئے، اور میں نے وعظ کہنا شروع کر دیا۔

## دُرود و سلام نہ پڑھنے والوں کی حسرت ناک بدبختیاں

آپ نے گزشتہ اوراق میں درود و سلام کے بھیجنے والوں پر بے پایاں رحمتِ باری کا نزول اور ان کی عظیم خوش بختی و سرفرازی کے بارے میں آیات و احادیث نیز ارشاداتِ ائمہ کو ملاحظہ فرمایا اور اسی سے تارکِ صلوٰۃ و سلام کی فضلِ الہی سے محرومی اور اس کی حسرتِ اک بدبختی پوری طرح معلوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس عمل کے کرنے میں اجر و ثواب اور فضلِ شرف جتنا زیادہ ہوگا، لامحالہ اس کا چھوڑنا اتنا ہی مذموم و قبیح اور باعثِ جرم و گناہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ دین و ملت نے جس طرح صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے فضائل و محامد کو خاص اہتمام سے مستقل ابواب میں بیان فرمایا ہے اسی طرح اس کے نہ پڑھنے کی مذمت و برائی کو پورے اہتمام سے الگ فصلوں میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ درود و سلام نہ پڑھنے کی مذمت و برائی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَصَلِّ فِي ذِمِّ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ترجمہ: یہ فصل ان کی مذمت و گناہ کے بیان میں ہے جو حضور نبی  
کریم ﷺ پر درود نہیں پڑھتے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کی توضیح میں فرماتے ہیں:  
وَمَعْنَاهُ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ ثَبَّتَ فِي الْآيَةِ الشَّرِيفَةِ  
وَجُوبَهَا فِي الْجُمْلَةِ (نسيم الرياض، ج ۳ ص ۴۹۴)  
ترجمہ: یعنی یہ کہ گناہ سلام نہ پڑھنے پر بھی ہے۔ کیونکہ آیت شریفہ  
سے صلوٰۃ اور سلام دونوں کا وجوب ثابت ہے۔

اب ذیل میں ان احادیث مبارکہ کو ملاحظہ فرمائیے جن میں حضور سید عالم ﷺ پر درود و سلام نہ پڑھنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْكَرَ  
عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ

ترجمہ: حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ بات ظلم سے ہے کہ کسی  
شخص کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(القول البدیع ص ۱۳۶)

اس مفہوم کی اور بہت سی احادیث مذکور ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
مروی ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ  
اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو۔ (یعنی وہ شخص ذلیل و رسوا ہو) جس کے سامنے میرا نام لیا  
گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور مصدر فیوض و برکات ﷺ نے  
ارشاد فرمایا إِنَّ الْبَخِيلَ كُلُّ الْبَخِيلِ مَنْ ذُكِرْتُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ سَبَّ سَبِّ بَدْرِي  
بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔

سید الشہداء امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور مالک اقدس ﷺ نے  
فرمایا جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا اَخْطَى بِأَبِ  
طَرِيقِ الْجَنَّةِ تَوَهُ جَنَّتْ كَارِاسْتَه بَهْكَرَ كَرِاسْتَه بَهْكَرَ كَرِاسْتَه بَهْكَرَ كَرِاسْتَه  
سرکار کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا ذکر جس شخص کے سامنے کیا گیا اور اس نے مجھ پر پور  
درود نہیں بھیجا فَلَيْسَ مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُ تَوَهُ جَنَّتْ كَارِاسْتَه بَهْكَرَ كَرِاسْتَه بَهْكَرَ كَرِاسْتَه  
حضرت عبداللہ بن جرادر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس  
شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا وہ جہنم رسید ہوا۔

روح البیان میں ہے، حضور انور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَسْرَى وَجْهِي ثَلَاثَةَ أَقْوَامٍ أَحَدُهَا الْعَافِ لَوِ الدِّيَةِ وَالثَّانِي  
نَارِكُ سُنَّتِي وَالثَّالِثُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

ترجمہ: تین قسم کے لوگ میرا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ اول، ماں  
باپ کی نافرمانی کرنے والے، دوم میری سنت کو ترک کرنے والے

اور تیسرے وہ لوگ جن کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور انہوں نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے قول بدیع میں یہ روایت نقل فرمائی ہے، ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بھور کے وقت کچھ سی رہی تھیں، اچانک سوئی دستِ اقدس سے گر گئی اور اتفاقاً چراغ بھی بجھ گیا۔ اسی وقت حضور پر نور ﷺ کا شانہ اقدس میں داخل ہوئے تو سراج منیر کی روشنی سے پورا گھر فی الفور جگمگا اٹھا اور گم شدہ سوئی مل گئی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہ نے پرست ہو کر عرض کیا مَا أَضْوَاءٌ وَجْهِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اے رسول کریم ﷺ آپ کی رخ انور کی تابانی کا کیا کہنا۔ سرکار نے فرمایا وَيُلِّ لِمَنْ لَا يَرَا فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھ پائے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا فداک نفسی یا رسول اللہ، وہ کون بدنصیب ہے جو دیدار پاک سے محروم رہے گا۔ حضور نے ارشاد فرمایا بخیل ام المومنین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، وہ بخیل کون ہے۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا الَّذِي لَا يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ بِاسْمِي جو میرا نام سنے اور درود نہ بھیجے۔ (القول البدیع ص ۱۴۸)

حلیۃ الاولیاء کے حوالہ سے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے ایک شکاری آدمی حضور اقدس ﷺ کے پاس سے گزرا اس کے ساتھ پکڑا ہوا ہرن تھا۔ رب قدیم جل شانہ نے ہرن کو طاقت گویائی بخشی۔ اور اس نے مونس بے کساں ﷺ کی بارگاہِ رحمت میں یہ التجا پیش کی۔ اے دردمندوں کے بلجاو ماویٰ ﷺ میرے ننھے ننھے دودھ پیتے بچے ہیں جو اس وقت بھوکے ہیں۔ آپ مجھے اس شکاری سے مہلت دلا دیجئے۔ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کے آجاؤں گی۔ سرکار نے فرمایا، اگر تو واپس نہ آئی تو۔ ہرنی نے عرض کیا اِنْ لَمْ اَعْدَ فَلَعَنِي اللهُ كَمَنْ تَذُكُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يُصَلِّ عَلَيْكَ اكریس واپس نہ آؤ تو مجھ پر اس شخص جیسی لعنت ہو جس کے سامنے آپ کا تذکرہ ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ سرکار ﷺ نے ضامن ہو کر ہرنی کو چھٹکارا دلا دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کے واپس آگئی۔

(القول البدیع ص ۱۴۸)

۱۔ علی الصبح۔ وقت فجر

ایک دوسری روایت میں ہے کہ چار شخص ظالم ہیں۔ اوّل کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والا، دوم وضو پورا کرنے سے پہلے اپنی پیشانی کو پونچھنے والا، سوم اذان کا جواب نہ دینے والا اور چہارم حضور اقدس ﷺ کا ذکر مبارک سن کر درود نہ پڑھنے والا۔

آپ ان روایات کو بغور پڑھ کر سوچئے کہ دنیا و آخرت کی کون سی حرماں نصیبی اور بدبختی ایسی ہے جو تارکِ صلوة و سلام کی مقدر نہ بنی ہو۔ خدا کی لعنت و پھٹکار اس پر برتی ہے۔ راہِ جنت سے وہ بھٹکتا ہے، مستحقِ ناروہ ہوتا ہے، اپنے کریم آقا پر ظلم وہ کرتا ہے، میدانِ حشر میں جہاں آرا سے محروم وہ رہتا ہے اور اس کی بدبختیوں کی انتہاء یہ ہے کہ اس سے رحمتِ عالم ﷺ اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں اور وہ دیدارِ الہی سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

## سید الملائکہ اور دعائے بد

عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْضَرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ امِينَ ثُمَّ ارْتَقَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ امِينَ ثُمَّ ارْتَقَى الثَّالِثَةَ فَقَالَ امِينَ فَلَمَّا نَزَلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ فَقَالَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ بَعْدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمْضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ امِينَ فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعْدَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ امِينَ فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعْدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوِيهِ الْكَبِيرِ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلْهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ امِينَ

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب حاضر ہو جاؤ، ہم سب لوگ حاضر ہو گئے۔ جب سرکار نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم



مبارک رکھا تو آمین فرمایا، جب دوسرے درجہ پر قدم پاک رکھا تو پھر آمین فرمایا، جب تیسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو پھر آمین فرمایا۔ جب حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آج ہم نے آپ سے منبر پر (قدم مبارک رکھتے وقت) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی۔ سرکار نے فرمایا، جبریل امیں میرے پاس آئے (اور جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا) تو انہوں نے کہا اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے آمین کہا۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا، تباہ ہو اوہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے آمین کہا۔ پھر جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو جبریل نے کہا ہلاک ہو اوہ شخص جس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچے اور وہ شخص اس ضعیف یا ضعیفہ کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے، میں نے آمین کہا۔

ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا علیہ ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجنے پر ہلاکت و تباہی کے پھٹ پڑنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَاِنَّ الصَّلٰوَةَ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْظِيْمٌ لَهُ وَثَوَابٌ لِّقَائِلِهِ وَعِزَّةٌ لَهُ بِاِعْزَازِ نَبِيِّهِ فَمَنْ تَرَكَهُ مَعَ سُهُوْلَتِهِ عَلَيْهِ كَانَ مُسْتَحِقًّا لِلْاِهَانَةِ

ترجمہ: یعنی بلاشبہ درود بھیجنے میں رسول کریم ﷺ کی تعظیم ہے اور درود بھیجنے والے کے لئے ثواب ہے اور درود خواں کی عزت اپنے نبی کی توقیر بجالانے ہی میں ہے۔ پس جس نے سہولت کے باوجود آپ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا وہ ذلت کا مستحق ہے۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۹۴)

علامہ موصوف مزید یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر ذکر پاک کے وقت درود شریف کا

چھوڑنا لہو و لہب میں مشغولیت کی وجہ سے ہوا فَتَكُونُ التَّرْكُ حِينَئِذٍ كَبِيرَةً مُفْسِقَةً  
تو اس وقت درود شریف کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہوگا۔ اور اگر معاذ اللہ استخفافِ حرمت کی وجہ سے  
ہو واجب تو وہ نورِ ایمان ہی سے محروم ہو جائے گا۔

نسیم الریاض کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جبریل امین نے بارگاہِ رسالت  
مآب ﷺ میں عرض کیا قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ اے محبوب کبریاء ﷺ آمین کہتے پس میں  
نے آمین کہی۔

محدثین ارشاد فرماتے ہیں کہ حاملِ الہی سید الملائکہ کی دعائے ہلاکت ہی کیا کم تھی  
اور حضور سید المرسلین ﷺ کے آمین فرمانے سے تو اس کی ہلاکت و تباہی میں کوئی تردد ہی  
باقی نہ رہا۔ رب کریم اپنی شانِ کریمی سے اور حبیبِ لبیب ﷺ کی شانِ محبوبی کے صدقے  
میں امتِ مرحومہ کو ان چاروں افعالِ قبیحہ سے محفوظ رکھے۔ آمین يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ  
بِحَاہِ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## اس مجلس کی کیفیت جس میں درود و سلام نہ ہو

عَنْ جَابِرٍ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ مَجْلِسًا ثُمَّ  
تَفَرَّقُوا مِنْهُ عَلَى غَيْرِ صَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِلَّا تَفَرَّقُوا عَنْ اٰتِنٍ مِنَ الْجِيفَةِ

(نسیم الریاض، ج ۳ ص ۲۹۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور خوشبوئے کائنات ﷺ نے ارشاد  
فرمایا جو لوگ کسی نشست میں بیٹھیں، پھر وہاں سے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے بغیر اٹھ کر  
چلے گئے تو بلاشبہ وہ لوگ ایک بدبودار سڑے ہوئے مردار کے قریب سے اٹھے ہیں۔

اس ارشادِ پاک کا ما حاصل یہ ہے کہ جو مجلس بغیر صلوة و سلام کے برخاست ہو جائے  
وہ بڑی گندی اور بدبودار ہوتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِسُ مَجْلِسًا لَا

يُصَلُّونَ فِيهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِمَا يَرُونَ مِنَ الثَّوَابِ  
ترجمہ: حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس میں نبی کریم ﷺ پر درود نہ بھیجیں تو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت کا سبب ہوگی، بوجہ اس ثواب کے جس کو وہ دیکھیں گے اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

صاحب نسیم الریاض لَا يُصَلُّونَ فِيهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَيُّ فِي إِثْنَائِهِ أَوْ فِي آخِرِهِ يَعْنِي مَجْلِسَ كَدَرْمِيَانِ فِي آخِرِ مَجْلِسِ دَرُودِ سَلَامٍ  
نہ پڑھے تو وہ مجلس باعث حسرت ہوگی۔

اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ اپنی محافل میں صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھتے ہیں وہ اگر اپنے دیگر اعمال خیر کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائیں جب بھی وہ صلوٰۃ و سلام والی محفلوں کا اجر عظیم اور ثواب جزیل دیکھ کر افسوس سے ہاتھ ملیں گے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو قوم کسی مجلس میں بیٹھی اور اس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا اور اپنے نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں بھیجا تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ ان کو معاف فرمادے یا عذاب دے۔

## دُرُودِ سَلَامِ كَيْ بَغِيرِ دَعَا قَبُولِ نَهِيں هَوْتِي

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتُ أَيُّهَا الْمُصَلِّي فَإِذَا صَلَّيْتَ فَقَعِدْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلِّ رَجُلٌ آخَرَ بَعْدَ

ذَالِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي اذْعُ  
تُجَبُّ

(مشکوٰۃ بَاب الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ: حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ  
حضور سید عالم ﷺ تشریف فرما تھے، اچانک ایک صاحب داخل  
ہوئے اور نماز پڑھی پھر اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ (اے اللہ  
میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما) کے ساتھ دعا کی۔ حضور  
اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے نمازی تو نے جلدی کر دی۔ جب  
تو نماز پڑھے تو پہلے اللہ جل شانہ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے لائق  
ہے، پھر مجھ پر درود پڑھ، پھر دعا مانگ۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ایک دوسرے صاحب آئے۔ انہوں  
نے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا۔  
سرکارِ عالم ﷺ نے ان صاحب سے یہ ارشاد فرمایا، اے نمازی، اب دعا  
کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی  
چاہے کہ حق تعالیٰ سے کچھ مانگے اور دعا کرے تو اس کو چاہئے کہ پہلے خدا کی شان کے لائق  
حمد و ثنا کرے، اس کے بعد رسول کریم ﷺ پر درود بھیجے، پھر سوال کرے۔ اس لئے کہ یقیناً  
یہ طریقہ حاجت براری اور حصولِ مراد کے لئے سب سے بہتر ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا زمین اور آسمان کے  
درمیان ٹھہری رہتی ہے، اوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے۔  
اسی مقام پر مشکوٰۃ کے محشی نے طیبی کے حوالہ سے حضرت شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ  
اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

اِذَا سَأَلْتَ اللّٰهَ حَاجَةً فَاَبْدَأْ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ  
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ اذْعُ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ اُخْتَمُ بِالصَّلٰوةِ

عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بِكَرَمِهِ يَقْبَلُ الصَّلَوَاتَيْنِ وَهُوَ أَكْرَمُ  
مَنْ أَنْ يَدْعُ مَا بَيْنَهُمَا

ترجمہ: یعنی جب تم اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو تو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجو پھر جو چاہو مانگو، پھر حضور اقدس ﷺ پر درود بھیج کر اپنی دعا کو ختم کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں کو قبول فرماتا ہے، اور یہ اس کی شان کریمی سے بعید ہے کہ وہ دعا کے اول و آخر حصوں کو قبول فرمائے اور درمیان کی دعا کو چھوڑ دے۔

روح البیان میں ہے کہ ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب رہتا ہے یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ اور آپ کی آل پر درود پڑھا جائے۔ پس جب درود پڑھا جاتا ہے تو حجاب ہٹ جاتا ہے اور دعا مقام قبولیت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور جب درود نہیں پڑھا جاتا تو وہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ (روح البیان، سورہ احزاب)

دُرود و سلام کے بغیر دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟

علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ حضور مدنی تاجدار ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام بھیجے بغیر دعا مقبول نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ان نبینا علیہ السلام هو الواسطة بیننا و بینہ تعالیٰ  
والوسیلة ولا ابد من تقدیم الوسیلة قبل الطلب وقد  
قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلة

ترجمہ: یقیناً نبی کریم ﷺ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہیں اور طلب سے پہلے وسیلہ کا ہونا ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرو

(روح البیان، سورہ احزاب)

صاحب روح البیان بطور استشہاد فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَوَسَّلَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِسَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ  
فِي اسْتِجَابَةِ دَعْوَتِهِ وَقَبُولِ تَوْبَتِهِ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی دعا اور توبہ کے قبول ہونے کے لئے حضور سید الکونین ﷺ کا وسیلہ اختیار فرمایا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

بے بدرقہ دُرود او ہیج دعا  
البتہ ، بمنزل اجابت نرسد  
بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے  
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بھر کی ہے

نزہۃ المجالس میں ہے کہ ایک شخص عالم بادشاہ کے ڈر سے بھاگ کر جنگل میں چلا گیا اور وہاں پر حضور اکرم ﷺ پر ہزار بار درود شریف پڑھ کر یوں دعا مانگی، اے رب کریم میں تیرے حبیب سید المرسلین ﷺ کے وسیلہ سے تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔ مجھے اس ظالم بادشاہ سے نجات عطا فرمادے۔ ابھی وہ شخص یہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ صاحب قال تو سین ﷺ تمام وسیلوں سے اچھا وسیلہ ہیں۔ تمہاری دعا شرف قبولیت سے نوازدی گئی اور تمہارے دشمن کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ چنانچہ جب وہ شخص شہر واپس آیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ مر گیا۔ (نزہۃ المجالس)

## بارگاہِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ  
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولَ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝

ترجمہ: اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور (اے نبی) آپ کے حضور حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔

حضور روح کائنات ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کے لئے حاضری دینا سنتِ مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَزِيَارَةُ قَبْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ الْمُسْلِمِينَ بَلْ  
قِيلَ إِنَّهَا وَاجِبَةٌ

ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت اہل  
ایمان کی سنت ہے بلکہ بعض علمائے اسلام نے زیارت کو واجب کہا

ہے۔

منبع انوار و برکات حضور سید المرسلین، شفیح المذنبین، رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ محمد  
مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ جود و کرم میں حاضری کی سعادت کبریٰ سے بہرہ ور ہونا دارین کی عظیم  
سعادتوں اور لازوال نعمتوں سے سرفراز ہونا ہے۔ اور استطاعت کے باوجود بارگاہِ اقدس  
میں حاضری سے محرومی سب سے بڑی شقاوتِ قلبی و بدبختی ہے۔

ذیل کی احایث مبارکہ اس امر پر روشن ترین دلیل ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي رَجَبَتْ  
لَهُ شَفَاعَتِي

ترجمہ: سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میری  
قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

(رواہ الدارِ قطنی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری حدیث میں ہے:

مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي -

ترجمہ: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے  
جیسے میری حیات میں زیارت کی۔ (رواہ الطبرانی)

ایک دوسری روایت میں ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي وَمَنْ لَمْ  
يَزُرْ قَبْرِي فَقَدْ جَفَانِي

ترجمہ: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا  
ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کی۔ اور جس نے میری قبر کی

زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ أُسْتَدِلَّ بِهِ عَلٰی وَجُوبِ الزِّيَارَةِ بَعْدَ الْإِسْتِطَاعَةِ

ترجمہ: یعنی محدثین نے اس حدیث سے شرط استطاعت و وجوب زیارت پر استدلال کیا ہے۔

حضرت ابن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني

ترجمہ: حضور انور ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے حج بیت اللہ ادا کیا

اور میری زیارت نہیں کی تو بلاشبہ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

ان احادیث مبارکہ سے روضہ اقدس کی زیارت کرنے کی اہمیت پوری طرح

واضح ہے۔ اول الذکر حدیث میں در اقدس پر حاضر ہو کر روضہ پر نور کی زیارت کرنے والے

کے لئے پروانہ شفاعت ملنے کی ضمانت ہے اور مؤخر الذکر حدیث میں سہولت و استطاعت

رکھنے کے باوجود روضہ اقدس کی زیارت نہ کرنے والے کے لئے شقاوت و بدبختی کا

عبرت ناک تازیانہ ہے۔ وہ شخص دائمی حرماں نصیب ہے۔ جو استطاعت کے باوجود روضہ انور

پر حاضر ہونے سے روگردانی کرتا ہے، اور اہل ایمان تو گنبدِ خضریٰ کے سایہ رحمت میں چند

لمحہ کا میسر آنا ہی اپنی معراجِ زندگی سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ نسیم الریاض میں ہے:

إِنَّهُ اسْتَمَرَ مِنْ عَادَاتِ السَّلَفِ إِذَا حَجَّوْا أَنْ يَأْتُوا الزِّيَارَةَ

بِالْمَدِينَةِ

ترجمہ: یعنی سلفِ صالحین کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ جب بھی

حج بیت اللہ شریف آتے تو مدینہ میں حاضری کی سعادت ضروری

حاصل کرتے ہیں۔

مناسب ہوگا کہ یہاں بعض ان احادیث کی اجمالی تشریح بھی ملاحظہ کر لیں جنہیں

بعض لوگ آڑ بنا کر حضرات انبیائے کرام، اولیائے عظام کی پر فیض بارگاہوں میں حاضری

دینے کو بڑا گناہ بتاتے ہیں اور بعض غالی حضرات تو زائرین کو مشرک کہنے سے بھی نہیں

ہچکچاتے۔



عام طور سے مانعین ان احادیث سے عدم جواز کا قول کرتے ہیں:  
لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ  
ترجمہ: سرکارِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی لعنت ہو یہود  
و نصاریٰ پر، جنہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔  
دوسری حدیث میں ہے:

إِشْتَدَّ غَضَبَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورِ أَنْبِيَائِهِمْ  
مَسَاجِدَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ان قوموں پر شدید غضب نازل ہو جنہوں نے  
انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

ان احادیث کو لے کر مبتدعین و مانعین کے امام ابن تیمیہ و ابن قیم نے جو کچھ کہا  
ہے، معاذ اللہ ان لوگوں نے اپنی خانہ زاد توحید کا سہارا لے کر حضرات انبیائے کرام علیہم  
السلام کے مزارت کی مطلقاً حاضری کو ممنوع و ناجائز قرار دے دیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ فَرَطَ ابْنُ تَيْمِيَّةٍ مِنَ الْحَنَابِلَةِ حَيْثُ حَرَّمَ السَّفَرَ

لِزِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یعنی ابن تیمیہ جو خود کو حنبلی کہتے تھے، وہ حضور سرور  
عالم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو حرام قرار  
دے کر صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ هُوَ الَّذِي دَعَا ابْنُ تَيْمِيَّةٍ وَمَنْ

تَبِعَهُ كَأَبْنِ قَيْمٍ إِلَى مَقَالَةِ الشُّنَيْعَةِ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا

ترجمہ: اور جان لو یہی وہ حدیث ہے جس سے ابن تیمیہ اور اس

کے متعین جیسے ابن قیم نے اپنے بدترین کلام کفریہ کی طرف دعوت دی

ہے۔ (نسیم الریاض، ج ۳ ص ۵۱۵)

علامہ موصوف مزید فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے یہ سب پاگلوں والی خرافات

توحید کی حمایت ظاہر کر کے کی ہے:

فَتَوَهُمَ أَنَّهُ حَمِيَّتِي جَانِبِ التَّوْحِيدِ بِخُرَافَاتٍ لَا يَنْبَغِي  
ذِكْرُهَا فَإِنَّهَا لَا تَصْنَدُ عَنْ عَاقِلٍ فَضْلاً عَنْ فَاضِلٍ

(نسیم الریاض، ج ۳ ص ۵۱۵)

ترجمہ: ابن تیمیہ کو یہ وہم ہو گیا کہ اس کی یہ بکو اس توحید کی حمایت میں ہے۔ اس کی خرافات کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی بڑ کوئی پاگل ہی ہانک سکتا ہے۔ کسی عاقل سے یہ متوقع نہیں، چہ جائیکہ اہل علم سے ہو۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ حدیث مذکور سے مزارات انبیاء و صلحاء کی حاضری ناجائز ہونے کا استدلال کرنا محض باطل ہے۔ حضرات محدثین نے ان امور کی نشان دہی فرمادی ہے جن کے ارتکاب سے یہود و نصاریٰ مستحق لعنت تھے۔

چنانچہ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے۔ اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو انہوں نے بت بنا رکھا تھا۔ لہذا ان پر حضور انور ﷺ نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس طرح کے اعمال سے منع فرمایا ہے۔ (بیضاوی شریف)

یقیناً تمام امور اہل ایمان کے نزدیک بھی موجب لعنت و عذاب ہیں۔

لَا تَتَّخِذُوا قُبُورِي عَيْدًا

ترجمہ: میری قبر کو عید نہ بناؤ۔

انہیں اس حدیث کو بھی سرکار کے روضہ اقدس کی زیارت سے روکنے کے لئے بڑے کڑو فر کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ لیجئے علامہ شہاب الدین خفاجی سے اس کی تشریح بھی سن لیجئے۔

علامہ موصوف نے اس حدیث کے تین مفہوم بیان کئے ہیں:

أَوَّلُ: فَقِيلَ كَرِهَ الْاجْتِمَاعُ عِنْدَهُ يَوْمَ مُعَيَّنِ عَلَيَّ هَيْئَةً  
مَخْصُوصَةً

ترجمہ: یعنی سرور کائنات ﷺ کے روضہ اقدس پر صرف مخصوص دن میں اور مخصوص حالت میں اکٹھا ہونا مکروہ ہے۔

دوم: لَا تَزْرُوهُ فِي الْعَامِ مَرَّةً فَقَطْ بَلْ أَكْثَرُوا الزِّيَارَةَ لَهُ  
ترجمہ: یعنی روضہ اقدس کو عید نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ سال بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ زیارت کے لئے نہ آؤ بلکہ بار بار حاضری کی سعادت حاصل کرو۔

سوم: بَلْ لَا يُوتَى إِلَّا لِلزِّيَارَةِ وَالسَّلَامِ وَالِدُّعَاءِ ثُمَّ  
يَنْصَرِفُ

ترجمہ: یعنی عید کی طرح زیب و آرائش کر کے لہو و لعب کے لئے نہیں بلکہ حاضری صرف زیارت اور سلام و دعا کے لئے ہو۔

شارعین حدیث کی تشریحات آپ کے سامنے ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ ان احادیث کو آڑ بنا کر انبیاء و اولیاء کے مقدس مزارات پر حاضری دینے کو مطلقاً ناجائز بتانا امت مسلمہ پر کس قدر ظلم عظیم ہے۔

انتباہ:

حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کی مقدس بارگاہوں میں انتہائی ادب و احترام اور بھرپور خلوص و محبت کے ساتھ حاضری ہونی چاہئے۔ ہرگز ہرگز کوئی قول و فعل خلاف ادب اور خلاف سنت نہ ہو، ورنہ دنیا و آخرت میں سوائے نامرادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

## دُرود و سلام کا جواب

حضور اکرم الاولین والآخرین ﷺ پر صلوة و سلام بھیجنے کے بارے میں مذہب مختاریہ ہے کہ عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ درود شریف کا پڑھنا فرض ہے۔ جس طرح کہ آپ کی نبوت و رسالت کی شہادت دینا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ صلوة و سلام کی کثرت کرنا بغیر تخصیص و تقید کے واجب ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے ہر مسلمان کے لئے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا فرض قرار دیا اور اس کے لئے کسی خاص وقت کا تعین

نہیں فرمایا۔ لہذا واجب یہ ہے کہ بکثرت درود و سلام بھیجا جائے اور کسی وقت اس سے غافل نہ رہا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب بھی حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی لیا جائے تو ہر بار آپ پر صلوة و سلام بھیجنا واجب ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ اسی مسلک کے قائل امام طحاوی رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں۔

ردالمحتار میں ہے کہ قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

إِنَّهُ الْأَحْوَاظُ

ترجمہ: یعنی ذکر پاک پر ہر بار درود بھیجنے میں زیادہ احتیاط ہے۔

مدارج النبوت میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم آپ کے احسان کے بدلے میں ہے اور چونکہ آپ ﷺ کا احسان دائمی ہے۔ لہذا ذکر پاک کے وقت ہر بار آپ پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے، نیز رب العالمین جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

ترجمہ: نہ بنا لورسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔

اس حکم ربانی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں معروضہ پیش کیا جائے یا آپ کا ذکر مبارک کیا جائے اور آپ پر درود و سلام نہ بھیجا جائے تو عام لوگوں کے ساتھ پکارنے اور یاد کرنے میں برابری لازم آئے گی۔ لہذا ہمہ وقت آپ کے ذکر مبارک پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے۔

البتہ بعض حضرات ہر بار ذکر مبارک پر صلوة و سلام بھیجنے کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ کہتے کہ ایک بار فرض ہے، ایک نکتہ... اور بار مستحب... یہ بھی ایک صورت ہوتی، اور محبت کی شان کے لائق بھی ہوتی۔ کیونکہ زیادتی محبت کا اقتضاء یہی ہے۔ اس طرح مستحب بھی بمنزلہ واجب کے ہوتا ہے اور اس میں از خود کوتاہی کرنے پر مطمئن نہیں ہوتا اور طالب سے یہ بعید ہے کہ درود و سلام کے فوائد پر مطلع ہوتے ہوئے اس میں سعی بلیغ نہ کرے۔

## مقامات درود و سلام

درود و سلام پڑھے جانے کے مقامات کو علماء دین نے تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، ان میں سے بعض مقامات درج ذیل ہیں:

حضور محبوب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک یا اسم گرامی سننے اور لکھنے کے وقت آپ پر درود و سلام بھیجے۔ حدیث شریف میں ہے:

زَغَمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذِكْرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ  
ترجمہ: یعنی اس شخص کی ناک گرد آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

دوسری حدیث میں ہے:

الْبَخِيلُ كُلُّ الْبَخِيلِ

ترجمہ: یعنی درود نہ پڑھنے والا تمام بخیلوں میں بدترین بخیل ہے۔  
وضو کے شروع و آخر میں درود شریف پڑھنا چاہئے۔ حدیث مرفوع میں ہے:

لَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
ترجمہ: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا اس کا وضو کامل نہیں ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے وقت درود شریف کے بعد اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے، اور مسجد سے نکلنے کے وقت درود شریف کے بعد اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَاعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ پڑھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھتے، اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تب بھی بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھا کرتے تھے۔  
حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھلائی تھی کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوں تو درود پڑھنے کے بعد

یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَفْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ، اور جب نکلیں تو یہی دعا پڑھیں۔

حضرت مولیٰ علی، حضرت سیدہ خاتون جنت اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بھی مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت درود شریف پڑھنا منقول ہے۔

اذان میں حضور اقدس ﷺ کے نام نامی کو سننے کے بعد آپ پر درود و سلام بھیجے۔ علامہ قہستانی رضی اللہ عنہ نے شرح کبیر میں کنز العباد سے یہ نقل فرمایا ہے کہ اذان کی دوسری شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو پہلی بار سننے تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھے، اور دوسری مرتبہ سننے کے بعد قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھے، پھر دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ

روح البیان میں محیط کے حوالہ سے منقول ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ ایک دن مسجد میں ستون کے نزدیک جلوہ افروز تھے اور سیدنا صدیق اکبر سرکار کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینی شروع فرمائی اور جب انہوں نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو سیدنا صدیق اکبر نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر کہا:

قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

جب بلال حبشی رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر جو شخص تجھ جیسا کرے گا، رب کریم جل شانہ اس کے جدید و قدیم گناہوں کو بخش دے گا۔

اسی سلسلے میں صاحب روح البیان نے سیدنا آدم علیہ السلام کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جنت میں سیدنا آدم علیہ السلام کو بذریعہ وحی یہ معلوم ہوا کہ ان کے صلب سے آخری زمانہ میں حضور سید المرسلین ﷺ ظاہر ہوں گے تو انہوں نے بارگاہ کبریا میں حضور انور ﷺ سے ملاقات کی التجا پیش فرمائی۔ پس رب قدیر جل شانہ نے نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا کو ان کے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت میں رکھ دیا، تو اس نور مبین نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تسبیح کی۔ اسی لئے اس انگلی کا نام مسبحہ رکھا گیا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جمال مصطفوی کو سیدنا آدم علیہ

السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا تو سیدنا آدم علیہ السلام نے وفور محبت میں اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم لیا اور اپنی آنکھوں پر مل لیا۔

فَلَمَّا أَخْبَرَ جِبْرَائِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْقِصَّةِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اسْمِي فِي الْأَذَانِ فَقَبَّلَ طَفْرِي إِبْهَامِيهِ وَمَسَحَ عَلَيَّ عَيْنَيْهِ لَمْ يَغْمُ أَبَدًا

(روح البیان سورہ احزاب)

ترجمہ: جب روح الامیں نے حضور اقدس ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو حضور نے فرمایا، جس شخص نے اذان میں میرا نام سن کر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور ان کو اپنی آنکھوں سے ملا تو وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

فائدہ:

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد حسنہ میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوع نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے مضمون پر عمل کرنا ترک کر دیا جائے کیونکہ:

قَدْ صَبَّحَ عَنِ الْعُلَمَاءِ تَجْوِيزُ الْأَخْذِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ  
ترجمہ: یعنی عملیات میں حدیث ضعیف کو بھی علماء نے قبول فرمایا ہے۔

ہر ماہ اور خاص طور سے ماہ شعبان کی رات اور دن کے ہر حصے میں حسب استطاعت کثرت سے درود پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ماہ شعبان میں ایک مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب دوسرے مہینے میں دس بار درود پڑھنے کے برابر ہے۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْمُسْطَفَى فِي شَهْرِهِ وَارْجُوا  
مِنْهُ الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالذِّينِ

۱۔ جو شخص تقبیل الابھامین عند الاذان کی تفصیلی معلومات چاہتا ہو اسے چاہئے کہ امام احمد رضا

فاضل بریلوی کی کتاب منیر العین فی تقبیل الابھامین کا مطالعہ کرے۔ (بشیر احمد نعیمی)

سیدی شاہ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں کتاب الشفاء، مواہب لدنیہ اور رسالہ فاکہی کے حوالہ سے درود و سلام پڑھنے کے لئے مندرجہ ذیل مقامات و مواقع کو تحریر فرمایا ہے:

صبح و شام، سوتے وقت، نیند سے بیدار ہونے کے وقت، وضو کرتے وقت، طہارت کے بعد یعنی تیمم، غسل جنابت اور غسل حیض سے فارغ ہونے کے بعد (غسل خانہ سے باہر آکر)، نماز کے دوران، نماز کے بعد، نماز شروع کرنے سے پہلے، دعائے قنوت میں، نماز تہجد سے پہلے اور اس کے بعد۔

کعبہ معظمہ دیکھتے وقت، حج و عمرہ کے لئے احرام باندھتے وقت، صفا و مروہ پر چڑھتے وقت، حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت، طواف کعبہ کے وقت، ملتزم سے چمٹتے وقت، حج کے دوران وقوف کی جگہوں پر، آثار نبویہ کے مشاہدہ کے وقت، حضور اکرم ﷺ کے قیام اور ٹھہرنے کے مقامات مثلاً مسجد قبا، وادی بدر، جبل احد اور مساجد (خمسہ) میں حاضری کے وقت، مساجد سے گزرتے وقت، روضہ اطہر کی زیارت کے وقت۔

اذان کے جواب کے بعد، جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں، نماز جنازہ کی تکبیر کے دوران، نماز استسقاء میں، نماز کسوف اور نماز خسوف کے خطبوں میں، بھول جانے کے وقت، پیاس کے وقت، خرید و فروخت کے وقت، وصیت کے وقت، ارادہ سفر کے وقت، سواری پر چڑھتے وقت، منزل پر ٹھہرتے وقت، بازار جاتے وقت، بازار میں پہنچنے کے بعد، غفلت طاری ہونے کے وقت، جمعہ کی رات، جمعہ کے دن خصوصاً نماز جمعہ کے بعد، سنیچر کے دن، اتوار کے دن اور پیر و منگل کے دن، مکہ مکرمہ کے راستہ میں، مدینہ منورہ کے راستہ میں، دعوت میں حاضر ہونے کے وقت، دعوت سے فارغ ہو کر چلنے کے وقت، گھر سے چلتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، کسی حاجت کے وقت، خوف کے وقت، جانور اور غلام بھاگ جانے کے وقت، ہر چیز کے گم ہو جانے کے وقت، سختی اور غم کے وقت، ڈوبنے سے بچنے کے وقت، پاؤں کے سن ہو جانے کے وقت، مولی کھانے کے وقت تاکہ اس کی ڈکار میں بونہ آئے، برتن سے پانی پینے کے وقت، گدھے کی آواز کے وقت مگر اس وقت درود شریف کے ساتھ شیطان لعین سے استعاذہ بھی مروی ہے تاکہ دفع شر اور حصول خیر دونوں واقع ہوں، کسی گناہ میں مبتلا ہونے کے بعد، مسلمان بھائی سے ملاقات اور مصافحہ کے وقت، ختم قرآن کے وقت، حفظ



قرآن کے لئے دعا کے وقت، علم دین کی تعلیم کی ابتداء کے وقت، خصوصاً درس حدیث کے وقت، وعظ و تقریر اور قرأت حدیث کی ابتداء کے وقت، اور کسی چیز کے اچھا لگنے کے وقت، نیند نہ آنے کے وقت، طاعون سے بچنے کے لئے دعا کے وقت، دعاؤں کے اول و آخر میں، کان بچنے کے وقت، چھینک آنے کے وقت، دوستوں سے ملاقت کے وقت، جلسہ و اجتماع میں جو خدا اور شعائر اسلامی کی اشاعت کے لئے ہو، فتویٰ کے وقت، علم کی اشاعت کے وقت، پڑھنے اور پڑھانے کے وقت، منگنی کرنے کے وقت، اہم امور شروع کرنے کے وقت، کھانا شروع کرنے کے وقت، کھانا کھانے کے بعد، اور گلاب کا پھول سونگھنے کے بعد، مسند الفردوس میں ہے: **الْوَرْدُ الْأَبْيَضُ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ** یعنی شب معراج میں میرے پسینہ سے سفید گلاب کا پھول پیدا کیا گیا۔ **وَالْوَرْدُ الْأَحْمَرُ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ جَبْرَيْلَ** اور سرخ گلاب کا پھول جبریل امین کے پسینے سے پیدا کیا گیا۔ **وَالْوَرْدُ الْأَصْفَرُ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ** اور پیلا گلاب کا پھول براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا تو زمین میری جدائی میں رو پڑی۔ اس کے رونے سے زرد گھاس اُگی، اور جب میں معراج سے لوٹا تو میرے پسینہ کا قطرہ زمین پر گرا۔ جس سے سرخ گلاب اُگا۔ پس جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہے اسے چاہئے کہ سرخ گلاب کا پھول سونگھے۔

مندرجہ ذیل اوقات میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے:

مباشرت کے وقت، پیشاب اور پاخانہ کے وقت، نیچی جانے والی چیز کی شہرت کے لئے، لغزش یا پھسلنے کے وقت، تعجب کے وقت، جانوروں کے ذبیحہ کے وقت، چھینکنے کے وقت، قرآن کریم کی تلاوت کے درمیان، نماز میں آخری تشہد کے علاوہ دوسرے ارکان میں درود شریف کا پڑھنا مکروہ ہے۔

## فضائل دُرود و سلام واقعات کی روشنی میں

حضور جانِ رحمت ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنے کے فضائل و برکات اور اس کے نتائج و ثمرات بیان سے باہر ہیں۔ دُرود شریف دنیا و آخرت کی تمام برکتوں اور بھلائیوں کو شامل ہے۔ دُرود پاک منبع انوار و برکات اور معدن الطاف و کرامات ہے۔ چنانچہ حضور محبوب کبریا ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنے میں جتنی زیادتی ہوگی اتنا ہی زیادہ اس پر رب کریم ﷺ جل شانہ کا فیضان و کرم ہوگا۔ ذیل میں ان مقدس ہستیوں کے نورانی واقعات کو ملاحظہ کیجئے جنہیں دُرود و سلام کی بدولت دنیا و آخرت کی سرفرازی عطا ہوئی ہے۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّم دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-1

شیخ احمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن کے مشہور شہر صنعاء میں تھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے قریب لوگوں کا کثیر مجمع ہے اور مزید لوگوں کی بھیڑ اکٹھا ہو رہی ہے۔ شیخ موصوف کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے دریافت کیا، یہ کیا معاملہ ہے۔ اس آدمی کے پاس اتنی بھیڑ کیوں لگی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص بڑا خوش الحان قاری تھا اور بڑی اچھی آواز سے قرآن پڑھتا تھا۔ جب یہ شخص قرآن کریم پڑھتے ہوئے آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ پڑھتا تو بجائے یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ پڑھنے کے اس نے یُصَلُّوْنَ عَلٰی عَلٰی النَّبِیِّ پڑھ دیا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضرت علیؑ پر دُرود بھیجتے ہیں جو نبی ہیں۔ اس کے پڑھتے ہی وہ شخص گونگا اور اندھا و ا پا بج ہو گیا اور کوڑھ و جذام کی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اَللّٰهُمَّ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْاَدَبِ

اس واقعہ میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت و نصیحت ہے۔ ارحم الراحمین اپنے حبیب حضور سید المرسلین ﷺ کے صدقے میں ہمیں بے ادبی اور دریدہ دہنی سے محفوظ رکھے، آمین۔

بعض لوگ اپنی جہالت و نادانی سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پاک اور بے عیب بارگاہ میں اور اس کے پاک رسولوں کی مقدس شان میں بے ادبی و دریدہ دہنی کر کے اپنی دنیا و آخرت تباہ کر لیتے ہیں، اور بعض پڑھے لکھے جاہل اپنی خانہ زاد توحید کے زعمِ فاسد میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کی بارگاہوں میں بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ رب کریم امت مسلمہ کو بے ادبی کی تباہ کن بیماری سے بچائے، آمین

بَجَاهِ طَهْ وَيَسَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-2 تفسیر روح البیان میں علامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”فجر منیر“ کے حوالہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ صالح ابو موسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ کشتی میں بیٹھے سمندری سفر کر رہے تھے کہ اچانک ہی سمندر میں خوف ناک طوفان آگیا اور کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ ملاحوں نے اس طوفان سے کشتی کا بچ نکلنا ناممکن خیال کیا اور اہل کشتی کو طوفان کی ہولناکی سے باخبر کر دیا۔ کشتی کے لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے، اور توبہ و استغفار کرنے لگے۔ حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچانک میری آنکھ لگ گئی، اور مجھے خواب میں حضور مونس بے کساں ﷺ کی زیارت میسر ہوئی۔ حضور نے فرمایا اے ابو موسیٰ کشتی والوں سے کہو یہ درود مجھ پر ہزار مرتبہ پڑھیں۔ حضرت شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے بیدار ہو کر اہل کشتی سے یہ واقعہ بیان کیا اور ہم سب ایک ساتھ اس درود پاک کو پڑھنے لگے۔ ابھی تقریباً تین سو بار اس درود شریف کو ہم لوگوں نے پڑھا تھا کہ کشتی صحیح و سالم طوفان کی زد سے باہر ہو گئی۔ یہ درود شریف درود تھینا کے نام سے مشہور و معروف ہے اور ماسبق میں لکھا جا چکا ہے۔

(القول البدیع ص ۲۲۰)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-3 حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے فقر و فاقہ اور تنگدستی و محتاجی کی شکایت پیش کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مکان میں داخل ہو تو سلام کرو۔ چاہے مکان میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ پھر مجھ پر سلام بھیجو۔ پھر قل هو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھو۔ اس شخص نے ارشاد اقدس کے مطابق عمل کیا تو رب کریم جل شانہ نے اس کے رزق میں بے پناہ وسعت فرمائی۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-4 خلافت بنو امیہ کے مشہور جلیل القدر خلیفہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؓ (جن کی خلافت سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافت کا نمونہ تھی) کا معمول یہ تھا کہ وہ دارالخلافت ملک شام سے ایک قاصد مدینہ منورہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں صرف صلوة و سلام پیش کرنے کے لئے بھیجتے تھے۔

فائدہ:

بلاشبہ دور و نزدیک سے بھیجا ہوا درود و سلام حضور روح کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پہنچتا ہے لیکن روضہ اطہر پر حاضر ہو کر درود شریف پڑھنا افضل ہے۔ صاحب نسیم الریاض قاموس کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

إِنَّ السَّلَامَ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ قَبْرِهِ الشَّرِيفِ  
أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ

ترجمہ: یعنی حضور سید عالم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنا درود بھیجنے سے افضل ہے۔ (نسیم الریاض، ج ۳ ص ۵۱۶)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ يَبْلُغُهُ سَلَامٌ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ بَعِيدًا فِي  
هَذَا فَضِيلَةٌ خِطَابُهُ عِنْدَ مَوْرَدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِنَفْسِهِ

ترجمہ: یعنی اگرچہ ہر شخص کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچتا ہے، چاہے جتنی دور سے بھیجا جائے لیکن خود مواجہ اقدس میں حاضری دے کر سلام عرض کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔

(نسیم الریاض، ج ۳ ص ۵۱۶)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ سے واپسی میں مجھے ایک بدوی ملا، جو ایک اونٹنی کی مہار پکڑے حضور اقدس ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ وہ آپ سے ابھی باتیں کر رہی رہا تھا کہ اچانک ایک شخص دوڑا ہوا آیا اور اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹنی میری ہے۔ حضور نے بدوی سے پوچھا تو وہ خاموش بیٹھا رہا۔ بعد شہادت جب حضور اقدس ﷺ نے چوری کی سزا پر اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا تو اونٹنی نے پکار کر کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص میری چوری سے بری ہے۔ حضور نے یہ سن کر اس سے دریافت فرمایا، اے بدوی، تم نے کیا پڑھا تھا، میں دیکھتا ہوں کہ مدینہ کی گلیاں فرشتوں سے بھر گئی ہیں۔ بدوی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ پر یہ درود پڑھا تھا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا تَبْقَى صَلَوتِكَ شَيْئٌ وَسَلِّمْ عَلَيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا تَبْقَى مِنْ سَلَامِكَ شَيْئٌ وَأَرْحَمْ عَلَيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا تَبْقَى مِنْ رَحْمَتِكَ شَيْئٌ (الطبرانی)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ جب ام البشر سیدنا حواری رضی اللہ عنہما جنت میں پیدا فرمائی گئیں تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ان کی طرف توجہ فرمائی۔ فرشتوں نے کہا آپ صبر فرمائیے، جب تک نکاح نہ ہو جائے اور آپ مہر ادا نہ فرمادیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے پوچھا، مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا حضور سرور انبیاء ﷺ پر تین بار درود شریف پڑھنا ہے۔ بعض روایات میں بیس مرتبہ درود شریف پڑھنا لکھا ہے۔ (مدارج النبوة)

ایک دن جناب شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر مجاہد اپنے وقت کے جید عالم اور امام تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا اعزاز و اکرام فرمایا اور معانقہ کر کے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ بعض حاضرین کہنے لگے، یا سیدی آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا احترام و اکرام فرما رہے ہیں حالانکہ اہل بغداد انہیں مجنون کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یہ اعزاز و اکرام اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں جیسا عمل فرماتے ہوئے دیکھا ویسا ہی کیا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جب بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے، معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس پر میں نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ عنایت بے پایاں کس عمل خیر کی وجہ سے فرما رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ شبلی ہر نماز کے بعد اس آیت کو آخر سورہ تک پڑھتے ہیں:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الخ  
ترجمہ: اس کے بعد مجھ پر درود بھیجتے ہیں۔

(مدارج النبوة، القول البدیع ص ۱۷۳)

حضرت سدی شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شہرہ آفاق کتاب دلائل الخیرات شریف کی وجہ تالیف علماء نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ جزولی رحمۃ اللہ علیہ کو حالت سفر میں وضو کے لئے پانی کی سخت ضرورت درپیش ہوئی۔ بڑی تلاش کے بعد انہیں گاؤں میں ایک کنواں ملا بھی تو وہاں رسی اور ڈول نہیں تھا۔ شیخ موصوف انتہائی پریشانی کے عالم میں ڈول و رسی کے لئے گاؤں میں ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ اس گاؤں کی ایک آٹھ نو سالہ بچی نے سیدی ابو عبد اللہ جزولی رحمۃ اللہ علیہ کو پریشان دیکھ کر پوچھا، حضرت کیا چاہئے۔ آپ نے فرمایا ڈول اور رسی۔ یہ سن کر وہ لڑکی کنویں پر آئی اور اس میں اپنا لعاب ڈال دیا۔ اس کے لعاب ڈال دینے سے کنویں کا پانی اہل کر باہر

کنارے پر آگیا اور شیخ موصوف نے اس سے وضو فرمایا، اور نماز ظہر ادا فرمائی۔ نماز کے بعد حضرت موصوف نے لڑکی کے گھر جا کر اس شرف و کرامت کی وجہ معلوم ہوئی۔ اس نے بتایا کہ مخصوص صیغے کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی یہ برکت ہے۔ یہ سننے کے بعد آپ نے درود شریف پر نہایت مکمل اور جامع کتاب دلائل الخیرات کے نام سے تصنیف فرمائی اور اس کو لے کر اس پاکیزہ سیرت اور عفت مآب لڑکی کے پاس آئے اور شروع سے آخر تک پوری کتاب اس کو سنا کر یہ معلوم کیا کہ اس کا پڑھا ہوا درود شریف اس کتاب میں مندرج ہوایا نہیں۔ لڑکی نے کہا متفرق طور پر اس درود شریف کے تمام الفاظ اس کتاب میں آگئے ہیں۔ یہ سن کر مصنف دلائل الخیرات شریف کو بے حد خوشی و مسرت ہوئی۔

فائدہ:

بلاشبہ اہل ایمان کے لئے دلائل الخیرات شریف ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ رب کریمی جل شانہ اپنے محبوب مکرم ﷺ کے طفیل میں پوری امت مرحومہ کو اس کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ (آمین)

دلائل الخیرات شریف کے بعض شارحین نے تحریر فرمایا ہے کہ مصنف دلائل الخیرات حضرت سیدی ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شقی القلب ملعون دشمن نے زہر دے دیا تھا۔ جس کے سبب سے 16 ربیع الاول 870ھ کو بعد نماز فجر آپ کا وصال ہو گیا، اور شہر سوس میں آپ مدفون ہوئے۔ بہتر (72) سال کے بعد آپ کو وہاں سے جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ کا قبرستان) میں منتقل کیا گیا۔ آپ کی قبر مبارک سے آج بھی خوشبو آتی ہے۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

9- رشید عطار مصری نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خیاط رحمۃ اللہ علیہ ایک بالکل گوشہ نشین آدمی تھے۔ لوگوں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ اچانک انہوں نے اپنا یہ طریقہ بدل دیا اور حضرت ابن رشیق رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بہت کثرت سے آنے جانے لگے۔ اور وہاں جانے کے لئے بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ لوگوں کو ان

کے حالات کی اس تبدیلی پر سخت حیرت تھی۔ جب لوگوں نے اس تبدیلی کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ سرکار نے ارشاد فرمایا:

احضرو مجلس رشیق فانہ یصلی علی فیہ کذا و کذا ممرۃ  
ترجمہ: ابن رشیق کی مجلس میں جایا کرو۔ وہ اپنی مجلس میں مجھ پر  
کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔ (القول البدیع ص ۲۵۶)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّم دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو حفص سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب رونق المجالس سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ بلخ میں ایک مشہور تاجر تھا جو بڑا مالدار تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ جب اس تاجر کا انتقال ہوا تو اس کا پورا سرمایہ اس کے دونوں بیٹوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوا۔ میراث میں حضور سراج منیر ﷺ کے تین موئے پر نور بھی موجود تھے۔ دونوں بھائیوں نے ایک ایک موئے مبارک لے لیا، اور تیسرے موئے مبارک کے بارے میں بڑے بھائی نے کہا، اس کو بھی آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا، خدا کی قسم ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضور وقار کائنات ﷺ کے موئے مبارک کو کسی حال میں نہیں کاٹا جاسکتا۔ بڑے بھائی نے کہا، کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ یہ تینوں موئے معتبر لے لے اور اپنے حصہ کا سارا مال مجھے دے دے۔ چھوٹے بھائی نے کہا، زہے نصیب جو یہ نعمت کبریٰ ساری کائنات کے بدلے میں مل جائے، مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ الناصل چھوٹے بھائی نے اپنی پوری جائیداد کے بدلے میں تینوں موئے مبارک لے لئے۔

فَجَعَلَهَا فِي جَيْبِهِ وَصَارَ يَخْرُجُهَا وَيُشَاهِدُهَا وَيُصَلِّي  
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: وہ موئے مبارک کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا اور بار بار نکال کر ان کی زیارت کرتا اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتا۔ ابھی



تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ اس کے بڑے بھائی کی پوری جائیداد ختم ہو گئی۔ چھوٹے بھائی کا گھر مال و منال سے بھر گیا، اور جب چھوٹے بھائی کی رحلت ہوئی تو اس زمانے کے بعض اولیائے کرام کو خواب میں حضور سید عالم ﷺ نے یہ بشارت دی۔

قُلْ لِنَاسٍ مِّنْ كَمَا نَتُّ لَهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حَاجَةٌ فَلِيَّاتِ قَبْرِ  
فَلَانِ هَذَا وَيَسْئَلُ اللَّهُ قَضَاءَ حَاجَتِهِ (القول البدیع ص ۱۲۸)  
ترجمہ: لوگوں سے کہہ دو، جس کسی کو کوئی ضرورت درپیش ہو، اس  
قلاں کی قبر کے پاس جا کر اپنی التجاؤں کو بارگاہ کبریا میں پیش کرے۔

نزہۃ المجالس میں یہ واقعہ اس اضافہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جب بڑے بھائی کی ساری جائیداد ختم ہو گئی اور وہ بالکل کنگال ہو گیا تو اسے خواب میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور اس نے سرکار سے اپنی محتاجی اور تنگدستی کی شکایت کی۔ سرکار نے ارشاد فرمایا، احرماں نصیب تو نے میرے بالوں کے بجائے اموال کو پسند کیا اور تیرے بھائی نے اپنے سارے مال کے بدلے میں میرے بالوں کو خریدا اور مجھ پر کثرت سے درود بھیجا رہا۔ اسی لئے رب کریم نے اس کو دونوں جہان میں سرخ رو فرمایا۔ جب بڑا بھائی بیدار ہوا تو آکر اپنے چھوٹے بھائی کی خدمت گزاروں میں شامل ہو گیا۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-11 مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری کے حوالہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو حضور رحمت عالم ﷺ ایک چھوٹا سا پرچہ اس شخص کے میزان عمل پر رکھ دیں گے۔ جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہو جائے گا۔ وہ مومن عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ کون ہیں۔ آپ کی سیرت و صورت کیسی پیاری ہے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود شریف کی نیکیوں کا پرچہ ہے جو تم نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے اس کو تیری ضرورت کے لئے محفوظ کر لیا تھا، جو آج تیری ضرورت کے وقت عطا کر دیا۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مالک یوم جزائے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا میری مغفرت فرمادی اور میرے لئے جنت ایسی سنواری گئی جیسا کہ دلہن سنواری جاتی ہے، اور مجھ پر ایسی نچھاور کی گئی جیسا کہ دلہن پر نچھاور کیا جاتا ہے۔ میں نے امام موصوف سے پوچھا، اس بلند مرتبہ پر آپ کیسے پہنچے۔ مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا کہ کتاب الرسالہ میں جو درود شریف لکھا ہے، اس کی وجہ سے یہ درجہ ملا ہے۔ میں نے پوچھا، وہ درود پاک کیا ہے تو بتایا گیا کہ وہ درود پاک یہ ہے:

صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ  
وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَن ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ

ترجمہ: جب میں نے صبح بیدار ہو کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الرسالہ میں دیکھا تو بعینہ اس درود پاک کو پایا۔

(القول البدیع ص ۲۵۴)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

حضرت امام اسماعیل بن ابراہیم مزنی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے رحلت فرمانے کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے حضرت سے پوچھا، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا، مجھے ارحم الراحمین مولیٰ کریم نے بخش دیا اور ملائکہ کو حکم فرمایا کہ مجھے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ جنت میں لے جائیں۔ رب کریم کا یہ سب انعام و اکرام ایک درود پاک کی برکت کی وجہ سے ہے۔ جس کو میں پابندی سے پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کونسا درود ہے۔ فرمایا یہ ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى اللَّهِ عَلِيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ  
الذَّاكِرُونَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ

(حاشیہ حصن حصین)

ابن نبان اصہبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ، محمد بن ادریس (یعنی، امام شافعی) آپ کے چچا کی اولاد ہیں (چچا کی اولاد اس لئے کہا کہ امام شافعی کا نسب سرکار کے پردادا ہاشم پر جا کر مل جاتا ہے) آپ نے کوئی خصوصی کرم ان پر فرمایا۔ سرکار نے فرمایا، ہاں، میں نے رب العالمین سے یہ دعا کی ہے۔ کہ یوم جزا اس سے حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ کرم خسرو رانہ ان پر کس عمل کی وجہ سے ہوا:

-14

قَالَ لِأَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى صَلَوةٍ لَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِثْلَهَا  
ترجمہ: حضور نے ارشاد فرمایا، وہ میرے اوپر درود ایسے الفاظ کے الفاظ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا کہ جن الفاظ کے ساتھ کسی اور نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ وہ الفاظ کیا ہیں۔  
حضور نے فرمایا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى اللَّهِ عَلِيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ  
وَصَلِّ عَلَى اللَّهِ عَلِيَّ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ  
الْغَافِلُونَ (القول البدیع ص ۲۵۵)

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

حضرت سیدی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کر رہا تھا میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ جب بھی قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو کہتا ہے: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس سے پوچھا، تو کسی علمی دلیل کی وجہ سے بہ کرتا ہے۔ اس نے کہا، ہاں، پھر اس نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا، سفیان ثوری، اس نے کہا، کیا عراق والے سفیان ہو، میں کہا

-15

ہاں، وہ کہنے لگا کیا تمہیں اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا، ہاں حاصل ہے۔ اس نے پوچھا، کس طرح معرفت الہی حاصل ہے۔ میں نے کہا:

بِأَنَّهُ يُوَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ  
وَيُصَوِّرُ الْوَلَدَ فِي الرَّحِمِ

ترجمہ: وہ رات سے دن نکالتا ہے اور دن سے رات نکالتا ہے اور ماں کے شکم میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔

اس نے کہا، مَا عَرَفْتَ اللَّهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ تو نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کما حقہ نہیں پہچانا۔ میں نے پوچھا، پھر تو کس طرح پہچانتا ہے۔ اس نے کہا، کسی کام کا مضبوط ارادہ کرتا ہوں پھر اس کو توڑنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کا عزم محکم کرتا ہوں مگر نہیں پورا کر سکتا ہوں۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ میرا کوئی رب قدر ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ میں نے پوچھا، تیرا کثرت سے درود بھیجنا کس وجہ سے ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کرنے آیا تھا۔ میری ماں نے کہا کہ میں اس کو بیت اللہ شریف میں داخل کر دوں۔ جب میں اس کو داخل کرنے لگا تو وہ گر پڑی اور اس کا منہ کالا ہو گیا اور پیٹ پھول گیا۔ میں بے حد رنجیدہ ہو کر اپنی ماں کے قریب بیٹھ گیا اور بارگاہِ کبریا..... میں یہ دعا کی، اے رب کریم جو تیرے در پر حاضر ہوا کیا تو اس کو ایسی سزا دیتا ہے۔ ابھی میری دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اور اس سے ایک سفید پوش موہنی صورت والی شخصیت ظاہر ہوئی اور اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا، جس سے وہ پر نور ہو گیا۔ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل ختم ہو گیا۔ پھر وہ جانے کے لئے چلے تو میں نے ان کا دامن کرم تھام کر عرض کیا۔ آپ کون ہیں کہ میری مصیبت کو آپ نے دور فرمایا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا، میں تیرا رسول ہاشمی محمد (ﷺ) ہوں۔ میں نے عرض کیا، میرے کریم آقا مجھ سیاہ کار کو کوئی وصیت فرمائیے تو حضور نے فرمایا:

لَا تَرْفَعُ قَدَمًا وَلَا تَضَعُ أُخْرَىٰ إِلَّا أَنْتَ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ  
وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: جب تو کوئی قدم اٹھایا کرے یا رکھا کرے تو درود پڑھا کر

(القول البدیع ص ۲۴۰)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

حضرت ابو الفضل بن زریک قومانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی خراسان سے میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ایک رات میرا بخت بیدار ہوا۔ خواب میں حضور رحمت عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور انور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جب تم ہمدان جانا تو ابو الفضل بن زریک رحمۃ اللہ علیہ کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ میں نے عرض کیا: فِدَاكَ رُوْحِي وَقَلْبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ان پر اس خاص کرم خسروانہ کا سبب کیا ہے۔ حضور شفیع عاصیاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَآئِنَّهُ يُصَلِّي عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةً مَرَّةً أَوْ أَكْثَرَ

ترجمہ: ابو الفضل بن زریک مجھ پر روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ یا اس سے زیادہ درود پڑھتا ہے۔

حضرت قومانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے کہا، حضور مدنی تاجدار ﷺ کے بتانے سے پہلے واللہ میں آپ کو یا آپ کے نام کو نہیں جانتا تھا۔ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے اس خوش نصیب خراسانی کو کچھ غلہ دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں سرکار اعظم ﷺ کے پیام مبارک بچتا نہیں ہوں۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور نظر نہیں آیا۔ (القول البدیع ص ۱۶۱)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

بنی اسرائیل میں ایک آدمی بڑا سیاہ کار تھا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین میں پھینک دیا۔ یعنی لوگوں نے نہ اس کو غسل دیا اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی اس کو دفن کیا۔ رب کریم غم نوالہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس کو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھے۔ میں نے اس شخص کی مغفرت فرمادی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے رب کریم کس وجہ سے اس

کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ رب قدیر جل شانہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ایک مرتبہ توراہ کو کھولا تھا اور اس میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام دیکھا تھا، فَصَلَّى عَلَيْهِ وَقَدْ غَفَرْتَ لَهُ بِذَلِكَ، تو اس نے ان پر درود پڑھا تھا، اسی وجہ سے میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (القول البدیع ص ۱۱۸)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

ایک شخص نے ابو حفص کا غدی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔ انہوں نے کہا، ارحم الراحمین مولیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور میری مغفرت فرمادی، اور مجھے جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمادیا۔ اس شخص نے پوچھا، کس عمل خیر کی وجہ سے آپ کی مغفرت ہوئی۔ انہوں نے کہا، جب بارگاہِ الہی میں میری پیشی ہوئی تو فرشتوں کو نامہ اعمال کے جائزہ لینے کا حکم دیا گیا۔ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود شریف کو شمار کیا تو انہوں نے میرے درود کو گناہوں سے زیادہ پایا۔ پس رب کریم نے فرمایا اے فرشتو! بس اب اس کا حساب آگے نہ کرو اور اس کو میری جنت میں لے جاؤ۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

ابو العباس احمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو شیراز کے ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد کی محراب میں کھڑے ہیں اور ان پر ایک لباس فاخرہ ہے اور ان کے سر پر ایک تاج ہے جو جوہرات اور موتیوں سے مزین ہے۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، انہوں نے کہا، رب قدیر نے میری مغفرت فرمادی، میرا اکرام فرمایا، مجھے تاج عطا فرمایا اور جنت میں داخل کر دیا۔ اس نے پوچھا، کس وجہ سے یہ ساری کرامتیں عطا ہوئیں۔ انہوں نے کہا: بکثرة صلواتی علی رسول اللہ ﷺ، یہ سب انعام حضور سید العالمین ﷺ پر

کثرت سے درود بھیجنے کی وجہ سے ملا ہے۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةٌ  
وَسَلَامًا كَثِيرًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔ (القول البدیع ص ۱۱۷)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

صوفیائے کرام میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مسطح نامی ایک شخص کو  
خواب میں دیکھا۔ وہ شخص اپنی زندگی میں برائیوں سے اجتناب نہیں کرتا تھا۔ میں  
نے اس سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا،  
خداوند قدوس نے میری بخشش فرمادی۔ میں نے پوچھا، کس عمل خیر کی وجہ سے  
ہوئی۔ اس نے کہا، میں ایک محدث کی خدمت میں حاضر رہ کر احادیث نقل کرتا  
تھا۔ صاحب فضل محدث نے درود شریف پڑھا، فصلیت انا معہ ورفعت  
صوتی بالصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع اهل  
المجلس فصلوا علیہ فغرلنا فی ذالک الیوم کلنا، تو میں نے بھی  
بلند آواز سے درود پڑھا۔ میری آواز سن کر تمام اہل مجلس نے درود پڑھا۔ رب  
کریم جل شانہ نے اس دن ساری مجلس کی مغفرت فرمادی۔

(القول البدیع ص ۱۱۷)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

نزہت المجالس میں ایک واقعہ اسی مضمون کا یوں لکھا ہے ہے کہ ایک عارف باللہ  
فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک بڑا بدکار آدمی رہتا تھا۔ میں اس کو بار بار توبہ کرنے کی  
تاکید کیا کرتا تھا لیکن وہ اپنی سیاہ کاری سے باز نہیں آتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں  
نے اس کو جنت میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس بلند مقام پر کیسے پہنچ گیا۔ اس نے  
کہا، میں ایک محدث کبیر کی مجلس میں تھا۔ انہوں نے نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص حضور سید  
الاولین والآخرین ﷺ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھے اس کے لئے جنت واجب  
ہے۔ میں نے بلند آواز سے درود پڑھا، اور میری آواز سن کر تمام حاضرین مجلس نے درود  
پڑھا۔ اس پر ہم سب کی مغفرت ہو گئی۔

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-21 سید العارفین حضرت شبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اس کو ایک دن خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک فرمایا۔ اس نے کہا مجھ پر بڑی ہولناک حالت گزری، مجھ پر منکر نکیر کے سوالات کے وقت بہت ہی سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا، یا اللہ یہ بلا مجھ پر کہاں سے آرہی ہے۔ کیا میرا خاتمہ اسلام پر نہیں ہوا۔ مجھے ایک ندا آئی کہ یہ تیری زبان کے بے لگامی کی سزا ہے۔ جب منکر نکیر نے مجھے عذاب دینے کا ارادہ کیا تو اچانک ایک نہایت خوبصورت شخص میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس شخص سے بہترین خوشبو آرہی تھی۔ اس نے مجھ کو قبر کے جوابات بتا دیئے۔ میں نے فوراً فرشتوں کو جواب دے دیا۔ میں نے اس کریم النفس آدمی سے پوچھا، رب کریم آپ پر فضل و کرم فرمائے آپ کون ہیں، اس نے کہا:

أَنَا شَخْصٌ خُلِقْتُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَوَاتِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِرْتُ أَنْ أَنْصُرَكَ فِي كُلِّ كَرْبٍ  
ترجمہ: میں ایک شخص ہوں جو تیرے کثرتِ درود سے پیدا کیا گیا  
ہوں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر مصیبت میں تیری مدد کروں  
(القول البدیع ص ۱۲۱)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-22 حضرت عبدالرحیم بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غسل خانہ میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں سخت چوٹ لگ گئی اور اس کی وجہ سے میرے ہاتھ میں سوجن آگئی۔ درد کی وجہ سے میں نے رات بڑی بے چینی سے بسر کی، اور جب میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور مونس بے کساں ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ ابھی میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا، یا رسول اللہ صلی اللہ



علیک وسلم کہ حضور نے ارشاد فرمایا:

او حشنتی صلوتک علی یا ولدی

ترجمہ: اے میرے بیٹے تیری کثرتِ درود نے مجھے گھبرا دیا۔

جب میری آنکھ کھلی تو حضور رحمتِ عالم ﷺ کی برکت سے میری تکلیف بالکل

دور ہو گئی۔ اور ہاتھ کا ورم بھی ختم ہو گیا۔

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-23-

ایک عورت سیدی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے۔ میری آرزو ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھ لوں۔ حضرت سیدی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بعد نماز عشاء چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھ کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الہکم التکائر کی قرأت ہو۔ اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک مسلسل حضور اکرم ﷺ پر درود پڑھتی رہ۔ عورت نے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور اس نے خواب میں اپنی بیٹی کو دیکھا کہ وہ نہایت سخت عذاب میں مبتلا ہے۔ اس پر تارکول کا لباس ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور اس کے دونوں پاؤں میں آگ کی زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔ صبح بیدار ہو کر وہ عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پورا واقعہ سنایا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عورت سے فرمایا، جاؤ اس کی طرف سے صدقہ کر دو۔ امید ہے کہ رب کریم تمہاری لڑکی کو معاف فرمادے گا۔ دوسرے دن سیدی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک باغ ہے اور اس میں ایک اونچا تخت ہے۔ جس پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نور کا تاج رکھا ہوا ہے۔ وہ لڑکی کہنے لگی، حضور آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں نے نہیں پہچانا تم کون ہو۔ اس نے کہا، میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے درود پاک پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ سیدی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال بڑا دردناک بتایا تھا۔

اس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو آپ سے میری ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا، پھر تجھے یہ درجہ کیسے حاصل ہو گیا۔ اس نے کہا ہم ستر (۷۰) آدمی سخت عذاب میں مبتلا تھے کہ ایک مردِ صالح ہماری قبر سے گزرے:

وَصَلَّى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَقَبَّلَهَا اللَّهُ غُزَّوَجَلَّ مِنْهُ وَاعْتَقَنَا كُلَّنَا مِنْ تِلْكَ الْعُقُوبَةِ

ترجمہ: اور انہوں نے ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درود کو شرف قبولیت سے نوازا اور ہم سب کو عذاب سے آزاد کر دیا۔ یہ مرتبہ ان بزرگ کی برکت سے نصیب ہوا۔ (القول البدیع ص ۱۳۱)

-24

حضرت جعفر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا، یہ عظیم مرتبہ آپ کو کس عملِ خیر کی وجہ سے حاصل ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث کو لکھا ہے اور جب حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھتا تو نام مبارک کے ساتھ درود و سلام لکھتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے رب کریم جل شانہ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

(القول البدیع ص ۲۵۴)

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

حضرت عبد اللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ رات میں احادیث کی کتابوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ ہم جس جگہ کتب احادیث کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس جگہ نور کا ایک ستون ہے۔ جس کی اونچائی آسمان تک پہنچ گئی ہے۔ کسی نے پوچھا، یہ نورانی ستون کیسا ہے تو بتایا گیا:

-25

صَلُّوْهُمَا عَلٰى النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَقَابَلَا  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَفٌ وَكَرَمٌ  
 ترجمہ: کہ یہ وہ درود پاک ہے جس کو یہ دونوں کتاب کے  
 مقابلے کے وقت پڑھا کرتے تھے، صلی اللہ علیہ وسلم  
 و شرف و کرم۔ (القول البدیع ص ۲۵۵)

مَوْلَاىَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا اَبَدًا  
 عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

-26 حضرت ابو علی حسن بن عطی عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابو طاہر رحمۃ  
 اللہ علیہ نے حدیث شریف کے کچھ اجزاء لکھ کر دیئے۔ میں نے دیکھا کہ جہاں بھی  
 حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس ہے وہاں صلی اللہ علیہ وسلم  
 تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا، اس  
 طرح کیوں لکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنی کمسنی میں جب حدیث پاک لکھا  
 کرتا تھا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود شریف نہیں لکھتا تھا۔ مجھے ایک دن  
 خواب میں حضور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور میں نے سلام  
 عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اپنا روئے تاباں پھیر لیا۔ میں نے  
 دوسری جانب حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر سے بھی رخ انور کو  
 پھیر لیا۔ میں تیسری مرتبہ مواجہہ اقدس میں حاضر ہوا اور یہ التجا پیش کی:

يَا نَبِيَّ اللهِ لِمَ تَدِيْرُ وَجْهَكَ عَنِّي

ترجمہ: اے بے کسوں کے والی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سیاہ کار سے چہرہ انور  
 کیوں پھیر لیتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِاَنَّكَ اِذَا كَرْتَنِيْ فِيْ كِتَابِكَ لَا  
 تُصَلِّيْ عَلٰى اس لئے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔  
 حضرت ابو طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، پھر اسی وقت سے میرا یہ دستور ہو گیا کہ  
 میں جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھتا ہوں تو صلی اللہ علیہ وسلم تَسْلِيْمًا  
 كَثِيْرًا كَثِيْرًا لکھتا ہوں۔ (القول البدیع ص ۲۵۶)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى خَيْرِ خَلْقٍ كُلِّهِمْ

-27 حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں احادیث کو نقل کرتا تھا اور نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ لکھا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، مَا لَكَ لَا تَتَمُّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، کیا بات ہے تم مجھ پر پورا درود نہیں بھیجتے ہو۔ حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر میں ہمیشہ پورا درود صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا پابند ہو گیا۔

(القول البدیع ص ۲۵۷)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى خَيْرِ خَلْقٍ كُلِّهِمْ

-28 حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حج و زیارت کے لئے جا رہا تھا، ایک آدمی میرا ہمسفر ہو گیا۔ وہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس قدر کثرت سے درود پاک پڑھنے کی وجہ معلوم کی۔ اس نے کہا، میں ایک سال حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ معظمہ حاضر ہوا تھا اور میرے ساتھ میرے والد ماجد بھی تھے۔ جب حج سے واپسی ہوتی اور ہم ایک منزل پر سوائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرے باپ کا انتقال ہو گیا اور اس کا چہرہ کالا ہو گیا ہے۔ میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو سچ سچ میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کا چہرہ بالکل کالا ہو گیا تھا۔ اس جائزہ حادثہ سے مجھے شدید رنج و غم ہوا اور میں بہت زیادہ خوف زدہ ہو گیا۔ اسی دوران مجھے نیند آگئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ چار کالے آدمی ہاتھ میں لوہے کے ڈنڈے لئے ہوئے چاروں طرف سے میرے باپ پر مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک انتہائی خوب رو بزرگ دو سبز کپڑا زیب تن کئے تشریف لائے اور ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے چہرے پر پھیرا، اور مجھ سے فرمایا، میں محمد

عربی ہوں ﷺ۔ اس کے بعد میں نے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو وہ روشن تھا۔ میں نے اپنے والد کو دفن کر دیا اور پھر کثرت سے درود و سلام پڑھنے کا پابند ہو گیا۔

(القول البدیع ص ۲۳۹)

مَوْلَايَ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

”القول البدیع فی الصلوة علی الحبيب الشفیع“ کے مصنف حضرت علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد بن رسلان رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتمد اصحاب نے بیان کیا ہے کہ انہیں خواب میں حضور خیر الانبیاء ﷺ کی زیارت پر نور نصیب ہوئی۔ انہوں نے دیکھا، یہ کتاب القول البدیع جو فضائل درود میں علامہ سخاوی کی لاجوات کتاب ہے، بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کی گئی۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنے کرم خسرانہ سے اس کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بشارت عظمیٰ سے مجھے بے حد مسرت و شادمانی ہوئی اور میں رحمن و رحیم جل جلالہ و عم نوالہ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی بارگاہ رحمت میں اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور دارین میں ثواب جزیل کا امیدوار ہوں۔

فَاكْثُرْ مِنْ ذِكْرِ نَبِيِّكَ بِإِحْسَانٍ وَأَدِّمِ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ  
بِالْجَنَانِ وَاللِّسَانِ فَإِنَّ صَلَاتِكَ تَبْلُغُهُ وَهُوَ فِي ضَرْبِجِهِ  
وَاسْمُكَ مَعْرُوضٌ عَلَى رُوحِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: تو اے رسولِ عربی ﷺ کے وفادار امتی تو اپنے نبی اکرم ﷺ کا ذکر پاک خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر اور دل و زبان سے اپنے رسول کریم ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتا رہا کر، کیونکہ تیرا درود و سلام حضور انور ﷺ کے روضہ انور میں پہنچتا ہے اور تیرا نام جانِ ایمان ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے

(القول البدیع ص ۱۶۵)

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَلْجَانَا وَمَاوَانَا  
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ قَبْلَ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفْسٍ بَعْدَ كُلِّ  
مَعْلُومٍ لَكَ

اے میرے مولائے کریم، تیرے سیاہ کار کترین خلقت بندہ نے درود و سلام کا یہ  
گلدستہ تیرے حبیب معظم حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں پیش کیا  
ہے۔ تو محض اپنی شان کریمی سے اور اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے گئے درود و سلام کے طفیل  
میں اس رسالہ کو شرفِ قبولیت سے نواز اور اس کو اپنے بندہ رو سیاہ اور اس کے والدین،  
اساتذہ، اہل و عیال، دوست و احباب کی مغفرت کا سامان بنا، اور انہیں اپنے لطفِ عمیم سے  
نواز۔

اے ربِّ قدیر مولیٰ مجھ خطا کار اور تمام اہل ایمان کو حضور جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بارگاہِ اقدس میں کثرت سے پر خلوص درود و سلام پیش کرنے کی سعادت عطا فرما اور روزِ جزاء  
ہم سیاہ کاروں کو اپنے محبوب معظم حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ عظمیٰ نصیب فرما۔

اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى حَبِيبِكَ الْمُجْتَبَى وَنَبِيِّكَ  
الْمُصْطَفَى حَبِيبِنَا وَقُرَّةِ عَيْنِنَا وَشَافِعِ ذُنُوبِنَا  
وَكَاشِفِ كُرُوبِنَا مَلْجَانَا وَمَاوَانَا فِي الدَّارَيْنِ سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ مَعْدَنَ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَعَلَى آلِهِ  
الْكَرَامِ وَأَصْحَابِهِ الْعِظَامِ وَمَنْ وَالِإِلَهَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

امیدوار شفاعت

بشیر احمد نعیمی

# درود و احوال اسلام



مؤلف  
حضرت علامہ  
محمد بشیر احمد  
نعمانی مرتضیٰ  
صدر المدرسین  
الجامعہ الغاشیہ شاہی جامع مسجد  
در بار مارگ کاشمنڈو، نیپال

مکتبہ شرفیہ  
بازار مسجد مہاجرین مرید کے ضلع شیخوپورہ